

743

ہوائی



معیار السلوک

(۱)

کافیۃ الاکوفاہ و الشکوک

مؤلفیت

حاجی السنۃ حضرت مولانا الحاج

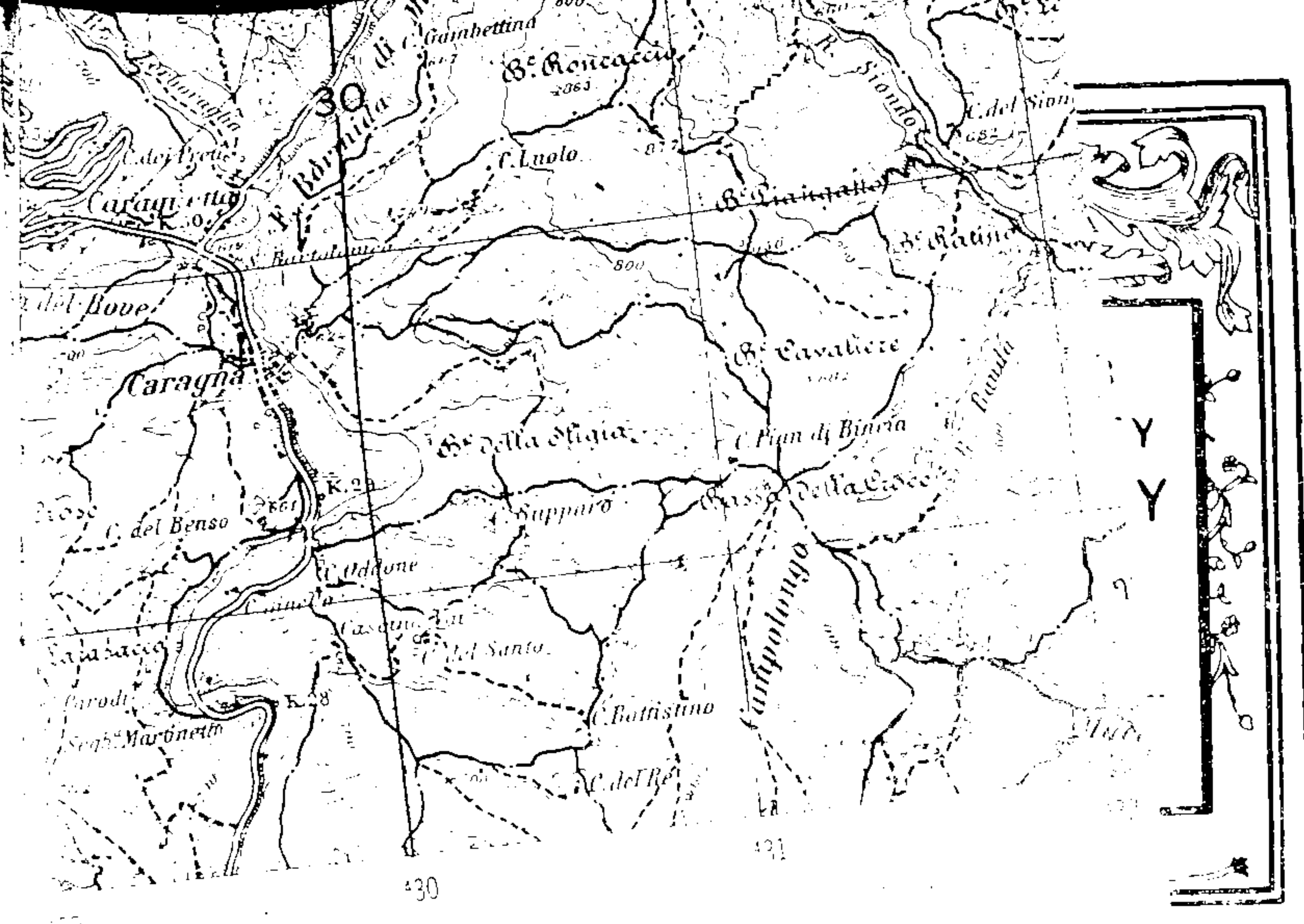
شاہ محمد بدایت علی نقشبندی مجددی جیلپوری

رحمۃ اللہ علیہ

باہتمام حاجی محمد بشیر خچاوانی کاپور

در مطبع انتظامی کاپور طبع شد

قیمت: دو روپے آٹھ آنے



430

431

432

433

434

435

436

437

438

439

440

441

442

443

444

445

446

447

448

449

450

451

452

453

454

455

456

457

458

459

460

461

462

463

464

465

466

467

468

469

470

471

472

473

474

475

476

477

478

479

480

481

482

483

484

485

486

487

488

489

490

491

492

493

494

495

496

497

498

499

500

501

502

503

504

505

506

507

508

509

510

511

512

513

514

515

516

517

518

519

520

521

522

523

524

525

526

527

528

529

530

531

532

533

534

535

536

537

538

539

540

541

542

543

544

545

546

547

548

549

550

551

552

553

554

555

556

557

558

559

560

561

562

563

564

565

566

567

568

569

570

571

572

573

574

575

576

577

578

579

580

581

582

583

584

585

586

587

588

589

590

591

592

593

594

595

596

597

598

599

600

601

602

603

604

605

606

607

608

609

610

611

612

613

614

615

616

617

618

619

620

621

622

623

624

625

626

627

628

629

630

631

632

633

634

635

636

637

638

639

640

641

642

643

644

645

646

647

648

649

650

651

652

653

654

655

656

657

658

659

660

661

662

663

664

665

666

667

668

669

670

671

672

673

674

675

676

677

678

679

680

681

682

683

684

685

686

687

688

689

690

691

692

693

694

695

696

697

698

699

700

701

702

703

704

705

706

707

708

709

710

711

712

713

714

715

716

717

718

719

720

721

722

723

724

725

726

727

728

729

730

731

732

733

734

735

736

737

738

739

740

741

742

743

744

745

746

747

748

749

750

751

752

753

754

755

756

757

758

759

760

761

762

763

764

765

766

767

768

769

770

771

772

773

774

775

776

777

778

779

780

781

782

783

784

785

786

787

788

789

790

791

792

793

794

795

796

797

798

799

800

801

802

803

804

805

806

807

808

809

810

811

812

813

814

815

816

817

818

819

820

821

822

823

824

825

826

827

828

829

830

831

832

833

834

835

836

837

838

839

840

841

842

843

844

845

846

847

848

849

850

851

852

853

854

855

856

857

858

859

860

861

862

863

864

865

866

867

868

869

870

871

872

873

874

875

876

877

878

879

880

881

882

883

884

885

886

887

888

889

890

891

892

893

894

895

896

897

898

899

900

901

902

903

904

905

906

907

908

909

910

911

912

913

914

915

916

917

918

919

920

921

922

923

924

925

926

927

928

929

930

931

932

933

934

935

936

937

938

939

940

941

942

943

944

945

946

947

948

949

950

951

952

953

954

955

956

957

958

959

960

961

962

963

964

965

966

967

968

969

970

971

972

973

974

975

976

977

978

979

980

981

982

983

984

985

986

987

988

989

990

991

992

993

994

995

996

997

998

999

1000

743

۱۱

الم

وقف بابی شرح

مثل رضا ...
چاند ...

سرمایه ...



التقویٰ الحسنی

فی

53474

اثبات اولیٰ واجبہ

مصنف حضرت مولانا مولوی شاہ محمد بہا علی صاحب نقشبندی مجددی جے پوری رحمۃ اللہ علیہ

اس کتاب میں 'التقویٰ' کی تفسیر و حقیقت، انسان کی ماہیت، قدرت کاملہ کی حکمت

فاضل مصنف نے ایسے دلکش اور سادہ طریقہ سے بیان کی ہے کہ اپنی نظر آپ ہی ہے۔

اسی کیساتھ قدیم و حادث میں امتیاز، انسان کی تخلیق کا راز، سیدھی سادھی سلیبس اور

عام فہم اردو زبان میں مصنف نے نہایت خوبی سے بیان کیا ہے۔ معرفت جو وہی و کلی کے وسائل

اثبات ذات واجب الوجود کیلئے عقلی و نقلی دلائل، اس پر طرفہ یہ کہ اس چھوٹی سی کتاب میں

شریعت و طریقت کے چوٹی کے مسائل اس خوبی اور کامیابی کیساتھ بیان کئے گئے ہیں کہ دریا کوڑھ

میں بند کر نیکی زندہ مثال ہے۔ یہ اپنی نوعیت کی پہلی کتاب اور اس موضوع پر زبان اردو میں

اولین اور کامیاب ترین تصنیف ہے۔

قیمت: فی جلد عا

محمد الیاس پریڈ کاپنور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْآن تَعَارَفْتُمْ عَلَىٰ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَةُ عَدُوِّكُمْ وَمَا كُنْتُمْ بِأَعْيُنِكُمْ رَأِيهِمْ لَخِطَبٌ خَبِيرٌ

مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِي

نیت خوف و عنبر برائے اولیاء
ایسا چہیں و موہ حق جل و علا

کتاب

بزرگان اُردو بسلسلہ حضرات نقشبندیہ مجتہدہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

جو

شایح احکام شریعت و کاشف نکات طریقت و مصرح رموز حقیقت و منقح اسرار معرفت

و معیار صراط مستقیم و ضلالت سے

یعنی

مُعَيَّا السُّلُوكِ وَدَافِعِ الْأَوْهَامِ وَالشُّكُوكِ

جسکی

ہر سال کیسہ طریقت کو ضرورت ہو اور اپنے حال و قال کے سمجھنے اور سمجھانے میں سہولت کے لیے لکھا گیا ہے۔

جسکو

کفش بردار زلی ہرنی و ہرولی محمد ہدایت علی نقشبندی مجددی چیلوی نے تالیف کیا ہے

جو

غلام غلام امام الاولیاء و پیشوا کے اصفیاء و رہنما اقیما حضرت سید عالم علی شاہ صاحب چتر پوری

مَضَامِين كِتَابِ السُّلُوكِ دَفْعُ الْاَهْوَاءِ وَالشُّكْرِ فَهْرَسْتِ مَبْنِيَّةٌ بِالسُّلُوكِ وَالشُّكْرِ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸۱	فصل ۱: نقضاتِ صحبت بہ	۹۰	ویاچہ
۸۳	فصل ۲: نوائے خاموشی		باب ۱
	باب ۳	۹۲	فصل ۱: عقائد کے بیان میں
۸۶	فصل ۳: فضائل و ترغیبِ ذکر، و	۹۸	فصل ۲: اثباتِ ولایت میں
	ذمتِ دنیا	۱۰۲	فصل ۳: علم باطن فرض ہے
۹۶	فصل ۴: فضائلِ ذکرِ خفی	۱۰۹	فصل ۴: تلاشِ مرشد میں
۱۰۲	فصل ۵: سلطان الاذکار	۱۱۳	فصل ۵: اثباتِ بیعت
۱۰۹	فصل ۶: دائرہ امکان	۱۲۸	فصل ۶: حقوقِ پیر و آدابِ مرید
۱۱۳	فصل ۷: دائرہ ولایتِ صغریٰ	۱۳۰	فصل ۷: باوجود حیاتِ پیر اول کے دوسرے پیر سکھایا نہیں
۱۲۸	فصل ۸: دائرہ ولایتِ کبریٰ		باب ۲
۱۳۰	فصل ۹: ولایتِ علیا	۱۳۵	فصل ۱: طریقہ نقشبندیہ
	باب ۲	۱۴۰	فصل ۲: طریقہ نقشبندیہ مجددیہ
۱۳۵	فصل ۱۰: دائرہ کمالاتِ نبوت	۱۵۰	فصل ۳: کلماتِ نقشبندیہ
۱۴۰	فصل ۱۱: دائرہ کمالاتِ رسالت		فصل ۴: رابطہ مرشد
	فصل ۱۲: دائرہ کمالاتِ اولوالعزم		فصل ۵: نوائے صحبتِ نیک

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ

حمد بجز اس ذات احد کو جس نے جمیع کائنات کو پیدا کیا اور انسان کو اشرف المخلوقات ہونے
 عزا عطا فرما کر اس کو اپنے اسما و صفات کے عکس سے منور کیا اور انہی جمیع صفات کے
 نتیجے میں عنایت فرمایا اور اپنی ذات کو نہاں اور ظل اسما و صفات کو عیاں فرما کر بعض قلوب مومنین کو بزرگی
 بخش اور بعض کو بواسطہ آئینہ یقین اپنی ذات نہاں کا عارف بنایا اور کئی ذات میں خلعت حیرت مرحمت
 فرما کر اپنا مقرب بنایا

اے برتر از خیال و قیاس و گمان تو ہم **اللَّهُمَّ** و زہرچہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم
 دفتر تمام گشت و بیابان رسید عمر **اللَّهُمَّ** ما پہچان در اول وصف تو ماندہ ایم

اور درود و نامحدود ان سردار انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کہ اسم پاک ان کا محمد ہے اور ذات
 انکی باعث تخلیق اٹھارہ ہزار عالم ہے اور صفت ان کی رحمۃ للعالمین اور شفیع المذنبین ہے اور
 امت انکی خیر الامم اور علماء ان کی امت کے مثل انبیائے بنی اسرائیل ہیں اور دین ان کا ناسخ
 جمیع مل وادیان ہے اور تعریف میں ان کی تورات و زبور و انجیل و فرقان ہیں اور ان کے مرتبہ
 کی تلاش میں تمام خلق حیران ہے، خدا کی حمد و ثنا کی واسطے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ
 وسلم اور آپ کی تعریف کے واسطے خدا کی تعریف کافی ہے، خلق خالق کی اور اس کے حبیب کی کیا

تعریف کر سکتی ہے۔ حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

خدا در انتظار حمدانیت محمد چشم برداشت نیت خدام آفرین مصطفیٰ بن محمد حامد حمد حسن را بس
سنا جائے اگر بایہ بیان کرد ہر ذیہم بقاعیت سیتوان محمد از تومی خواہم خدرا الہی از توحب مصطفیٰ را

اور ہزاروں رحمت خدا کی نازل ہوں ان کے چاریار باوقار اور آل اطہار اور ازواج مطہرات

اور اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کہ ہر ایک ان میں سے آسمان ہدایت کے ستارہ ہیں اپنی

ذات و صفات میں اور مقرب میں امام المسلمین صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسے دانہائے تسبیح قریب

ہوتے ہیں امام سے۔ زبان عاجز ہے ان کی تعریف میں اور مستلم قاصر ہے ان کے حالات لکھنے

میں اور خیال سزگوں ہے ان کے مرتبہ کی تلاش میں، دوست ان کا دوست خدا اور رسول ہے

اور دشمن ان کا دشمن خدا اور رسول۔ اور اللہ پاک راضی ہو چاروں ائمہ شریعت و طریقت اور جملہ علمائے

حقانی و عرفائے ربانی سے کہ ان بزرگوں کی محنتوں اور برکتوں سے ہم کو راستہ خدا کی مرضی

پر چلنے کا ملا ہے اور اُمت پر بڑا احسان ہے ان مبارک ذاتوں کا کہ جس کا حق ہم سے ادا نہیں

ہو سکتا رحمۃ اللہ علیہما اجمعین

اس کتاب کے لکھنے کا سبب

سگ آستانہ درگاہ حضرات نقشبند مجددیہ محمد ہدایت علی حنفی نقشبندی مجددی عفا اللہ عنہ

عرض کرتا ہے کہ میں نے اپنی عمر کا زیادہ حصہ سفر میں صرف کیا اور آٹھ نو برس کی عمر سے بغایت خداوند

تعالیٰ شوق علمائے ربانی کی خدمت میں حاضر ہونے کا اور کلمات شریعت و طریقت سننے کا رہا اور

اکثر بڑے بڑے علماء اور بابرکت درویشوں کی خدمت میں حاضر ہوا اور انکی صحبت کی برکت سے

عقائد حقہ اور اصول درویشی کے کان میں پڑے، اللہ پاک ان سے راضی ہو۔ خصوصاً میر مرشد

حضرت محمد علی شیرخان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت شریف میں اٹھارہ سال کے قریب مجھ کو اکثر روزمرہ حاضر ہونیکا اتفاق ہوا اور انکی تحقیقات ذاتی اور مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ وتصنیف حضرت غوث الاعظم شیخ عبدلقادربیلانیؒ و حضرت مرزا مظہر جانجاناں قاضی شہناز اللہ پانی پتی و شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ و غلام علی شاہ صاحب غیب ہرم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ان کی زبان مبارک سے سنیں اور دیکھیں جس سے تصوف اور سیرت کے ساتھ اپنی حیثیت کے موافق سمجھے، اللہ پاک میرے حضرت صاحب کا مرتبہ زیادہ کرے اور جنت الفردوس میں جگہ محبت فرمائے حضرت مہرور کا مختصر حال انشاء اللہ آخر کتاب میں لکھوں گا۔ اس کتاب کے لکھنے کا یہ سبب ہوا کہ اس زمانہ میں بزرگان دین متقدمین و متاخرین کے خلاف طریقہ درویشی اکثر نام کے درویشوں نے جاری کیا ہے اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو سب سے بہترین ذریعہ نجات کا ہے اور اتباع اس کی سب خلق پر فرض ہے اس کو چھوڑ کر خود بھی اور اپنے مریدوں کو بھی چاہ گراہی میں گراتے ہیں اور طح طرح کی بدعتیں اور شرک کی باتیں بتلاتے ہیں بعض اپنا نام بجائے ذکر خدا کے تعلیم کرتے ہیں اور اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدًا اور وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْا بِهَا (تسبیح) کیا اللہ بندہ کو کافی نہیں ہے؛ (تسبیح) اور اللہ کے واسطے اسمائے حسنیٰ ہیں، پس اسکو انہی ناموں سے پکارو؛) پر نظر نہیں کرتے بعض پیر طوائف اور سجدہ کو جو خدا کیلئے مخصوص ہیں اپنے اور مزارات متبرکہ کو اولیاء اللہ کے لیے جائز ٹھہراتے ہیں۔ بعض پیر اہل قال اہل حال اولیاء کی نقل کر کے "ہمہ دوست" کی تعلیم دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ دوست و دشمن روپیہ اور پیسہ اور عریبی اور بھلی بات کی پوری تیسر کرتے ہیں، لیکن انسوس کہ خالق اور مخلوق اور اوامر و نواہی میں تیسر نہیں کرتے بعض رہنما ہو کر عورتوں کو بے پردہ بیعت کرتے ہیں اور اپنے کو باپ بیان کر کے ہمیشہ کے لئے پردہ کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے، حالانکہ پیر سے پردہ فرض ہے۔ فرض ترک کر کے سنت بیعت ادا کرنا چاہتے ہیں اور نبی کریم علیہ التھیۃ والتسلیم نے خود عورتوں کو پردہ کا حکم فرمایا اور وقت بیعت

فتح مکہ معظمہ عورتوں سے صرف زبانی اقرار لے کر بیعت فرمایا۔ مگر زمانہ حال کے بعض پیروں کا طریقہ بیعت اس کے خلاف ہے اور اپنے نفس کو مزکی و مصفیٰ خیال کر کے اپنے واسطے ازکاب ممنوعات کو روا سمجھتے ہیں نعوذ باللہ۔ مسلمان جو چیز خدا نے حرام کر دی ہے وہ کسی کے واسطے حلال نہیں ہو سکتی اور جو حلال ہے وہ حرام نہیں ہو سکتی۔ علمائے شریعت درہمایانِ طریقت کا اسپر اتفاق ہے۔ اکثر پیر اپنا نذرانہ مرید کے ماں باپ بیوی بچوں کے حق کے مقابلہ میں اپنا حق غالب بیان کر کے لیتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ان کے گھر میں پہلے ہی خرچ کی تکلیف ہو ادا نہ ہو سکتی۔ مسئلہ شرعی ماں باپ بیوی بچوں کی خدمت فرض ہے اور مرشد کی خدمت سنت یا مستحب ہے۔ افسوس ان پیروں پر کہ جو خدمت فرض کو ترک کر کے خود فائدہ ناجائز اٹھائیں اور صدہ حیف اُس مرید کی عقل پر کہ جو خدمت فرض کو ترک کر کے خدمت سنت یا مستحب کو ادا کرے۔ اسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص نماز نوافل پڑھا کرے اور نماز فرض نہ پکڑے۔ ادا نہ کرے۔ حق بات یہ ہو کہ اگر مرید کے پاس ماں باپ اور اہل و عیال کی خدمت سے زائد بیچ رہے تو پیر اور اُس کے اہل و عیال کی خدمت کر دے اور پیر کے اہل و عیال سے بیچ رہے تو مرید کی خدمت کر دے۔ اگر پیر بیمار ہو تو مرید ہر قسم کی خدمت پیر کی کرے اور اگر مرید بیمار ہو تو اسی طریقہ تھے مرید کی ہر قسم کی خدمت کرے اور یہی طریقہ صحابہ کبار کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور آپ کا صحابہ کیساتھ بلکہ اس سے بھی بالاتر۔ بعض مرشد چند خواب دیکھنے اور سرور و ظیفہ کی وجہ سے مریدوں کو اعلیٰ مقامات پر پہنچنے کی خبر سنا کر اپنا خلیفہ بناتے ہیں باوجودیکہ نہ خود ذکر قلبی رکھتے ہیں نہ مرید اور یہ ذکر قلبی ولایت کا پہلا سبق ہے جیسے قرآن مجید پڑھنے کیلئے الف با تا تا آپتوں کو شروع کرتے ہیں جب ولایت کی الف با سے ہی خبر دار نہیں تو ولایت کجا سچ اور خوشیتیں گم ست کر رہی کنڈکا اپنے آپ کو مصداق بناتے ہیں۔ بعض پیر اپنے مریدوں سے کہتے ہیں کہ ہم تمہاری شفاعت کرینگے حالانکہ خود اپنے جنتی و جہنمی ہونے کی خبر

نہیں ایسے لوگوں کے واسطے حضرت ابو علی شاہ قلندرؒ نے اپنی مثنوی میں خوب فرمایا ہے

میکنی از مکر عالم را مطیع میدہی تسکین منم مندر اشفیع

تو کرے دنیا کو اپنا پیرو بنائے ہوئے ہو (اور) تسکین دیتا ہے کہ میں حشر میں پتھاری شفا کرونگا

اسے محنت نے تو مردی نے تو زن مثل شیطان راہ مرواں را مزن

اسے محنت نہ تو مرد ہے، نہ عورت شیطان کی طرح لوگوں کو گمراہ مت کر

بعض علمائے ظاہر کہ جو نور علم باطن سے محروم ہیں، علم باطن کے منکر ہوئے اور اسکی نفی کرنے پر کمر باندھی اور علم طریقت کہ جو مغز شریعت مغز اسلام و مغز ایمان ہے، اسکو بے اصل سمجھ کر اس کے مجتہدین و متبعین پر زبان طعن کھولی اور بجائے تعریف کے ان کی مذمت کو اپنا شیوہ بنا لیا اور حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کے مصداق ہو گئے۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درو میلش اندر طعنہ پاکاں برو

جب اللہ تعالیٰ کسی کا پردہ فاش کرنا چاہتا ہے تو اسکے پیس اچھے لوگوں کی برائی کرے کیا خیال پیدا کرے

جب میں نے دونوں فریقوں کو افراط تفریط میں پایا تو دل میں یہ خیال آیا کہ ایک ایسی کتاب بحاوردہ اور عام فہم اردو میں تالیف کی جائے کہ جس سے ہر مسلمان کو فائدہ پہنچے اور وہ علماء اور درویش جو اپنے ذاتی فوائد کے واسطے ناواقف مسلمانوں کے ایمان، مال و عزت کو خراب کرتے ہیں، ان سے مسلمان آگاہ ہو جائیں اور سچے پیر اور مرید کو جو اکثر نفس اور شیطان دھوکہ دیتے ہیں اس سے بچیں اور اپنے حال و حال کو اس کتاب سے مطابق کریں۔ تاکہ ان کو کھوٹے کھرے کی تمیز ہو اسی واسطے میں نے اس کتاب کا نام معیار السلوک و دافع الاذہام والشکوک رکھا ہے اس میں نے سات باب اور ہر باب میں سات فصلیں مقرر کی ہیں اللہ پاک سے دعا ہے کہ اپنے مقبول بندوں کی وجہ سے اسے قبول فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے فائدہ پہنچے

اور میری بخشش کا ذریعہ ہو دُبَّ الْقَبْلِ مِمَّا إِذْكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ آمِنِ بِحَقِّ طَه
 وَلَيْسَ وَتَجِيَّ بِنَبِيِّكَ الرَّكِيْبُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَاللَّهُ بِمَا تَصْنَعُونَ
 وَأَوْلِيَاءُ أُمَّتِهِ أَجْمَعِينَ ۝

مُتَابَعَات

من چو طفل و حرزِ جانِ من توئی

میں ایک بچے کی طرح ہوں اور میرا محافظ (تو ہی) تو ہی ہے

چو تو با مائی نباشد بیچِ عنم

تب بھی اگر تو ہمارے ساتھ نہ ہو تو کچھ پرواہ نہیں ہے

کار تو غفاری و بخششِ عطا

اور بخشد نیا اور مہربانی سے معاف کر دینا تیرا کام ہے

من ہمہ جہلم مرادہ صبر و حلم

میں محترم جہا ہوں اپنے فضل سے مجھے صبر و بردباری عطا فرما

من بخواب و پاسبانِ من توئی

میں خواب غفلت میں ہوں اور میرا تو ہی نگہبان ہے

گر ہزاراں دام باشد ہر قدم

اگر قدم قدم پر ہزاروں جال بچھے ہوئے ہوں

کار ما سہوت و نسیان و خطا

بھول چوک اور قصور کرنا ہمارا کام ہے !

سہو و نسیان را متبدل کن بعلم

یا اللہ میری سہوشی کو علم سے بدل دے

بَابُ اَوَّلٍ

فصل اول عقائد بیان میں

خداوند تعالیٰ اپنی ذات و صفات اور افعال میں یکتا ہے۔ کوئی اُس کی ذات و صفات اور افعال میں کسی قسم کی شرکت نہیں رکھتا، وہ سب کا خالق ہے اور سب اُسکی مخلوق ہیں وہ ہر چیز پر قادر ہے اور سب اُس کے محکوم ہیں۔ اُس کی مرضی کے خلاف کوئی کچھ نہیں کر سکتا،

ہست سلطانی مسلم مرو را ^{وہ} نیست کس راز ہرہ چون و چرا
اُس کی بادشاہت مانی ہوئی ہے ^{وہ} کسی اُس کے حکم میں چون و چرا کر نیکی مجال نہیں

سب اُس کی مرضی کے تابع ہیں، جو کچھ فرشتوں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام میں علم و قدرت اور معجزات اور خرق عادات و کشفات طے ارض وغیرہ ہیں، یہ سب اُس کی عنایت کی ہوئی ہیں، نہ اتنے کوئی چیز کسی میں نہیں ما اصابك من حسنة خیر اللہ (تسبیح) جو کچھ تمہیں نیکی حاصل ہو پس وہ اللہ ہی کی طرف سے ہے) اس کی مصداق ہے، سب خلق حادث ہے اور خداوند تعالیٰ قدیم اور تمام نقصانات سے پاک ہے۔ اور جو کچھ قرآن پاک اور احادیث شریفہ سے ثابت ہے اُس پر ایمان لانا واجب ہے۔ خداوند تعالیٰ کے مرتبہ کے بعد تمام خلق میں جمیع ذات و صفات حمیدہ میں حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم بہترین ہیں۔ آپ کے مرتبہ کو خلق میں

کوئی نہیں پاتا۔ اور آنحضرت صلعم کے مرتبہ کے بعد اور تمام انبیاء علی نبیاء وعلیہم السلام میں اور ان کے بعد خلفائے راشدین ہیں۔ اور ان کے بعد اہلبیت اور اصحاب کرام، اور ان کے بعد تابعین اور تبع تابعین اور ان کے بعد علمائے ربانی اور اولیائے اُمت میں رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

فصل دوسری اثبات ولایت میں

ولایت دو قسم کی ہے، ایک ولایت عام ہے۔ دوسری ولایت خاص۔ ولایت عام میں سب مومنین شامل ہیں، بموجب آیت شریفہ **اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا** (ترجمہ) اللہ ایمان والوں کا دوست ہے) اور دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ** (ترجمہ) اے مومنو! اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ) اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ ایمان والوں سے ایمان لانے کو ارشاد فرمایا جاتا ہے۔ پس ایمان ثانی کی تکمیل کے واسطے طریقت ہے، اور ایمان اولیٰ کے واسطے شریعت ہے۔ اور اسی ایمان ثانی کے کمال کو ولایت کہتے ہیں، میرا مقصد اس جگہ ولایت خاص کے ثابت کرنے کا ہے۔ اور اصطلاح صوفیہ میں ولایت کے حقیقی معنی یہ ہیں کہ بلا کسی امید و بیم کے صرف رضائے مولیٰ کے واسطے خدا کی یاد دل میں ایسی مستحکم ہو اور ذات پاک کی محبت کی طرف دل کا لگاؤ مضبوط ہو جائے کہ کسی حالت، راحت و تکلیف میں اس میں غفلت نہ ہو اور اسی کو نسبت و مشاہدہ کہتے ہیں اور یہ بات بعد فنا و بقا کے حاصل ہوتی ہے۔ جسکی شرح ولایت صغریٰ میں آئے گی۔

کیونکہ اس زمانہ میں بعض عالم ظاہر اور بعض جاہل علم باطن اور ولایت خاص کے بوجہ محرومی نور علم باطن کے منکر ہیں، اور کہتے ہیں کہ سوائے علم ظاہر کے کوئی دوسرا علم نہیں، علم باطن کا ثبوت بہت سی جگہ قرآن پاک اور احادیث شریفہ سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے اگر منکرین علم باطن

قرآن پاک کو پڑھ کر اُس کے معنی اور تفسیر کو بنظر غائر دیکھیں اور احادیث شریف اور اقوال صحابہ
اور ارشادات ائمہ اسلام پر غور کریں تو کبھی علم باطن سے انکار نہیں کر سکتے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جناب
حضرت موسیٰ و حضرت خضر علیٰ نبینا و علیہما السلام کا سورہ کہف میں جس جگہ ذکر فرمایا ہے اور موسیٰ
علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کو دریا کے کنارہ پر تشریف لے گئے ہیں، اور موسیٰ
علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے یوں فرمایا کہ هَلْ اَتَّبَعَكَ عَلَىٰ اَنْ تُعَلِّمَنِي مِمَّا عَلَّمْتَنِي
دُنِيًّا (ترجمہ: کیا میں تمہاری پیروی کروں اس خیال سے کہ تم مجھے سکھلاؤ گے وہ امور
ہدایت جو تم کو سکھائے گئے ہیں؟) اُس کے جواب میں حضرت خضر علیہ السلام نے عرض کیا،
اِنَّكَ لَنْ تَسْتَبِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا وَ كَيْفَ صَبِرُ عَلٰی مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا (ترجمہ
بیشک آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکتے اور (ہاں) آپ ان باتوں پر کیونکر صبر کر سکتے ہیں
جو آپ کے تجربہ اور علم سے باہر ہوں) پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ
تھلے اور جس وقت بحکم خدا حضرت خضر علیہ السلام نے مزدوروں کی کشتی توڑی اور قسیم کی دیوار بنائی
اور ایک بچہ کو مار ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کی ہر ایک بات پر اعتراض کیا
اور اعتراض فرمانا انکا بموجب شریعت موسوی بالکل درست تھا۔ ان اعتراضات پر حضرت خضر علیہ السلام
نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مفصل کیفیت تعمیل احکام الہی بیان کر کے یہ کہا هٰذَا اِفْرَاقٌ بَيْنِي
وَ بَيْنِكَ (ترجمہ: بس اب آپکا اور میرا ساتھ چھوٹ گیا) پس اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے
کہ علاوہ شریعت ظاہر کے ایک اور دوسرا علم ہے جس کو علم لدنی اور علم باطن کہتے ہیں، جس کی خبر
اللہ تعالیٰ نے اسی سورہ میں دی ہے فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا اٰتَيْنَاهُ رَحْمَةً
مِّنْ عِنْدِنَا وَاَوْعَدْنَا عُلَمَاءًا مِّنْ دُنْيَانَا اِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ (ترجمہ: پس ان دونوں نے ہمارے
بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جس پر ہماری رحمت نازل ہوئی تھی، اور ہم نے اُس کو اپنے

پاس سے (خاص) علم سکھایا تھا) اگر شریعت موسیٰ کے سوا اور دوسرا علم ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو
 حضرت خضر علیہ السلام کی پیروی کی کیا ضرورت تھی جب انہوں نے عقیدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام
 سے بہتر ہیں اور احکام شریعت تو یہ ہے کہ جو سراسر نوری ہدایت میں خود خدا کے پاس لائے کہ جس کتاب میں کی
 اتباع تمام خلق پر حضرت علیہ السلام کے زمانہ تک فرس رہی، پس اس سے صاف ثابت ہو گیا، اور
 کوئی شبہ کی جگہ نہ رہی کہ علم شریعت کے علاوہ دوسرا علم لدنی بھی ہے۔

سوال: بیان مذکور الصد سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام
 سے بہتر ہیں، کیونکہ اتباع ادنیٰ اعلیٰ کی کیا کتاب ہے، اور انہوں نے عقیدہ حقہ یہ بات خلاف ہے
 اور وجہ اس کی یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی اولوالعزم ہیں اور حضرت خضر کی ولایت میں
 سب اتفاق ہے اور نبوت میں اختلاف ہے۔

جواب: اول یہ ہے کہ بزرگی اور برتری قرب حق پر منحصر ہے نہ علم پر، علم شریعت اور قرب حق
 میں حضرت موسیٰ علیہ السلام افضل ہیں انہوں نے خطاب کلیم اللہ پڑھا یہ سرف حضرت خضر علیہ السلام کو کہاں؟
جواب سراسر: ایک علم ذات و صفات خالق کا ہے، اور دوسرا علم مخلوق کے متعلق ہے تو
 جس قدر فرق خالق و مخلوق میں ہے، اسی قدر علم خالق و علم مخلوق میں ہے، لہذا علم ذات و صفات
 حق میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قدم حضرت خضر علیہ السلام سے غالب ہے اور حضرت خضر علیہ السلام
 کا قدم علم دنیا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے غالب ہے۔ یہی وجہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت خضر
 علیہ السلام سے افضل ہونے کی ہے، علاوہ اس کے اور بہت سی جگہ قرآن پاک میں علم باطن کا ثبوت ہے
 اب حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم باطن کا ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ اگر سب احادیث شریفہ جو
 علم باطن کے بارہ میں ہیں درج کی جائیں تو ایک ضخیم کتاب ہو جائیگی۔ لہذا میں نہایت اختصار سے کام لوں گا
 جو اہل علم اور حق پسند اصحاب کیلئے کافی ہے۔ حضرت قاضی شہناؤ اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب

ارشاد الطالین میں ایک فصل اثبات ولایت میں تحریر فرماتے ہیں اسکو میں بعینہ لکھتا ہوں۔

فصل در اثبات ولایت: ہاں اسو ک اللہ تعالیٰ کہ چنانکہ در انسان لاناظاہری

فصل ثبوت ولایت میں: العزیز جان تو خدا تجھے نیک کرے کہ جس طرح انسان میں لاناظاہری

ہستند آن اعتقادات صحیح موافق قرآن حدیث واجماع السنن واجماعت و اعمال صالحہ

ہیں اور وہ صحیح اعتقادات موافق قرآن حدیث اور اجماع السنن واجماعت اور نیک اعمال

و ادائے فرائض و واجبات و سنن و مستحبات و ترک محرمات و مکروہات و مشتبہات و بدعات

اور ادائے فرائض اور واجبات اور سنت اور مستحبات اور حرام چیزوں کا چھوڑنا اور مکروہات و مشتبہات اور بدعات کا

اندھ پنجان در انسان دیگر کمالات باطنی می باشند، در صحیح بخاری و مسلم از عمر بن خطاب

چھوڑنا میں اس طرح انسان میں دوسرے کمالات باطنی ہوتے ہیں، صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت عمر بن خطاب

رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کردہ کہ مرد نے ناشاختہ نزد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمدہ

رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ ایک اجنبی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر

پرسید کہ اسلام چسیت؟ فرمود کلمہ شہادت و نماز و زکوٰۃ و روزہ ماہ رمضان و حج بشرط قدرت

پوچھا کہ اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ کلمہ شہادت اور نماز اور زکوٰۃ اور روزہ رمضان کے مہینے کے اور حج بشرط قدرت

گفت کہ راست گفتمی، پس تعجب کر دیم کہ سوال می کند و تصدیق می نماید، پس از ایمان پرسید

اس شخص نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا، پس ہم نے تعجب کیا کہ سوال بھی کرتا ہے اور اسکی تصدیق بھی خود ہی پھر ایمان متعلق

فرمود آنکہ ایمان آری بخدا و فرشتگان و کتابها و رسولان و روز قیامت و آنکہ خیر و شر ہمہ

آپ نے فرمایا کہ ایمان لائے تو خدا پر اور فرشتوں پر اور آسمانی کتابوں پر اور پیغمبروں پر اور قیامت کے دن پر اور کہ نیک اور بدی

ہر تقدیر الہی است، گفت راست گفتمی، پس پرسید کہ احسان چسیت؟ فرمود آنکہ عبادت

اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی ہے، اس شخص نے کہا کہ سچ فرمایا آپ نے پھر پوچھا کہ احسان کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو خدا کی عبادت

کنی خدارا بوجھے کہ گویا اور امی بینی۔ و اگر تو اور امی بینی بدانی کہ اور امی بینی پس تراز
 کرے کہ جیسے تو اس کو دیکھ رہا ہے اور اگر تو اس کو نہیں دیکھ رہا ہے تو یہ جانے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے پھر قیامت
 قیامت پر سید، فرمود کہ از تو زیادہ نمی دانم۔ پس تر علامات قیامت پر سید و ازاں
 کے بارہ میں پوچھا اپنے فرمایا کہ میں تجھ سے زیادہ نہیں جانتا، پھر اس نے قیامت کی نشانیاں پوچھیں اپنے قیامت
 نشان داد۔ پس تر فرمود کہ جب سیریل ہو، برائے آموختن دین شہا آج ہو۔ ازیں حدیث معلوم
 کی نشانیاں بتلائیں، پھر آپ نے فرمایا کہ یہ جبریل تھے، تمہیں دین سکھانے آئے تھے۔ اس حدیث شریفہ
 می شود کہ سوائے عقائد و اعمال کما لے دیگر است مستثنیٰ احسان کہ آن را ولایت نام شد
 سے معلوم ہوتا ہے کہ سوائے عقائد و اعمال کے کوئی اور دوسرا کمال بھی ہو جکا نام احسان ہے کہ جسکو ولایت کہتے ہیں
 صوفی راجوں محبت الہی مستولی شود کہ در اصطلاح فنائے قلب گفتمہ شود دل او بشاہدہ محبوب
 درویش پر جب محبت خدا غالب ہوتی ہے کہ صوفیہ کی اصطلاح میں اسکو فنائے قلب کہا جاتا ہے۔ اس کا دل محبوب حقیقی
 حقیقی مستغرق و مستہلک می باشد و بغیر او متوجہ نمی شود دریں حالت خدارا نمی بیند کہ رویت او
 (یعنی اللہ تعالیٰ) کے دیکھنے میں ہمتن مصر و اور اسی میں فانی رہتا ہے اور سوائے اللہ کے اسکی کسی چیز کو نہیں
 در دنیا عادتاً محال است لیکن صوفی رادریں وقت حالتے ست کہ گویا خدارا می بیند و پیش
 است میں حقیقتاً خدا کو نہیں دیکھتا کیونکہ دیکھنا اللہ کا دنیا میں محال ہے لیکن صوفی پر اس وقت ایسی حالت طاری ہوتی ہے کہ گویا انہی
 ازیں حالت صوفی تکلف خود را بریں حال میدارد، رسول کریم ازاں حالت خبر داد کہ بدانی
 وہ خدا کو دیکھ رہا ہے اور اس حالت کے پہلے درویش تکلف سے اپنے کو اس حالت پر کہتا ہے۔ رسول کریم صلعم نے اس حالت
 خدارا می بیند۔ دلیل دیگر آن کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ در بدن انسان پارہ
 خبری ہے کہ تو یہ جان لے کہ خدا تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ دلیل دوسری یہ ہے کہ رسول صلعم نے فرمایا ہے کہ انسان کے جسم میں
 گوشت است کہ اگر او صالح شود تمام بدن صالح شود و اگر فاسد شود تمام بدن فاسد شود

گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اگر وہ اچھا ہے تو تمام بدن اچھا ہے ، اگر وہ خراب ہے تو تمام بدن خراب ہے
 وَاں دل است و شک نیست کہ صلاحِ دل کہ سبب صلاحِ بدن باشد ، آنرا صوفیائے
 اور وہ دل ہے ، اور شک نہیں ہے کہ اصلاحِ دل اصلاحِ بدن کا باعث ہے ، اس کو صوفیہ فنائے
 قلب می گویند ، چون در محبتِ الہی فانی شود و نفس در ہمسائی اوستاثر شود از آمارگی با زمانہ
 قلبتے ہیں جب محبتِ الہی میں فانی ہوتا ہے اور نفس اسکی ہمسائی میں اسکی تاثیر پا کر اپنے مکر و فریب باز رہتا ہے
 و حب فی اللہ و بغض فی اللہ کسب کند ، لاجرم تمام بدن مطیع و سربازِ شرع شود ، اگر
 تو پھر محبت اور بغض اللہ کے لئے حاصل کرتا ہے ، یقیناً تمام بدن تابع دار اور فرمانبردارِ شرع شریف ہوتا ہے ، اگر
 کہے گوید صلاحِ قلب از ایمان و اعمال است لا غیر گفتمے شود کہ در حدیث صلاحِ قلب
 کوئی کہے کہ اصلاحِ دل ایمان اور عمل سے ہے ، اس کے سوا نہیں تو کہا جائے گا کہ حدیث شریف میں اصلاحِ دل
 را سبب صلاحِ بدن فرمودہ و صلاحِ بدن عبارتست از اعمالِ صالح ، پس صلاحِ قلب
 کو اصلاحِ بدن کا باعث نہر مایا ہے اور اصلاحِ بدن سے مقصود اعمالِ صالح ہیں ، پس اصلاحِ قلب
 اگر مجر و ایمان را گفتمے شود ، مجر و ایمان غالباً بدون صلاحِ بدن ہم می باشد ، و اگر مجموعہ ایمان
 اگر محض ایمان کو کہا جائے تو صرف ایمان غالباً بدون اصلاحِ بدن بھی ہوتا ہے ، اور اگر مجموعہ ایمان
 و اعمال را صلاحِ قلب گفتمے شود ، پس آں را سبب صلاحِ بدن گفتمے درست نہ باشد ،
 و اعمال کو اصلاحِ قلب کہا جائے ۔ پس اسکو سبب صلاحِ جسم کہنا درست نہیں ہوگا
 دلیل تیسری ہے کہ اجماع منعقدست بر افضلیت صحابہ بر غیر شاں و در علم و عمل
 دلیل تیسری ہے کہ اجماع منعقد ہے کہ صحابہ افضل ہیں ان سے کہ جو صحابہ نہیں ہیں اور علم و عمل میں
 غیر صحابہ یا صحابہ مشارکت دارند ، و بایں ہمہ رسول کریم صلوٰۃ اللہ علیہ و آلہ و سلم کہ اگر دیگرے مثل جبل احد
 صحابہ سے غیر صحابہ مشارکت رکھتے ہیں ۔ باوجود اس کے رسول کریم صلوٰۃ اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص پہاڑ احد کے

زرد راہِ خدا خرچ کند برابر نیم صاع جو کہ صحابہ در راہِ خدا خرچ کردہ باشند نمی تواند شد
 سونا چاندی خدا کی راہ میں خرچ کرے، تب بھی میرے صحابہ کے آدھ سیر جو کہ برابر نہیں ہو سکتا،
 پس این نیست مگر از سبب کمالِ باطنی کہ بسبب صحبت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم باطنی
 کہ جو میرے صحابہ نے راہِ خدا میں خرچ کیے ہیں پس نہیں، مگر بسبب کمالِ باطنی کے کہ جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت
 از باطن پیغمبر خدا مستنیر شدہ، اگر اولیائے امتِ این دولت یافتند از صحبت پیراں یافتند
 کیونکہ انکا باطن پیغمبر صلعم کے باطن سے روشن ہو گیا تھا اگر اولیائے امت نے اس دولت کو پایا ہو تو پیرانِ عظام کی صحبت پایا
 و بواسطت از باطن پیغمبر خدا مستنیر شدند، و تفاوت میان این صحبت و آن صحبت ظاہرست،
 اور ان کے وسیلہ سے وہ پیغمبر خدا صلعم کے باطن سے متور ہوئے ہیں اور اس صحبت اور اس صحبت میں فرق ظاہر ہے
 پس معلوم شد کہ سوائے کمالات ظاہری کمالیتِ باطنی کہ ان تفاوت درجات بسیار دارد،
 پس معلوم ہوا کہ سوائے کمالات ظاہری کے کمالِ باطنی بھی ہے کہ وہ درجوں میں بہت فرق رکھتا ہے
 چنانچہ حدیث قدسی برآں دلالت می کند کہ حق تعالیٰ می فرماید ہر کہ بمن یک جنبِ نزدیکی
 چنانچہ حدیث قدسی اس پر دلالت کرتی ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص مجھ سے ایک باشتِ نزدیکی
 جوید من بوسے یک گزِ نزدیکی جویم، و ہر کہ بمن یک گزِ نزدیکی جوید من بوسے یک باع (کہ رو
 ڈھونڈھتا ہے میں اس سے ایک گزِ نزدیکی ڈھونڈھتا ہوں) جو شخص مجھ سے ایک گزِ نزدیکی ڈھونڈھتا ہے میں اسکی طرف
 نیم گزِ باشد نزدیکی جویم، و فرماید کہ بندہ ہمیشہ بمن نزدیکی جوید بعبادات نافلہ، تا آن کہ من اُورا
 ساٹھین گزِ نزدیکی ڈھونڈھتا ہوں اور فرماتا ہے کہ بندہ ہمیشہ مجھ سے عبادتِ نافلہ سے نزدیکی ڈھونڈھتا ہے، یہاں تک کہ اسکو
 دوست می دارم و چوں اورا دوست می دارم بیانی و شنوائی و قدرتِ اوست می شوم۔
 میں دوست رکھتا ہوں اور جب دوست رکھتا ہوں تو اسکی بصارت، سماعت اور طاقت میں ہی ہو جاتا ہوں؛
 دلیل چہارم: آنکہ جہاں تھے بے نہایت کہ اتفاقاً شانزہ بر کذب عقل محال می داند و آن

جو تھی دلیل یہ ہے کہ ایک بڑی جماعت کہ ان کا اتفاق علی الکذب عقل محال جانتی ہے
جماعت بہ قسمے است کہ ہر ہر فرد شان بسبب تقویٰ و علم بہ قسمے است کہ تمہمت کذب برو
اور وہ جماعت اس قسم کی، کہ ہر ہر شخص اسکا تقویٰ اور علم کے سبب ایسا ہے کہ تمہمت جھوٹ کی انپر کس طرح
روانہ باشد، زبان قلم و قلم زبان خبر می و بند کہ مارا بسبب صحبت مشایخ کہ سلسلہ صحبت شاں
روانہ نہیں ہو سکتی، قلم کی زبان اور زبان کی مستم سے خبر دیتے ہیں کہ ہم کو صحبت مشایخ کی وجہ سے کہ انکی صحبت کا
برسول کریم صلعم می رسد در باطن حالتے پیدا آمدہ سوائے عقائد و فقہ کہ قبل از صحبت شاں بدال
سلسلہ نبی کریم صلعم تک پہنچتا ہے۔ باطن میں ایک حالت پیدا ہوتی کہ وہ سوائے عقائد و فقہ کہ انکی صحبت سے پہنچے
متحلی بودند و ازیں حالت کہ حاصل شدہ محبت با خدا و دوستان خدا و اعمال صالح و توفیقات
اس سے آراستہ تھے اور اس حالت سے کہ جو حاصل ہوئی محبت خدا کے ساتھ اور اسکے دوستوں کیساتھ اور انکے
حنات و رسوم و اعتقادات حقہ زندہ شدہ، و ازیں حالت کہ البتہ کمال است موجب کمال است
اور اچھی توفیقیں و اعتقادات حقہ کی پختگی زندہ ہوئی اور یہ حالت کہ بیشک کمال ہے، کمالات کا سبب ہے
دلیل پنجم: خرق عادات و ازیں دلیل ضعیف است مگر انیکہ بانضمام تقویٰ از
پانچویں دلیل: خرق عادات، لیکن یہ دلیل ضعیف ہے، مگر یہ کہ تقویٰ کے ساتھ مل جائیے

سحر ممتاز می شود، و بر کمال دلالت دارد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اس میں اور سحر میں امتیاز ہو جاتا ہے اور کمالات پر دلالت کرتا ہے :

اور نیز قاضی صاحب موصوف مالابدمنہ کے آخر کتاب الاحسان میں فرماتے ہیں :

جان اسے عزیز اللہ تعالیٰ نیک کرے تجھ کو یہ جو کچھ کتاب مالابدمنہ میں کہا گیا ہے، یہ صورت

ایمان اور صورت اسلام اور صورت شریعت کی ہے اور مغز اور حقیقت اسکی درویشوں کی

خدمت میں ڈھونڈنا چاہیے۔ اور یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ حقیقت خلافت شریعت ہے نہ کہ یہاں

جہل اور کفر ہے بلکہ یہی شریعت ہے کہ خدمت درویشوں میں جب تعلق علمی و جہتی کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے رکھتا ہے، اس سے پاک ہوتا ہے، اور برائی نفس کی دور ہو کر نفس مطمئنہ ہوتا ہے اور خلوص حاصل ہوتا ہے، پھر یہی شریعت اس کے حق میں باعز ہو جاتی ہے اور نماز اسکی اللہ کے نزدیک تعلق دوسرا ہم پہنچاتی ہے اور دو رکعتیں اس کی اوروں کی لاکھ رکعتوں سے بہتر ہوتی ہیں اور اسی طرح سے روزہ اُس کا اور صدقہ اُس کا " تمام ہوا کلام قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا۔

علاوہ دلیل مذکورہ بالا کے یہ دلیل صریح علم باطن پر دلالت کرتی ہے کہ اگر صرف علم ظاہر ہی ہوتا علم باطنی نہ ہوتا تو از روئے انصاف عقل ظاہری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سب صحابہ سے بہتر ہوتے، کیونکہ علم حدیث حضرت ابوہریرہ سے سب صحابہ سے زیادہ پھیلا ہے اور اگر ترقی اسلام پر انحصار بزرگی کا ہوتا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سب امت میں بہتر ہوتے کیونکہ جس قدر اسلام نے آپ کے زمانہ میں ترقی کی اُس مدت کسی اور صحابی کے وقت میں ترقی نہیں کی، اور اگر کثرت محبت پر حصر ہوتا تو حضرت اوس قرنی رضی اللہ عنہ سب بہتر ہوتے، کیونکہ جس وقت انھوں نے سنا کہ جنگ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک شہید ہو گیا، تو انھوں نے اپنے سب دانت توڑ ڈالے، اور اگر دنیا سے دست برداری پر حصر ہوتا تو اصحاب صفہ، خلفائے راشدین اور عشرہ مبشرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر سبقت لیجاتے، لیکن بالاتفاق امت میں خیر اللہ بعد الانبیاء، بالتحقیق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مانے گئے ہیں۔ اب میں ان کی بہتری کا سبب اور صحابہ کے مقابلہ میں بیان کرتا ہوں، اور وہ کیا چیز ہے کہ جس نے ان کو سب سے بہتر بنایا؟ ان کی شان میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا فرمایا ہے کہ مَا صَبَّتْ اللّٰهُ فِي صَدْرِي شَيْئًا اِلَّا صَبَبْتُهُ فِي صَدْرِي بِي بَكَر (ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز میرے سینہ میں نہیں ڈالی مگر میں نے اُسکو ابو بکر کے سینہ میں ڈال دیا) اس حدیث شریف سے بین طور پر

یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ علاوہ علم ظاہر کے ایک اور علم باطن ہے کہ جو سینہ میں پڑتا ہی جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (ترجمہ: کیا ہم نے نہیں کھولا تیرے سینے کو تیرے (فائدہ کے لئے) علم ظاہر کا تعلق زبان، کان اور آنکھ سے ہے، یعنی زبان سے پڑھتے ہیں اور کان سے سنتے اور آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں چیزوں کو نہ فرمایا، بلکہ یوں فرمایا کہ اللہ کی طرف سے جو چیز میرے سینہ میں پڑی وہ میں نے ابو بکرؓ کے سینہ میں ڈال دی۔ یہ شرف کسی صحابی کو حاصل نہیں، اور تعلق اس علم کا علم لدنی سے ہے، اگر تعلق اس کا علم ظاہر سے ہوتا تو حضرت رسول پاک صلعم یوں فرماتے کہ جو کچھ سنایا میں نے اللہ کی طرف سے سنایا میں نے ابو بکرؓ کو دوسرا حدیث شریف میں یوں ارشاد فرمایا کہ "عمر کی تمام عمر کی نیکیوں سے ابو بکر صدیق کی ایک نیکی بہتر ہے اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ "تمام اُمت کا ایمان ایک تپہ میں رکھا جائے اور ابو بکرؓ کا ایمان دوسرے تپہ میں تو بھاری ہوگا ایمان ابو بکرؓ کا۔" ان احادیث نبوی صلعم سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ علم ظاہر کے کوئی دوسرا علم ہے کہ جس کی وجہ سے ان کا ایمان ساری اُمت سے بھاری اور ان کی ایک نیکی حضرت عمرؓ کی تمام عمر کی نیکیوں پر سبقت رکھتی ہے۔ اور تعلق اس کا قلب سے ہے چنانچہ کسی شخص نے حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ دعویٰ محبت کرتے ہیں، اور بدن آپ کا موٹا ہے اگر محبت ہوتی تو موٹے نہ ہوتے، اس سائل کے جواب میں آپ نے یہ فرمایا (شعر)۔

احب قلبی و مادرى سببى و لودى ما قام فى السمىن

میرے دل نے محبت کی خدا سے اور میرے جسم نے نہ بھرا، اگر جسم سمجھتا تو فریب نہ ہوتا،

اگر صرف علم شریعت ہی ہوتا اور علم باطن نہ ہوتا تو بہت سے علماء، ان صحابہؓ سے بہتر ہوتے کہ جو عالم نہ تھے اور بہت سے مجاہدین ان صحابہؓ سے بہتر ہوتے کہ جن صحابہؓ کو جہاد کا موقع نہ ملا۔ تو عقل معاش اس بات کا فیصلہ کرتی ہے کہ ان پڑھ صحابہؓ سے عالم بہتر ہو اور غیر صحابہؓ سے مجاہد بہتر ہو اور جن

صحابہ کی عمر نے وفات کی۔ اور ان کو کثرت عبادات اور صدقات اور خیرات کا موقع نہ ملا ان کے وہ اُمتی بہتر ہونا چاہیے جو اس پر ان کے بعد ان اعمال خیر کا عامل ہوا۔ لیکن بنظر عمیق و از رو عقل سعادت کا اتفاق اس بات پر ہے کہ صحابہ کی شان تو کہیں بالاتر ہے۔ ان کے دیکھنے والے تابعین اور تابعین کے دیکھنے والے تبع تابعین اور وہ بھی دنیا کے لحاظ سے حسب نسب میں کم ہوں تو ان کے مرتبہ کو اُمت میں امام شریعت ہو یا امام طریقت اور وہ بھی دنیا کے لحاظ سے حسب نسب میں بہتر ہوں تب بھی ادنیٰ تابعی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ یہ کیا ہے؟ یہ سب خاتم النبیین صلعم کی صحبت مبارک اور قرب زمانہ نبوت کا سبب ہے کہ جو خلوص اور نورانیت اور حقانیت ان کے دلوں میں آفتاب نبوت نے ڈالی اور ان کے دلوں کو روشن کیا وہ کسی کو نصیب نہیں ہو سکتی۔ حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے اسی ارشاد کو اسی مطلب میں خواجہ عبید الاحرار فرماتے ہیں:

علم آموزی طریقہ قولیت	حرف آموزی طریقہ فعلیت
علم سیکھنے کا طریقہ قول ہے	حرف سیکھنے کا طریقہ فعل ہے
فقر خواہی آل بہ صحبت قائم است	نے زبانت کاری آید نہ دست
اگر تو فقر چاہتا ہو تو اسکا انحصار صحبت پر ہے	نہ تیری زبان اس میں کام آدگی نہ ہاتھ

اور باوجود علم ظاہر میں مکمل ہونے کے حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ سے علم باطن اخذ کیا اور یہ منسرایا:-

بیچ چیز خود بخود پیدا نہ شد!	بیچ آہن خود بخود تیخ نہ شد
کوئی چیز اپنے آپ پیدا نہیں ہوئی	اور نہ کوئی لوہا اپنے آپ تلوار ہوا
مولوی ہرگز نہ نشد مولائے روم	تا غلام شمس تبریزی نہ شد
مولوی قطعاً اسوقت تک مولانا روم نہ ہوا	جب تک شمس تبریزی کا غلام نہ بنا

گرنہ علم حال فوقِ قال بود کے نشے بندہ اعیان بخارا خواجہ نشاج را
 اگر علم حال علمِ قال پر فوقیت رکھتا تو یہ کہتا ہے؛ کہ بخارا کے سردار خواجہ نشاج کے غلام بن گئے
 اصحاب کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پرورش یافتہ آفتابِ نبوت کے ہیں اور اولیاءِ سزا
 امت، توحید و آفتاب اور چراغ میں فرق ہے، اسی قدر صحبتِ نبی کریم علیہ التحیۃ والسلام صحبت یافتہ
 اولیاء میں فرق ہے۔ حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ صحبتِ اولیاء کی یہ تعریف فرماتے ہیں:
 ایک زمانہ صحبتِ با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
 ایک عرصہ تک اولیاء کی صحبت میں رہنا سزا سال کی خالص عبادت سے بہتر ہے
 گر تو سنگ خارہ مژمر شوی چوں بسا جہل رسی گو ہر شوی
 اگرچہ تو بے کار تپس مر مر ہے لیکن جب کسی جہل کے پاس پہنچے گا تو گوہر بن جائیگا
 جب صحبتِ اولیاء کا یہ اثر ہے کہ ایک ساعت اولیاء کی صحبت سو برس کی عبادتِ خالص
 و با اتقا سے بہتر ہو اور ٹھو کریں کھانے والا پتھر صحبت سے گوہر بن جائے تو پھر بھلا صحبت یافتہ خاتم النبیین
 صلعم کے کمالات اور بزرگی اور خلوص کا کون اندازہ کر سکتا ہے، اگر تمام انسان برسوں کا تین جمع
 کریں اور اس کو ایک شب میں اور ایک ہی وقت میں جلائیں تب بھی اسکی روشنی مثل دن کے نہیں
 اسی طرح آفتابِ نبوت کے صحبت یافتوں کی بھی کوئی برابری نہیں کر سکتا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے
 روایت ہے کہ مجھ کو رسول اللہ صلعم سے دو علم پہنچے ہیں، ایک تو یہ علم کہ جو تم کو پہنچایا اور ایک دوسرا علم جو
 اگر ظاہر کروں اسکو تو خلق میرا خلق کاٹ ڈالے، اس حدیث شریف سے علم ظاہر اور علم باطن الگ
 الگ معلوم ہو گیا، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و اولیاء
 عظام رحمۃ اللہ علیہم اور عام مومنین کے علم اور عمل اور تفاوتِ درجات کا حال ہر ایک شخص کی عقل
 میں یوں خوب آجائیگا کہ مکان کے اندر ایک طرف دیوار کے قریب چراغ جلا دیا جائے اور اس کے مقابلہ

لے حضرت مولانا کا اشارہ حضرت خواجہ عزیزاں علی رامیتنی کی طرف ہے۔

پر دوسری طرف دیوار کے قریب کوئی کھڑا ہو جائے تو جتنا اُس کا قد ہوگا اتنا ہی سایہ پس پشت
 دیوار پر پڑے گا اور جوں جوں وہ شخص چراغ سے قریب ہوتا جائیگا اُس قدر اُس کا سایہ بڑھتا جائے گا
 اور جب وہ چراغ سے نہایت قریب جائیگا اور ہاتھ کا انگوٹھا چراغ کی نو کے قریب کر دے گا، تو
 اُس کے انگوٹھے کا سایہ تمام مکان کو گھیر لے گا۔ اسی پر قیاس کر لو، کہ جو شخص جس قدر خدا کی جناب
 میں زیادہ قریب ہوگا اُس قدر اُس کا عمل زیادہ بردست اور بھاری اور وسیع ہوگا، یہی وجہ ہے کہ صحابہ
 اولیاء کے مقابلہ میں سبقت لگتے ہیں اور اسی وجہ خاص سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
 اور صحابہ سے بہتر ہیں کہ قرب حق میں نہایت اقرب ہیں۔ لہذا ان کا ایمان سب امت کے ایمان سے
 بھاری اور حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ کی تمام عمر کی نیکیوں سے انکی ایک نیکی بہتر ہے، مذکورہ بالا
 بیان سے یہ بات صاف معلوم ہو گئی کہ بزرگی اور برتری کسی کی صورت و شکل حسب نسب مال و جاہ
 اور علم پر نہیں ہے بلکہ جس قدر جو شخص خدا سے زیادہ ڈرنیوالا ہوگا، اسی قدر وہ مقرب بارگاہ صمدی
 ہوگا اور اُس قدر اُس کے فعل کی قدر خدا کے نزدیک ہوگی، اور اس امر کی تصدیق قرآن پاک سے ہوتی
 ہے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (جبر: تحقیق تم میں سے خدا سے زیادہ ڈرنے والا
 (پرہیزگار) اللہ کے نزدیک زیادہ باعزت ہے) اسی آیت کا ترجمہ مولانا محمد رمضان صاحب
 شہید رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کیا ہے،

جس گھر تقویٰ وہی اولاد

یا ہو سید یا ہو گولا
(غلام)

اور حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

بندہ عشق شوی ترکِ نسب کن جامی کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیز نیت

غلام محبت اموا اور اپنی بزرگی ذات کو چھوڑ دے جامی؛ کیونکہ راہِ حنہ میں حسبِ نسب کوئی چیز نہیں ہے

دیکھو حضرت بلال رضی اللہ عنہ یہ غلام ہیں، یہ حبشی ہیں لیکن یہ تو کیا؟ ان جناب کے صحبت یافتہ

وہ بھی غلام ہوں کہ جنکو تابعی کہیں گے، ان غلام تابعی کے مرتبہ کو اُمت میں کوئی امام شریعت
سوائے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے کہ آپ تابعین میں سے ہیں اور کوئی امام طرہ
کوئی قطب کوئی قطب شاد نہیں پہنچ سکتا، یہ کیا ہے؛ یہ صرف خیر و برکت انوار رسالت کا سبب ہے
بلکہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فعلین مبارک شاہانِ روئے زمین کے تاجوں سے افضل و
بتر ہیں۔ بقول مؤلف :-

کفشہا حضرت بلال با صفا!	بتر انداز تا جا جملہ شہا!
حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی جوتیاں	تمام بادشاہوں کے تاجوں کے کہیں زیادہ اچھی ہیں
ہر کہ دید آل را و اوشد تابعی	تابعی بہ از ولی و شقی
جن نے آپ سے ملاقات ساتھ ایمان کی وہ تابعی ہے	اور تابعی کا مرتبہ ولی و متقی سے زیادہ ہے
در مراتب آنجناب خوشخصال	نے رسد صاحب نسب کمال
آپ کے مرتبہ کو.....	نہ کوئی صاحب نسب پہنچ سکتا ہونہ صاحب کمال
ایں بزرگی بہت زقرب مصطفیٰ	نیست از ذکر و جہاد و اتقا
یہ شرف قرب و صحبت مصطفیٰ کی وجہ حال	نہ کہ جہاد و عبادت و پرہیزگاری کی وجہ
سینہ از سینہ منور می شود	عضو دیگر در تحیت می شود
سینہ سے سینہ اسطرح منور ہو جاتا ہے	کہ دوسرے اعضاء حیران رہ جاتے ہیں
زیر سبب منور مو حق جل و علا	یا رسول اللہ کشف الخ
اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے منور فرمایا	کہ اسے میرے کیا ہیں تمہارے سینہ کو نہیں کھولا
جائے دیگر گفت ستار و کریم	نفع یا بہ صاحب قلب سلیم
دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے پھریوں کہا	کہ جو روئے چشم میں قلب سلیم لائیکا وہ نفع اٹھائیکا

اگر صرف ظاہری قیل و قال و حسب نسب و حسن و جمال پر ہی حصہ ہوتا تو حکمائے یونان اور اہل
 عرب لشان و حسینان ترکستان خدا کے مقبول ہوتے اور صرف صورت انسان پر ہی
 بزرگی کا انحصار ہوتا تو سب انسان برابر ہوتے، اسی مطلب اور اسی معنی میں حضرت مولانا
 رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر	کما بر پیمان را قیاس از خود گیر
اگرچہ لکھنے میں شیر و شیر دونوں یکساں ہیں	بہ صفات کے نام میں اپنے قیاس کو دخل متیے
شیر آنت آں کہ آدم می خورد	شیر آنت آں کہ آدم را درو
شیر (دودھ) وہ جسکو آدمی کھا جاتا ہے	شیر تو سب جو آدمی کو کھاتا ہے
انبیاء را آنچه خود پسنداشتند	بہر کی با اولیسا برداشتند
اور پیغمبروں کو اپنا جیسا جاننا	دینوں کی برائی کرنا.....
با و او شاں بستہ اند در خواب و خور	گفتند شاں تا یاں بشر او شاں بشر
ہم اور وہ دونوں کھانے پینے میں برابر ہیں	اور یہ کہتے کہ ہم بھی آدمی ہیں بھی آدمی
ہست باعث غمی و گمراہی زیاں	ایں خیال جا بلان و ناقصاں
گمراہی بے اسی اور نقصان دین کا باعث ہے	جاہلوں اور انکار دانگوں کا یہ خیال بطل
آب تلخ و آب شیریں را صفاست	ہر دو صورت گر ہم ماند رہا است
میٹھے اور کڑھے پانی کی صفائی ایک ہی ہوتی ہے	اگر دونوں کی صورت یکساں ہو تو کیا ہوا
نیک شد زان نیش و زین دیگر غسل	ہر دو یک شکل خوردند زہور و نخل (تمیث)
لیکن نیش ایک کٹی ہوئی اور نیش سے نہ ملتا ہے	پھر دیکھو کہ میں تو دونوں بھڑی ہی
زین کے نیش سے نہ زراں مشک کی تاب	ہر دو گولن آہو گئے خوردند و آب

ہندوں اور ختن کے ہرن دونوں کھاتے گھاس ہیں

لیکن ایک مینگیاں حاصل ہوتی ہیں دوسرے شکر

ہر دو نے خوردند از یک آب خورد

آں یکے خالی دآں پر از شکر

گنا اور زسل دونوں ایک جگہ سے پانی پیتے ہیں!

لیکن ایک انیس کے خالی رہتا ہے اور ایک شکر سے بھرا ہوا

ایں خوردند ہمہ بخشل و حسد

واں خورد آید ہمہ لورا حسد

ایسی طرح تھیں آدمی جو کچھ کھاتا ہے اس کے بخل رحمتہ ہوتا ہے

اور صاحب خدا جو کچھ کھاتے ہیں اس کے خورد آید ہوتا ہے

گر بصورت آدمی انسان بدے

احمد و بوہل ہم کیساں بدے

اگر صورت ظاہری ہی انسان کا شرف ہوتا

تو حضرت رسول مقبول صلعم اور ابوہریرہ کیساں شرف

صد ہزاراں ایں چندیر اشباہ میں

فرق نشاں ہفتا و سالہ راہ میں

ایسی ہی لاکھوں ہم شکل چسپیزیں ہیں

لیکن ان کے آپس میں کسوں کا فاصلہ تو

چنانچہ اللہ تعالیٰ بھی ان انسانوں میں کہ جو ہمہنی ہیں اور جو غفلتی ہیں اور اندھے ہیں اور

آنکھوں والے ہیں، فرق فرماتا ہے لَا يَسْتَوِي اصْحَابُ النَّارِ وَاصْحَابُ الْجَنَّةِ (تجنّب)

دوزخی اور جنتی برابر نہیں ہیں، وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰی وَالْبَصِيْر (اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں

ہو سکتا) فاعتبروا یا اولی الابصار۔

فصل تیسری اسباب میں علم باطن و مضمون

حضرت قاضی ثناء اللہ دہلوی تہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طلبِ یقین اور سعی کرنا،

واسطے تحصیل کمالاتِ باطنی کے واجب ہے، اس واسطے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے يَا أَيُّهَا

الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ (اے مومنو! پرہیز کرو نامرضیات، خدا سے کمال

پرہیزگاری) یعنی ظاہر و باطن میں کوئی چیز خطاوت مرضی اللہ تعالیٰ کے نہ ہو عقائد و اخلاق سے

ساتھ کمال تقویٰ کے، اور اوسطے وجوب کے ہوتا ہے، اور کمال تقویٰ بغیر ولایت کے حاصل نہیں ہوتا۔ چنانچہ ذکر کیا گیا، رذائل نفس، حسد و حقد و کبر و ریاء و سمعہ و عجب و منت او سوائے اس کے کہ حرمت اسکی کتاب و سنت و اجماع سے ثابت ہو۔ جب تک زائل نہ ہو کمال تقویٰ کا کیونکر درست ہو، اور یہ متعلق ہے ساتھ فنائے نفس اور ترک معاصی کے، تقویٰ عبارت اس سے ہے، اور معجز ہے ساتھ اصلاح جسم کے کہ پھل اصلاح دل کا ہے جیسے کہ حدیث شریف میں ذکر ہوا کہ انسان کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے اگر وہ صالح ہو تو تمام بدن صالح ہو اور اگر وہ خراب ہو تو تمام بدن خراب ہو۔ اور وہ دل ہے اور اسکو صوفی فنائے قلب کہتے ہیں، ولایت عبارت فنائے نفس سے ہے، صوفیا کہتے ہیں رہے کہ ما در صد آنیم ہمگی بہفت گام ست یعنی فنائے لطائف خمسہ عالم امر قلب، روح، شریخی، اخفی و فنائے نفس، تصفیہ لطیفہ قلب کہ عبارت صلاحیت بدن سے ہے۔ تقویٰ ساتھ کثرت نوافل کے تعلق نہیں رکھتا، اور تقویٰ عبارت غافل ہونا و واجبات کا اور پرہیز کرنا سنیات ادا کرنا فرض و واجبات کا بغیر خلوص کے اعتبار نہیں رکھتا ہے قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فَاغْبِلْ اللَّهُ مَخْلَصًا لَّهُ الدِّينَ (ترجمہ: پس خدا کی عبادت اسکو شرک خالص کر کے) پس تحصیل کمالات لایت از فرض آمدہ (ترجمہ: پس کمالات ولایت حاصل فرض ہوا) چونکہ حاصل کرنا ولایت کا ایک امر ہے، وہی مقدر نہیں ہے، یعنی انسان کے قابو اور طاقت سے باہر ہے اور تکلیف بقدر طاقت ہے، اسی واسطے حق تعالیٰ فرماتا ہے فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (ترجمہ: یعنی پرہیز کر دو تم ارضامندی خدا سے جس قدر کر سکو تم) پس حکم کیا گیا، جان تو کہ بدل (یعنی کوشش کرنا) و تبلیغ (یعنی دست دراز کرنا) اس کی تحصیل میں واجب ہے، دوسرے یہ کہ ولایت کے مرتبے بے نہایت ہیں۔ جیسے کہ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے:

بہشت غایتی دار و نہ سعدی اسخ پائل
بیر و تشنہ مستقی و دریا ہچناں باقی

نہ ایک حسن کی کچھ نہا، ہر اور سعد کی باک کچھ ٹھکانا
مرض متفقاً جہر پایا مر جا لیکن باہر باستو باقی تیار ہو

اسی طرح تقویٰ بھی بے نہایتیہ رکھتا ہے، حضرت رسول خدا صلعم فرماتے ہیں ان اعلمکم و

باللہ انا (تسبیح: تحقیق میں تم سے زیادہ عالم و متقی ہوں) جس قدر انسان مراتب قرب حق

میں ترقی کرتے، خوف و خشیت اس پر غالب ہوتی ہے اور متقی زیادہ ہوتا ہے ان اکملکم

عند اللہ الکملکم (تسبیح: تم میں کا زیادہ متقی اللہ کے نزدیک زیادہ باعزت ہے)

جب تقویٰ کی نہایت نہیں تو سعی ترقی مقامات قرب و تحصیل تقویٰ میں ہمیشہ واجب ہوتی

اور طلب زیادتی علم باطن فرض ہوئی قال اللہ تعالیٰ وقل شراب برادنی علماً

(تسبیح: کہ اے نبی! اے خدا میرا علم زیادہ کر) اور قناعت کرنا مراتب قرب میں حرام

بے کمال پر۔ جیسے کہ حرام ہے ناقص پر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

در راہ حنہ اجملہ ادب باید بود آجان باقی ست در طلب باید بود

اللہ کی راہ میں تمام آداب پورے کرنے چاہئیں جب تک جان میں جان ہی، طلب میں چاہیے

دریا دریا اگر بکاست ریزند کم باید کرد و خشک لب باید بود

اگر کئی دریا سے تجھے سیراب کریں، تب بھی تو کم سمجھ او خشک ہونٹھ رکھ

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اے برادر نے نہایت درگمیت ہرچہ برفی می روی بروے مالیت

اے بھائی بے اتھا درگا ہیں! جب کسی گاہ پر پہنچے تو اسکو نہا مت سمجھ اور گئے تری کر

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:-

لَا يَبْرُحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ یعنی ہمیشہ ہونگا میں سفر میں کہ پہنچوں میں اس جگہ کہ جہاں دریا اکٹھا راؤ

أَوْ أَفْضَحَ حَقْبًا یعنی جمع ہوتے ہیں کہ وہ مکان حضرت خضر علیہ السلام نے معلوم ہوا تھا

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام سے ملائی ہوئے تو فرمایا اَهْلًا تَبْعُكَ
عَلَىٰ اَنْ تَعْلِمَنِي مَا عَمِلْتَ اَرْشَدًا (ترجمہ: کہا کہ متابعت کروں میں تیری اس واسطے کہ سیکھا
تو مجھ کو وہ علم کہ خدا نے تجھ کو دیا ہے) تمام ہوا کلام قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا۔

جو کچھ حضرت قاضی صاحب نے فرمایا بیشک درست ہے، کیونکہ ہر چیز میں دو جزو ہیں ایک
ظاہر اور ایک باطن، جسم ظاہر کا علاج شریعت ہے، اور باطن کا طریقت۔ لیکن علاج باطن کی نہایت
ضرورت ہے، کیونکہ جیسے کسی کے فساد خون ہو، اور فساد خون کی وجہ سے پھوٹے پھنسی وغیرہ جسم پر اٹھیں
تو زخم کے واسطے مرہم بھی کیجائے تو یہ فائدہ سے تو ضالی نہیں ہے، مگر کافی نہ ہوگی، بلکہ فساد خون کی واسطے
مسح اور اور کچھ صفیات کا رآمد ہوگی تاکہ مادہ فاسد اندرونی کو دفع کریں اور پھر ظاہر جسم پر کوئی پچھا
پھنسی نہ اٹھے، اسی طرح باطن کی خرابیوں کا علاج علم باطن ہے، تاکہ پھر ظاہر اعضا آنکھ، کان، زبان
باتھ پانوں وغیرہ میں، مادہ فاسد محصیت کا نہ پھوٹے اور جان اور جسم دونوں پاک ہو جائیں اسے عزیز
اس جہاں میں ہر چیز کا ظہور ہے تو ہے اسماہ صفات الہی کا چنانچہ ظاہر سے شریعت ہے
ہو الباطن سے طریقت، ظاہر سے اور الباطن سے تصدیق، القلب هو الظاہر
جسم ہے ظاہر سے قلب روح ہے الباطن سے لا الہ الا اللہ، هو الظاہر سے محمد رسول اللہ
هو الظاہر سے تمکل دوا ہے، هو الباطن سے اثر و شفا، هو الظاہر سے ظہور انبیاء علیہم
السلام هو الباطن سے ثناء کرام، تو جس دوا میں شفا نہیں وہ کس کام کی اور جس جسم میں روح
نہیں وہ جسم کس کام کا؟ اور جس دل میں نور تصدیق نہیں وہ دل کس کام کا؟ چنانچہ

چوں نباشد روح جزو کل نیست آن

اور جسم روح ہی جسم میں نہیں تو وہ نہ جزو ہے کل

چوں مادہ نور دل دل نیست آن

جو دل نور باطن سے نور ہو وہ دل دل ہی نہیں ہے

علم باطن، طریقت، اور تصدیق

آن زجاہ کو نہ دارد نورِ جاں بول قارورہ دست قندیش منواں

جس شیشہ میں نور و روشنی نہ ہو وہ قارورہ کی شیشی ہو اسکو قندیل سمجھو

اور جس علم ظاہر کے ساتھ علم باطن نہ ہو تو وہ علم خلوص سے معری ہوتا ہے چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "عالم خشک کی صحبت سے بھاگو" عالم خشک وہی علم مراد ہیں، جو علم باطن سے بے بہرہ ہیں، اسی واسطے قاضی صاحب نے فرمایا "علم باطن فرض ہے اور طلب طریقت واجب ہے اور معیت ہونا سنت ہے"

فصل چوتھی تلاشِ مُرشدین

اے عزیز جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ غلیم باطن فرض ہے تو تلاش اس علم کے عالم کی تجھ پر ضروری ہوئی، لہذا اب میں کامل مرشد کی کیفیت بیان کرتا ہوں تاکہ تو اسکو پہچان کر اس سے فائدہ حاصل کرے۔ حضرت قاضی ثناء اللہ بانی تہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب طلب کمال باطنی واجبات سے ہے، پس تلاش پیر کامل مکمل بھی ضروریات سے ہے کہ وصول بخدا بے توسط پیر کامل مکمل پس قلیل ہے اور بہت نادر، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

نفس را نہ کشد بغیر از ظل پیر دامن آں نفس کشش محکم بگیر

نفس کو بغیر پیر کے سایہ کے نہیں مار سکتا (لہذا) اس نفس کے مارنے والے کا دامن مضبوط رکھو

اور حضرت خواجہ خواجگان خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

نیست ممکن در رہ عشق اے سیر راہ بردن بے دلیل راہ نہ

نہیں ہے چارہ راستہ محبت خدا میں اے عزیز راستہ چلنا بلا راہبر کے (یعنی پیر کے)

اور دوسری جگہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی

رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ مقالہ لرحمۃ اللہ علیہ فی النصیحة والوصیہ کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں کہ طالب کو چاہیے کہ ہمیشہ طلب علم لدنی اور تلاش نسبت صوفیاء میں کہ غنیمت کبریٰ ہے ہے اور تلاش میں ہے اہل دل اور شیخ کمال مکمل کی۔ حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پیر کمال کا مہاجرا محض شش رب کی ہے۔ چنانچہ حضرت قطب ربانی محبوب سجانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی، و حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت مرزا جانجانا شہید و شاہ ولی اللہ محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہ سب بزرگوار اور علاوہ ان کے برابر اولیائے امت پیدہ شدی محبت حق و نور اجلی (یعنی پیدہ شدی شش ربانی بلا تعلیم ان کے ولید خدانے ودیعت فرمائی تھی) سے مشرف تھے کہ جن کے حالات میں کتابیں بھری ہیں، اور یہ بزرگوار سب عالم اجل ہوئے ہیں، مگر باوجود تکمیل علم ظاہر کے کسی نے ایک کسی نے دو کسی نے تین، کسی نے چار مرتبہ کیے ہیں اور جطرح سلسلہ علم حدیث کا خاتم النبیین صلعم تک اپنے استادوں کا پہنچایا ہے، اسی طرح استادوں (مرشدان) طریقت کا سلسلہ بھی کیے بعد دیگرے رسول اللہ صلعم تک پہنچایا ہے جو ان کی کتابوں میں مفصل درج ہے، اسی واسطے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے :-

بیچ چیز سے خود بخود پیدا نہ شد	بیچ آہن خود بہ خود تیخ نہ شد
کوئی چیز اپنے آپ سے نہیں ہوئی	اور نہ کوئی لہا خود بخود تلوار بن گیا!
مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم	تا غلام شمس تبریزی نہ شد
مولوی قطعاً اُس وقت تک مولائے روم نہیں بنا	جب تک حضرت شمس تبریزی کا غلام نہ بن گیا۔

لہذا طالب کو چاہیے کہ اب اس بات کو تلاش کرے کہ جس خدا کے ولی کو ہم ڈھونڈھ کر اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں، اُس کا رب العلین نے کیا کیا پتہ دیا ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی کیا کیا نشانیاں فرمائی ہیں۔ اور جن لوگوں سے ہم بچنا چاہتے ہیں، اُس کی علامت قرآن وحدیث

اور ائمہ شریعت و طریقت نے کیا بیان فرمائی ہے۔ اللہ پاک اپنے کلام مجید و فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے ان اولیائہ الا المتقون (اگر اس کے ولی ہیں تو وہ متقی (ہی) ہیں) دوسری جگہ ارشاد ہے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (بیشک تم میں جو زیادہ متقی اور پرہیزگار ہو وہی خدا کے نزدیک زیادہ باعزت ہی تیسری جگہ فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (بیشک اللہ متقیوں کو دوست رکھتا ہے) چوتھی جگہ بشارت ہے وَاَنْزَلْنَا الْجَنَّةَ لِّلْمُتَّقِيْنَ غَيْرِ بَعِيْدٍ (اور جنت متقیوں کے لئے آراستہ کی گئی ہے اور قریب ہے) علاوہ اس کے اور بہت سی جگہ اللہ پاک نے متقیوں کو اپنا دوست فرمایا ہے۔ اور متقی اُسکو کہتے ہیں کہ جس کام کے کر نیک حکم دیا گیا ہو اُس پر خلوص سے قائم ہو، اور جس چیز سے منع کیا گیا ہو اُس چیز کو چھوڑنے والا ہو جو بیخ^{سنت} ظاہر و باطن میں ہے وہی متقی ہے اور وہی خدا کا ولی ہے اور جو باوجود ہوش و تدبیر ہونے کے پیر دی چھوڑے ہوئے ہے، ہرگز خدا کا ولی نہیں ہو سکتا چنانچہ سعدی فرماتے ہیں۔

خلافت پیمبر کے رہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواہ رسید

جس کسی نے نبی کریم صلعم کی خلافت اختیار کیا وہ ہرگز بمنزل مقصود کو نہیں پہنچے گا

اس زمانہ میں اکثر پیر اپنی وضع و قطع خلافت شریعت رکھتے ہیں، جیسے نماز نہ پڑھنا یا گنا

گاہے پڑھنا، داڑھی چڑھانا یا منڈوانا یا کتروانا، مونچھوں کا بڑھالینا، پائینے ٹخنوں سے نیچے رکھنا

وغیرہ وغیرہ، شریعت پاک میں چاروں ائمہ شریعت و ائمہ طریقت کے نزدیک ایسا شخص فاسق

ہے۔ امام طریقہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کتاب فیوض یزدانی میں فرماتے ہیں

کہ جو شخص جناب سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع نہ کرے اور اپنے ایک ہاتھ سے آپکی شریعت

کو اور دوسرے ہاتھ میں آپ کی کتاب قرآن کو جو آپ پر نازل ہوئی تھی نہ تھامے، اور آپ کے

چلے ہوئے راستہ میں حق تعالیٰ کی طرف نہ چلے وہ ہلاک ہو، اور پھر ہو گمراہ ہو اور پھر ہو یہی دونوں

قرآن و شریعت حق تعالیٰ کی طرف راستہ چلانے والے ہیں حدیث شریف میں آیا ہے کہ فاسق کی تعریف کر نیسے عرش معلیٰ کا پتا ہے : قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (بیشک اللہ فاسق قوم کو ہدایت نہیں کرتا) لیکن جاہل ایسے لوگوں کو خدا کا ولی جانتے ہیں اور وہ فاسق پیر اپنی ولایت کا اثبات جاہلوں کی زبان سے سُکر خاموش بیٹھے رہتے ہیں جاہل یہ کہتے ہیں کہ میاں صاحب نماز پنجگانہ مکہ شریف میں پڑھتے ہیں یہاں انکو نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں اور اپنے لباسِ ملامت سے اپنے آپ کو چھپاتے ہیں میاں صاحب کے کوئی کچھ پوچھتا ہے تو کچھ ہر ہوش کچھ باہوش بن کر یہ مصرعہ فرمادیا کرتے ہیں نماز عاشقانِ حق کے جو دستِ اللہ تعالیٰ ایسے گمراہ پیروں سے مسلمانوں کو بچائے اور انکے منہ والوں کو عسقلانِ شیم کی بدایت فرمائے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ عبادتِ الہی سے کسی کو چارہ نہیں کیا اور یہ علمِ السلام کیا عطا کیا ائمہ شریعت اور کیا ائمہ طریقت کوئی بھی ہو وہاں تک کہ نبی کریم علیہ التّحیّۃ و التّسلیم فرماتے ہیں اگر ہوتے عدلی اور موسیٰ علیہما السلام میرے زمانہ میں تو بلا میری پیروی کے انکو چارہ نہوتا۔ اب وہ ہر شخص پیر فاسق اور فاسق پیر کے ماننے والے سمجھ لیں کہ جب ایسے اولوالعزم کو بغیر اتباعِ حبیبِ صلی اللہ علیہ وسلم کے چارہ نہ ہوتا تو بھلا ان بچارہ فاسق پیر کو کیسے چارہ ہو سکتا ہے؟ یہ عجیب بے سمجھی اور بے عقلی ہے کہ جن متقیوں کو خدا اپنا دوست فرمائے انکی طرف بظنی ہو اور جن فاسقوں کو خدا اپنی ہدایت سے بے بہرہ ہونا فرمائے ان کو خدا کا دوست بنا یا جائے خدا ایسے لوگوں کی پیروی سے منع فرمائے اور جاہل بے سمجھ ان کی پیروی کریں اللہ تعالیٰ اپنے صاف فرمادیا ہے لا تَطْعَمُوْهُم اِنَّهُمْ اَكْفُوْا بِرَءِیْسِیۡنَ لَیْسَ لَہُمْ شَیْءٌ اِذَا دَعُوْا اِلَیْہِمْ عَلٰی حُدُوْدِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ یَعْمٰوْنَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعًا عَلِیْمًا (مجتہد خدا اور رسول کا کسی کچھ ہے تو اس آیت کے موافق پیروی کر کے دکھائے۔ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعًا عَلِیْمًا) اللہ تعالیٰ نے تم کو دوست رکھنے ہو پس پیروی کرو میری

اللہ تعالیٰ میری پیروی سے تم کو اپنا دوست کر لینگا (دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے مَا آتَاكُمُ
 الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا) جو کچھ میرا رسول تمہارے پاس لائے تم اسکو
 اختیار کر لو اور لیلو اور جس بات سے منع کرے اُس سے باز رہو (اس ارشاد رب العباد کیخلاف
 جس چیز کو رسول اللہ صلعم منع فرماتے ہیں اسکو کرتے ہیں اور جس چیز کے کرنے کو حکم دیا ہے اسکو
 چھوڑتے ہیں، لیکن دعویٰ ولایت اور مبدوہ ہدایت اپنے کو جانتے ہیں رَبَّنَا اِنَّا نَاظِرُو
 الْمُسْتَقِيمِ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا اِنْ تَسَيَّنَا اَوْ اَخْطَاْنَا، جن لوگوں کی طبیعت میں احکم ثم نصرت
 کی وقعت نہیں، مگر جاہلوں میں ان کی وقعت ہی، بعض لوگ اسپر جمے ہوئے ہیں کہ فلاں
 گدی میں ہمارے خاندان کے لوگ مرید ہوتے آئے ہیں، ہم بھی اسی جگہ مرید ہوں گے اور اکثر
 جگہ پیروں کا طریقہ بھی یہی ہے کہ باپ مراد اور اُکا پٹیا اُن کی جگہ قائم ہوا، اور دستار اُنکے سر پر
 باندھ دی گئی، اور وہ فوراً پیر بن بیٹھے، نہ اُس نے سلوکِ طریقہ طے کیا ہے اور نہ اُس کو اجازت
 باضابطہ طریقت کی ملی ہے، نہ وہ اتباعِ شریعت پر قائم ہوا ہے، مگر مریدوں اور گھڑالوں نے
 اسکو پیر ضروری بنا دیا، یہ طریقہ بلا سلوک طے کئے ہوئے اور بلا اجازت پیر بن کر گدی پر بیٹھ جانا۔
 ایسے لوگوں سے بیعت ہونا ایسے پیروں کا لوگوں کو مرید کرنا بالکل غلط اور سراسر عقل کے خلاف
 ہے۔ بزرگ کے انتقال کے بعد اس بزرگ کے اولاد میں سے یا اسکے مریدوں میں سے جس کسی نے سلوک
 طے کیا ہو اور اسکو اجازتِ بیعت کرنیکی مل چکی ہو اور انہیں بھی جو سبک اچھا اور لائق موافق تحقیقاً
 علمائے طریقت کے ہو اُس کے سر پر دستار باندھنا چاہیے۔ ولایت کسی کے باپ کی جاگیر نہیں ہے
 ایک نعمتِ خداوندی ہے چاہے غلام کو عطا فرمائیے یا آقا کو جسکو عنایت فرمادے اُسکی اتباع
 سب کو کرنی چاہیے، اور یہ مریدی کسی کے گھر کی غلامی بھی نہیں ہے، بلکہ صراطِ مستقیم پر چلنے
 اور خلوص حاصل کرنیکا ذریعہ ہے، اور بات ہے کہ کسی بزرگ کے انتقال کے بعد اسکے سلسلہ کے لوگ

اس بزرگ کے اہل و عیال کی ہر قسم کی خدمت کریں، یہ اچھی بات ہے، اور **هَلْ جَزَاءُ الْإِنْسَانِ** الا اِحساناً کی تیس ہے، پس اسے عزیز! ایسے لوگوں سے کہ جو فاسق ہوں اور خدا انکو اپنا دوست نہ فرمائے، ان سے بیعت نہ ہونا چاہیے اور انکی صحبت سے بچنا چاہیے۔ کیونکہ فائدہ مفقود اور نقصان ظاہر ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں:

دست ناقص دست شیطانست دلیو زانکہ اندر دام و تکلیف ست ریو

ناقص کا ہاتھ شیطان کا ہاتھ ہے کیونکہ اس میں سراسر مکاری اور تکلیف ہے

اور صحبت میں ان کے نہ بیٹھنا چاہیے، اگرچہ ان سے عجیب عجیب باتیں ظاہر ہوں۔

کہ شریعت میں اسکو استہراج کہتے ہیں، جیسے دلوں کا حال بیان کرنا دلوں پر اثر ڈالنا

غائب چیزوں کا بتا دینا، خود غائب ہو جانا، شیر کی شکل بن جانا، ہوا پر اڑنا، یہ سب صفات شیطان بعین

وجوگیان اور برہمنان ہند اور فلاسفران یونان میں بھی ہوتی ہیں، اگر انہی چیزوں کا نام ولایت

تو شیطان کفار کو بھی دلی کہنا لازم آئے گا، اور صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ولایت

پورا زمانہ ناجائز کا۔ کیونکہ کیشف اور خرق عادات ان سے بہت کم ظہور میں آئے ہیں مگر عقائد اصحاب کبار

کی ذات مبارک تو کجا تابعین کے مرتبہ کو کوئی دلی یا امام وقت اگرچہ اس سے کتنی ہی کرامتیں اور

تصرفات ظاہر ہوئی ہوں نہیں پہنچ سکتا، ولایت قرب حق اور یقین کامل اور کثرت محبت خدا

ورسول و اتباع حبیب خدا صلعم کا نام ہے، چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے دریافت کرنے

پر ان کے شیخ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کامل کے کمال کی شناخت ایک جملہ میں فرمادی یقین تر

کاملتر اور حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صاف شناخت ناقص اور کامل کی فرمائی ہے:-

اے بسا ابلیس آدم روئے بہت پس بہر دست نباید داد دست

بہت سے شیطان آدمی کی شکل میں ہیں پس ایک ہاتھ میں بغیر تحقیق ہاتھ نہ دینا چاہیے

ہر کہ او از کشف خود گوید سخن کشف اور اکفش کن بر سر زین

جو بکچھ وہ اپنے کشف سے بات کہے تو اسکے کشف کی جوتی اسکے منہ پر مارے

ما برائے استقامت آدمیم نے پئے کشف و کرامت آدمیم

ہم شریعت کے احکام پر مضبوط رہنے کو کہتے ہیں نہ کہ کشف و کرامت کے واسطے آتے ہیں

عودۃ الوثقی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحبت جنس مخالف سے بچ اور بدعتی کی صحبت سے بھاگ اور جو سند شیخی پر بیٹھا ہے اور عمل اسکے سنت کے خلاف ہو زہار آلف زہار اُس سے دور ہو، بلکہ اُس شہر میں مت رہ شاید کبھی تیرا رجحان اُسکی طرف ہوگا اور تیرے عقائد میں فرق آجائے، وہ پیر چور ہے چھپا ہوا، اور جال ہے شیطان کا اگرچہ اُس سے ذوق عادات طرح طرح کے دیکھے تو اور دنیا سے بے تعلق اُسکو پائے، تو بھاگ اُسکی صحبت سے بچو کہ بھاگتے ہیں شیرے، مقصد شریعت طریقت حقیقت معرفت سب کا یہ ہو کہ بندہ خاکی کی بخشش ہو جائے اور اسکا پہلا ذریعہ شریعت کی اتباع ہے اور اعمال شریعت میں خلوص پیدا ہو جانا یہ طریقت ہے کسی کے حال و حال کشف و کرامت پر انحصار بخشش کا نہیں ہے، جو حال یا کشف یا خرق عادات مستحق سے ظاہر ہوں وہ نور ہے اور اُسکو کرامت اور برکت کہینگے، اور جو خلاف شرع لوگوں سے ایسی باتیں ظاہر ہوں اُسکو تہذیب کہیں گے، اب میں اُن لوگوں کے حالات بیان کرتا ہوں جن پر اللہ کے آثار پیدا ہوں اور علماء اہمیتی کا بیباک بنی اللہ فیہ اور العلماء و شہداء کے وہ مصداق ہوں اور اُن کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر مینہ کو نور باطن سے منور کیا جائے اور ہاتھ اُنکا گویا ہاتھ خدا کا ہو، جیسے مولانا رومی فرماتے ہیں :-

چوں یہ اللہ فوق ایدھیں بود دست اور دست خود فرمود احد

جب اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہو ایسے لوگوں کے ہاتھ کو خدا نے اپنا ہاتھ فرمایا

چوں قبول حق بوداں مرد راست دست او در کار با دست خداست

جس بندہ کو خدا اپنا مقبول کرے اُسکا ہاتھ تمام کاموں میں گویا ہاتھ خدا کا ہے

ظاہر میں متبع سنت ہو، اُسکے دیکھنے سے خدا یاد آئے، اُس کی صحبت میں بیٹھنے سے محبت دنیا

سرد ہو اور محبت خدا اور رسول غالب ہو۔ وسوسہ شیطانی و خطرات نفسانی کم ہوں، وہ خدا کی عبادت

میں اکثر مشغول رہتا ہوں اپنی تعریف نہ کرتا ہوں طامع نہ ہوتا ہوں، ضروریات کو لیکر فضولیات کو چھوڑنے

والا ہوں، اسکی صحبت میں دنیا کی باتیں کم ہوتی ہوں، اکثر ذکر خیر ہوتا ہوں اس کے مرید اکثر نیک ہوں اور

خدا اور رسول کی محبت کا جذبہ رکھتے ہوں، جب یہ باتیں اُس میں موجود ہوں تو اس سے قصدِ بیعت کرنا چاہیے

لیکن قبل از بیعت استخارہ کرنا چاہیے، کیونکہ استخارہ کرنا سنت ہے اور پیرانِ عظام کا یہ ہی طریقہ رہا ہے

اگر استخارہ میں بھی اس بزرگ کی خوبی معلوم ہو تو ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت ہو جائے، انشاء اللہ تعالیٰ

اس سے ضرور فائدہ پہنچے گا، اگر مقدر سے بوجہ شامستِ اعمال بطنی فائدہ نہ بھی پہنچا تو نقصان بھی نہ ہوگا

اسکی محبت اور پیروی بخشش کے واسطے کافی ہوگی، حضرت مولانا رومی فرماتے ہیں،

پیر را گزین کہ نئے پیر این سنہ
اپنے نئے مرشد بنا کیونکہ بغیر پیر کے پیغمبر

ہستہ پُر آفت و خوف و خطر نہایت پُر آشوب و خطرناک، یعنی شیطان کی

تاریخ از آفتِ آخرِ زمان

تا کہ اس آخری زمانہ کی آفتوں سے بچے

بلا شاک اس بندہ خاص کا دامنِ جلد کپڑ

فصل پانچویں در اثباتِ بیعت!

اسے عزیز! جب تجھ کو شیخ ان صفات کا بلجائے کہ جسکی شناختِ فصل تلاشِ مرشد میں بیان

کی جسکی تو تجھ کو اس سے بیعت ہو جانا چاہیے، کیونکہ بیعت ہونا سنت ہے، چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ

محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب شفاء العلیل ترجمہ قول الجمیل میں ایک فصل مفصل دربارہ استدلال بیعت تحریر فرماتے ہیں کہ جو قرآن و حدیث سے استنباط کیا گیا ہے، خلاصہ اسکا یہ ہے کہ بیعت ہونا سنت ہے اور اس میں تحقیق شاہ عبدالرحیم صاحب شاہ ولی اللہ صاحب شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی ہے۔ اور سالہ ارشاد الطاہرین میں قاضی ثناء اللہ صاحب ثانی جی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "علم باطن فرض ہے اور طلب طریقت واجب ہے اور بیعت ہونا سنت ہے" اور اکثر ہزار با علماء و صلحاء نے سلسلہ طریقت میں بیعت کی ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالرحمن صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کہ جو ہندوستان میں علم حدیث کے مرکز ہیں، علم طریقت میں بیعت ہیں، اور علم طریقت میں بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں اور جس طرح علم شریعت کی سند یکے بعد دیگرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائی ہے، اسی طریقہ سے علم طریقت کی سند بھی عن فلاں عن فلاں تا بنجاب نبی کریم علیہ التمجید والتسلیم پہنچاتے ہیں۔

فصل چھٹی حقوق پیر ادب میں

اے عزیز جب تجھ کو یہ معلوم ہو گیا کہ بیعت ہونا سنت ہے اور علم باطن کا حاصل کرنا فرض ہے تو بیعت ہو کر کچھ عرصہ تک اپنے پیر کی خدمت میں باادب، کیونکہ پیر حقیقی ادب پیغمبر ہے، تاکہ تجھ کو فائدہ پہنچے اور نقصان سے بچے، حضور نے ارشاد فرمایا ہے: "کہ بے ادب شخص حق سے محروم رہتا ہے" اور فرمایا ہے حضور نے "جس چھوٹے نے بڑے کا ادب نہیں کیا وہ نہیں ہے مجھ سے" انسان علم و ادب بزرگی حاصل کرتا ہے۔ کسی شاعر نے غزلی میں کہا ہے:-

شرف الانسان بالعلم والادب ولا بالمال ولا بالنسب

انسان کی بزرگی علم و ادب سے ہے نہ کہ مال اور حسب و نسب سے

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

ادب تاجیت از فضل الہی بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

ادب خدا کے فضل - ایک تاج ہے (چنانچہ) ادب کا تاج سر پر رکھ اور جہاں چاہے جا

حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

از حسد اخواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

ہم خدا سے ادب کی توفیق چاہتے ہیں (کیونکہ) بے ادب کے فضل سے محروم رہتا ہے

اب میں اس معاملہ میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات کا

ترجمہ لکھتا ہوں، آپ سالہ بعد معاد میں فرماتے ہیں "حقوق پیر کے تمام اہل حقوق سے بالاتر

ہیں، بلکہ نسبت نہیں رکھتے ہیں، حقوق پیر کے دوسروں کے حقوق کے ساتھ بعد انعامات

حضرت حق سبحانہ و احسانات نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بلکہ پیر حقیقی ہمہ سول ہے۔ پیدائش

ظاہری اگرچہ والدین سے ہے، مگر پیدائش باطنی متعلق ساتھ پیر کے ہے، پیدائش ظاہری کو زندگی

چند روزہ ہے اور پیدائش باطنی کو زندگی ہمیشہ کی ہے، باپ کی باطنی مرید کو پیر ساتھ قلب روح

اپنے کے صاف کرتا ہے اور پاک کرتا ہے اشکبذ اس کے کوچ تو جہات نسبت کے، بعض

مریدین کے ساتھ واقعہ محسوس ہوتا ہے کہ باطن مرید کی صفائی کرنے میں مرید کی آلودگی پیر کی

طرف دوڑتی ہے اور ایک عرصہ تک مکدر رکھتی ہے، پیر ہی ہے جس کے ذریعہ اور وسیلہ سے مرید

خدا سے تعالیٰ تک پہنچتے ہیں، جو کہ تمام سعادات دنیوی و اخروی سے بہتر ہے۔ پیر ہی کے

ذریعہ سے نفس امارہ جو کہ بالذات خبیث ہے، پاک و صاف ہوتا ہے اور آمارگی کی طرف سے

اطمینان ہوتا ہے اور جبلی کفر سے اسلام حقیقی پر آتا ہے مع

"گر گویم شرح آل بچید بود"

پس مرید کو اپنی سعادت پیر کی قبولیت میں جانا چاہیے اور اپنی شقاوت اسکے رد میں - نحو
 باللہ سبحانہ من ذلک حق سبحانہ کی خوشنودی پیر کے پردہ کے پیچھے رکھی ہے۔
 جب تک کہ مرید پیر کی مرضی میں اپنے کو گم نہ کر دے گا، اللہ سبحانہ کی مرضی تک نہ پہنچے گا۔ پیر کے
 آزار میں مرید کی آفت ہے، جو لغزش اس کے بعد ہو اسکا تدارک ممکن ہے، لیکن پیر کے آزار
 کی کوئی چیز تدارک نہیں ہے، پیر کا آزار خاص مرید کے لئے شقاوت کی جڑ ہے عیاذ باللہ
 سبحانہ من ذلک اور معتقدات اسلامیہ میں خلل اور احکام شرعیہ کے بجالانے میں فتو
 یہ اس کے نتیجے اور پھیل ہیں اچھے حالات کہ جو باطن سے تعلق رکھتے ہیں، ان کا کیا کہنا؟ اور اگر
 باوجود آزار پیر کے کوئی اثر باقی رہے تو اس کو استدراج خیال کرنا چاہیے، کیونکہ وہ آخر خرابی

کی طرف کھینچے گا، اور سوائے نقصان کے کوئی نتیجہ نہ ہوگا۔ اختہی اور نیز حضرت امام ربانی
 مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اسی رسالہ سید و معاد میں تحریر فرماتے ہیں کہ اعتقاد مرید کا ساتھ ^{فضیلت}
 اور ملکیت پیر کے محبت ثمرات سے ہے اور نتیجہ سے مناسبت کا کہ جو فائدہ کا سبب ہے۔ لیکن چاہیے
 کہ پیر کو اس جماعت پر فضیلت نہ دے کہ جن کی فضیلت شرع میں درج ہے، کہ باعث
 ہے افراط محبت کا اور ایسی محبت مذوم ہے۔ شیعہ افراط محبت الہیت میں خراب ہوئے
 اور نصاریٰ فراط محبت عیسیٰ علیہ السلام میں کہ انھوں نے اللہ کا بیٹا کہا، اور خسارہ ابدی میں
 پڑے، لیکن اگر سوائے ان کے فضیلت دے تو جائز ہے بلکہ طریقت میں واجب اور یہ

لے سوائے ان کے کے لفظ سے مراد وہ بزرگ ہیں جن پر ولایت کا اکثر ائمتہ کا اتفاق ہے۔ جیسے حضرت شیخ عبدالحق
 و حضرت خواجہ نقشبند و حضرت خواجہ معین الدین چشتی و حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی و حضرت قطب الدین بختیار کاکی
 و حضرت فرید الدین گنج شکر و حضرت جمال الدین تھانوی و حضرت نظام الدین اولیاء و حضرت مخدوم علی احمد صاحب
 و حضرت خواجہ باقی باللہ و حضرت مجدد الف ثانی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، بلکہ فضیلت دینا مرید کا بحالت ^{ختہی}
 زائد موجودہ کے بزرگوں پر مراد ہے اور ایسے بزرگوں کی ولایت کے زمانے والے کو فاسق کہتے ہیں۔

فضیلت دینا مرید کے اختیار میں نہیں ہے، بلکہ مرید مستعد میں۔ بے اختیار یہ اعتقاد پیدا ہوتا ہے
 اور اس وسیلہ کے ساتھ کمالات پیر کو اخذ کرتا ہے، اور اگر فضیلت دینا مرید کا اُس کے اختیار میں ہے
 اور ساتھ تکلف پیدا کرتا ہے، یہ جائز نہیں ہے اور نہ اسکا کچھ ثمرہ ہے اور اسکو طریق صوفیہ سے
 زیادہ حصہ ملتا ہے کہ جسکی فطرت میں تقلید و پیروی زیادہ ہوتی ہے۔ پس دار و مدار اس جگہ تقلید
 پر ہے اور حصر امر کا اس جگہ پیروی و تقلید انبیاء، ائمہ السلام پر ہے، انکی تقلید اعلیٰ درجوں
 پر پہنچاتی ہے، اور پیروی اصفیاء کی بندگی و تہجد پہنچاتی ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ
 عنہ جو فطرتاً تقلید زیادہ رکھتے تھے اپنی سعادت سے تصدق نبوت بہت جلد فرمائی، اور اسی
 وجہ سے صدیقوں کے سردار ہوئے، اور ابو جہل لعین استعداد تقلید اور اتباع کی کم رکھتا تھا
 اس لیے اس سعادت سے ناگہان نہ اٹھایا اور ہمیشہ العنوں کا ہر امر بد جو خوبی اپنے میں پاتا ہی
 وہ پیر کی تقلید سے پاتا ہے، غلط ہے پیر صواب مرید سے بہتر ہے، اس واسطے کہ حضرت ابو بکر
 صدیق رضی اللہ عنہ سہو پیغمبر علیہ السلام کی آرزو رکھتے تھے يَا لَيْتَنِي سَمِعْتُ مُحَمَّدًا
 و حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شانِ بلال رضی اللہ عنہ میں فرمایا کہ سین بلال رضی
 عنہ اللہ شین ہے، کیونکہ بلال رضی اللہ عنہ تھے اور اذان میں أَشْهَدُ کی جگہ أَشْهَدُ کہتے تھے
 پس خذوا بلال رضی اللہ عنہ کی اول کی نوا است بہتر ہے مع برا شہدہ تو خذوہ زنا سہد بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت
 مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طالب کو چاہیے کہ روئے دل تمام باتوں سے پاک کر کے
 پیر کی طرف متوجہ رہے اور شیخ کو موجودگی میں بنے حکم اُس کے نوافل اور ذکر میں مشغول نہ ہو
 اور اُس کے حضور میں کسی اور کیفیت مخاطب نہ ہو اور ہمہ تن پیر کی طرف متوجہ رہے مگر جو حکم
 دے اُس کی تعمیل کرے اور سوائے نماز فرض واجب سنت اُس کے سامنے نہ پڑھے اور ایسی
 جگہ نہ کھڑا ہو کہ سایہ مرید کا پیر کے جسم پر یا اُس کے کپڑے پر پڑے اور اُس کے مصلے پر پیر نہ

رکھے اور پیر کے وضو کی جگہ طہارت نہ کرے اور اس کے خاص برتن استعمال کو اپنے
 کام میں نہ لائے، اس کے سامنے نہ کھانا کھائے نہ پانی پیئے، اور نہ کسی سے بات کرے
 اسکی غیر موجودگی میں اس کی خاص جگہ میں پیر نہ پھیلائے۔ اور تھوک اسکی طرف کو نہ ڈالے
 اور اس کے کاموں پر اعتراض نہ کرے، کہ سوائے افسوس اور بد نصیبی کے کچھ حاصل نہیں۔
 اور پیر کے تمام اعمال لباس کھانے پینے عبادت کرنے نماز پڑھنے میں بیروی کرے کشف
 و کرامات اس سے نہ چاہے۔ کیونکہ معجزات طلب کرنے والے انبیاء علیہم السلام سے کفار تھے
 اگر کوئی شبہ ہو تو بے توقف اسکو عرض کرے، اگر شبہ حل نہ ہو تو اسکو اپنی بے سمجھی پر محمول
 کرے اور جو واقعات مرید کو پیش آئیں اس کو پیر سے نہ چھپائے، کیونکہ مرید حق و باطل میں
 پوری تمیز نہیں رکھتا ہے، اور آواز اپنی پیر کی آواز پر بلند نہ کرے، اور بات پکار کر نہ کرے کہ
 بے ادبی ہے۔ اور مرید کو جو فیض و فتوح ہو اسکو بواسطہ پیر جانے۔ اگر کسی دیگر بزرگ کی
 شکل میں فیض یا فائدہ پہنچے تو وہ فیض خاص پیر ہی کا ہے کہ لطائف پیر کے مناسب اور طاب
 ظاہر ہوئے ہیں، دوسرے بزرگ کا آٹھنا نہایت غلطی ہے۔ سچ بے کوئی بے ادب تک نہیں پہنچتا
 تمام ہوا کلام حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا، اب کتنا ہو حقیر محمد بہا علی طلبہ حق سے کہ
 جو کچھ حضرت مجدد صاحب نے آداب مرید و حقوق پیر فرمائے ہیں، یہ سب بجا اور درست ہیں بلکہ میں
 فی الجملہ اس میں اختصار کیا ہے، لیکن یہ حقوق اور آداب ان پیروں کو سزاوار ہیں کہ جنکی صفت و
 تلاش مرشد میں لکھی گئی ہے، اگر کوئی پیر ان صفات کے خلاف ہو تو وہ نہ مرشدی کے قابل ہے اور
 نہ اولیٰ آداب سزاوار اور اتباع پیر کی اور پیر کے اعمال کی گرفت نہ کرنا، حضرت مجدد
 صاحب کی مراد اس سے اتباع معاملہ طریقت میں ہے کہ جس کو سلوک کہتے ہیں، اگر کوئی پیر
 خود نماز نہ پڑھے یا دھڑھی منڈائے یا کترائے یا عورتوں سے پردہ کو اپنے لئے ٹھیک نہ جانے

اور جو عمل شریعت میں حرام ہے اسکا مرتکب ہے تو ہرگز ہرگز ایسا پیر نہ پیری کے لائق ہے
 نہ اس کی پیروی کی ضرورت جبکہ یہ ہوں رضامندی خدا و اتباع حبیب خدا صلعم کے واسطے
 اور وہ پیر خود خدا سے دور ہو اور دوسروں کو بھی دور کرنے والا ہو، تو ایسے پیر کو خلیفہ شیطان
 سمجھنا چاہیے، حضرت مولانا رومی فرماتے ہیں

دست با نفس دست شیطانست در زانکہ اندر دام تکلیف است بریو
 نفس کا ہاتھ شیطان کا ہاتھ ہے اس لئے اس جال اور مصیبت سے بچ

فصل سابع میں تحقیق میں کہ جو جیسا پیر اول دوسرا پیر کر سکتا ہے

فی زمانہ بعض پیر اپنی طمع نفسانی و کسر شان ہونے کی وجہ سے اپنے مریدوں کو غلط
 مسئلہ طریقت کا بتاتے ہیں، کہ اب سوائے ہمارے کسی طرف رجوع نہ کرنا تمہارا فرض ہے
 تم ہمارے جھنڈے کے نیچے آ چکے، اب دوسری جگہ بیعت نہیں ہو سکتے، اگر ہوئے تو ہم
 تمہارا نام مریدوں کے دفتر میں سے کاٹ دیں گے، تمہاری شفاعت نہ کریں گے، نرنسکہ ایسی بہت
 سی فضول باتیں جاہلوں کو سمجھاتے ہیں، سب باتیں بے اصل ہیں، اور حقیقتاً شرارت نفس کی
 بے شک خدا کے مقبول بندوں سے گھبرانے والوں کی شفاعت کریں گے اور ان کا وجود خلق کے
 واسطے باعث رحمت ہے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سب مریدوں
 سے فرمایا کہ خدا نے ایک سے ایک زیادہ پیدا کیا ہے، تم مجھ سے بہتر شیخ تلاش کرو اکثر مرید
 آپ کے یہ عرض کرنے لگے کہ آپ کو چھوڑ کر ہم کہیں نہیں جائیں گے، مگر بعض اشخاص گئے بھی

مگر بعد تلاش پھر واپس آگئے، اور عرض کیا کہ آپ جیسا بزرگ نہ ملا۔ یہ حضرت خواجہ باقی باں رحمۃ اللہ علیہ کی کمال بے نفسی اور کمال کا ثبوت ہے، کہ جن کی ایک توجہ سے نانباتی آبی ہمشکل بن جائے اور قرب حق میں بھی اسی کمال کو پہنچ جائے اور جن کے حضرت مجدد الف ثانی جیسے خلیفہ ہوں ان کا ایسا فرمانا بے نفسی کی بین دلیل ہے، اسی واسطے آپ کو خواجہ بے نفسی بھی کہتے ہیں، اکثر کبرائے دین نے کسی نے چار کسی نے تین کسی نے دو کسی نے ایک ہی پر قناعت کی ہے، حضرت محبوب سجانی شیخ عبدالقادر جیلانی و حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی و حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور دیگر کبرائے دین نے کسی کسی پیر کے ہیں، لیکن ایسا کب کیا ہے کہ پیر کا انتقال ہو گیا یا پیر سے ایک سلسلہ کا سارک ختم ہو گیا یا شک پیر کی ترقی تھی وہاں تک کر چکا، یا پیر سے ہمیشہ کیلئے دور ہو گیا یا جو کچھ پیر نے ذکر و فکر بتلایا، اسپر موافق ارشاد پیر کے دو تین برس شب روز مخاطب رہا، پھر بھی فائدہ قرب حق میں کم پایا یا نہ پایا، یا ان کے عقائد یا معاملہ کو خراب پایا، ان سب صورتوں میں دوسرا پیر کر سکتا ہے۔ بلکہ طالب حق کو دوسرا پیر کرنا نہایت ضروری ہے، لیکن جو شخص اس واسطے کسی بزرگ سے بیعت ہوا ہو کہ میں اس بزرگ کے ہاتھ پر توبہ کر کے آئندہ گناہ سے اجتناب کروں یا اسے بیعت ہوا ہو کہ اس بزرگ کی ذات دنیا اور آخرت میں میرا وسیلہ بنے۔ اس بیعت اول کو بیعت توبہ کہتے ہیں اور دوسری بیعت کو بیعت توسل کہتے ہیں، ان دونوں بیعتوں کو پیروں کو کسی اور جگہ بیعت ہونے کی ضرورت نہیں اور وقت بیعت طالب کی نگاہ میں بزرگ کے اپنے زمانہ میں اور اس طالب کی تحقیق میں جب اچھا ثابت ہو چکا ہے تو اب پھر اس کو پیرانہ سابقہ پیر کی برائی اور دوسرے پیر کی بھلائی کرنے کا طالب کے پاس کوئی سامیہ اور کوئی ترازو ہے، اس لیے اسکو دوسرا پیر کرنے کی ضرورت نہیں اور جس شخص طالب حق کو

شیخ سے باطنی فائدہ پہنچ رہا ہے، اس کا بھی بلاوجہ ادھر ادھر شیخ کی تلاش کرنا اور جگہ جگہ مرید ہوتے پھرنے والو سی اور نہایت خراب بات ہے، ایسے آدمی کو ہر جانی کہتے ہیں جو نہایت موم ہے

آگاہی بیعت شریعت میں بہت قسم کی ہے، لیکن طریقت میں رواج تین قسم کی بیعت کا ہے: بیعت توبہ، بیعت توسل، بیعت کسب سلوک واسطے قرب حق اور تزکیہ اور تصفیہ نفس کے جو تیسری بیعت کسب سلوک کی ہے، اسکے طالب کے واسطے اوپر لکھا گیا ہے کہ صورتہائے مذکورہ بالائیں وہ دوسری جا بیعت کرے اور اسکو بیعت ہو کر قرب حق حاصل کرنا چاہیے۔ لیکن بیعت توبہ اور بیعت توسل میں تکرار بیعت کی ضرورت نہیں۔ اب میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کا ترجمہ کرتا ہوں، کسی نے آپ سے سوال کیا کہ باوجود حیات پیرا اگر طلب حق کے واسطے کسی دوسرے پیر کے پاس جائے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ آپ نے اسکا جواب یہ تحریر فرمایا کہ مقصود حق تعالیٰ ہے اور پیر وسیلہ ہے طرف قرب حق کے، اگر طالب خدا اپنی ہدایت کا راستہ دوسرے پیر کے پاس رکھے اور اپنے دل کو اسکی صحبت میں اور خدا کی محبت میں کیسو پائے تو جائز ہے کہ زندگی پیر میں بغیر اس کی اجازت کے دوسرے پیر کے پاس چلا جائے، اور طلب ہدایت اس سے چاہے مگر چاہیے کہ پیر اڈل سے انکار نہ کرے اور سوائے نیکی کے اسکو یاد نہ کرے، عام طور پر پیری اور مریدی اس وقت کی سوائے رسم و عادات کے نہیں رہی، اکثر پیر اس وقت کے اپنے سے ہی خبر نہیں رکھتے ہیں اور ایمان کو کفر سے جدا نہیں کر سکتے کسی شاعر نے حسب موقع کہا ہے،

آگہ از خویشتن چوں نیست جنین چہ خبر دارد از چنان و جنین!

جب اپنے حال سے ہی آگاہ نہیں تو دوسروں کے حالات سے کیا داہوگا

افسوس اس مرید پر کہ اس طرح اعتقاد پیر کے ساتھ کر کے بیٹھا رہے اور دوسرے شیخ

کے پاس نہ جائے اور راستہ خداوند جل شانہ کا تلاش نہ کرے، یہ خطرات شیطانی ہیں کہ
 پیر ناقص کی زندگی سے طالب کو حق تعالیٰ سے جدا کرتے ہیں، جس جگہ راستہ ہدایت کا کھلا
 ہوا پائے، بے وقت رجوع کرے، اور دوسرے شیطانی سے پناہ مانگے، امام الطریقہ حضرت خواجہ
 نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کا فتوے علمائے بخارا سے لیلیا ہے کہ اگر ایک پیر سے
 خرقة ارادت لیا اور دوسرے سے تعلیم اور تیسرے کی صحبت سے فائدہ اٹھایا، یہ تینوں دوتیں
 اگر ایک جگہ ملجائیں تو نعمت ہو، اور جائز ہے کہ تعلیم اور صحبت کسی پیروں سے فائدہ اٹھائے اور
 حضرت مرزا منظر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص مثل میرے پیروں کے پیر کھتا
 ہو، اسکو دوسرے پیر کے پاس نہ جانا چاہیے، مگر پیر ناقص سے ضرور غلطی ہو کر دوسرے پیر کی
 طرف رجوع کرنا چاہیے، کیونکہ وہ اس قابل نہیں ہے کہ اس کے ساتھ بیٹھا جائے بلکہ ایسے پیر
 کی صحبت میں بیٹھنا اپنی استعداد کو ضائع کرنا ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ
 علیہ اپنی کتاب "قول الجہیل" میں فرماتے ہیں کہ کھرا بیعت کی رسول اللہ صلیم سے منقول ہے
 اور اسی طرح حضرات صوفیہ سے، حضرات خواجہ عزیزان علی راہینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

وز تو نہ رسید صحبت آب گلگت	باہر کہ نشینی و نہ شد جمع دولت
اور تیرے دل سے دنیا کی محبت دور ہو	جس کسی کیساتھ تو بیٹھے اور بیٹھے اطمینان
ور نہ نہ کند روح عزیزاں بکلت	ز نہار ز صحبتش گزیراں می باش
ور نہ روح نیک بندوں اور خاصان حق	قطعا ایسے لوگوں کی صحبت سے بھاگ

کی بچھ سے خوش نہ ہوگی۔

باب دسواں

فصل اول بیان طریقیہ نقشبندیہ میں

یہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ خلیفہ اول حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جاری ہے جن کا ایمان تمام امت کے ایمان سے بخاری اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام عمر کی نیکیوں سے ان کی ایک نیکی جناب سول اللہ صلعم نے بہتر فرمائی ہے، غرضکہ امت میں بالاتفاق بعد نبی سے کرام علیہم السلام کے آپ کا مرتبہ ہے، کہ جمہور کے روز ہر ملک میں ہر خطیب ممبر پر یہ پڑتا ہے خیر البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت ایاب کرنا لصدیق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام سلسلہ نقشبندیہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے جاری ہوا ہے۔ کیونکہ آپ امام الطریقہ ہیں، اس جگہ صرف طریقہ نقشبندیہ کے اصول اور خوبیاں اور آسانیاں بیان کی جاتی ہیں، طریقہ عالیہ سلسلہ متادیر کے امام قطب ربانی محبوب سجانی شیخ عبدالقادر جیلانی ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ، اور طریقہ چشتیہ کے امام خواجہ خواجگان حضرت خواجہ سعید الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور طریقہ سہروردیہ کے امام شیخ الشیوخ شیخ شہار ب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جب حضرت خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ علم طریقت میں مرتبہ اجتہاد کو پہنچے اور زمانہ آپ کے ارشاد کا آیا اور آپ کے مرشد

حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اجازتِ طریقہ عنایت فرمائی، آپ کو اللہ تعالیٰ نے روزِ ازل سے اُمت کیلئے آسانی کرنے والا پیدا فرمایا تھا، جب آپ نے طریقِ صوفیہ میں طلبہ حق کو دیکھا اور سنا کہ کسی نے سالہا سال سے سونا ترک کر دیا ہے اور کسی نے شب کو جاگنا اور دن کو روزہ رکھنا اختیار کیا ہے، اور کسی نے دو ختم کلام اللہ روزِ پڑھنا مقرر کیا ہے، کسی نے پانچ کعتیں روزِ پڑھنا اپنا معمول کر لیا ہے، کسی نے ایک کعبل میں تیس تیس چالیس چالیس برس گزارے ہیں، کسی نے اسی برس تک آسمان کی طرف نہیں دیکھا، کسی نے پیر پھیلا، موٹو کر دیا، کوئی بوجھ ضعف پیری یا بیماری سے اذکارِ طریقہ مبارک حضراتِ صوفیہ رحمۃ اللہ علیہم جمعین ادا کرنے میں مجبور و معذور ہے اور وقت اس کا غفلت میں گزرتا ہے اور ارشاد حق جل و علا فَاذْكُرْ اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُودًا وَّ اَعْلَى الْجُنُوبِ كَلِمَةً (ترجمہ) اللہ کا ذکر کرو کھڑے بیٹھے لیٹے (ہر حال میں) کی تعمیل میں قاصدِ ربے اور وقت بے کار جاتا ہے، تو کُلُّ اُمَّرٍ مَّرْهُوْنٌ بِاَوْ قَاتِلِهٖمَا نے ظہور پکڑا، نو شستہ روزِ ازل نے سینہ مبارک حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ میں جوش پیدا کیا، اور آپ سر بسجود ہو کر خدا کی جناب میں عرض کر نینگے "اللہ اُمت کے قوی ضعیف ہو گئے اب انہیں قوت و ہمت سختی کھینچنے کی نہ رہی، زنا خیر و برکت نبوت کا انسے دور ہوتا جاتا ہے اپنے فضل سے بچ کر ایسا طریقِ عنایت فرما جو کہ آسان ہو، اور پھر تک جلد پہنچنے والا ہو" پندرہ روز تک آپ سجدہ میں گریہ و زاری کرتے رہے صرف نمازِ جماعت اور حوائجِ ضروریہ کو چھوڑ سہے، ہر شریف لائے، پندرہویں روز دریائے رحمتِ الہی موجزن ہو کر الہام ہوا کہ "سے بہاؤ الدین، ہم تجھ کو وہ طریقِ عنایت فرمائے ہیں کہ جو ہمارے حبیب صجائب ہیں تھا، یعنی وقوفِ قلبی اور اتباعِ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

آپ نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور سرسجدہ سے اٹھایا اور اس طریق جدید کو رواج دیا بفضلہ
 تعالیٰ اس طریق نے اسی ترقی کی کہ اب کروڑوں آدمی اس سلسلہ مبارک میں ہیں اور بوجہ قبولیت
 مثل آفتاب کی روشنی کے سامنے زمین پر پھیل گیا ملک روم شام کردستان عرب بخارا ترکستان
 کا بڑا حصہ ہندوستان سب جگہ خلفاء و طلبہ نقشبندیہ کثرت میں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور زیادہ
 کرے آپ لوگ سنت کرتے کہ آپ کے اس سلسلہ جدید میں کیا فائدہ ہے؟ تو حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ
 قدیر فرماتے کہ طریق سب مبارک اور نورانی اور میں اور سب ایک پہنچتے ہیں لیکن جو طریق خدا
 پاک نے مجھ کو عطا کیا ہے اس میں آسانی بہت ہے اور اس سے بہت جلد خدا تک پہنچتا
 ہے ذکر قلبی میں جذب آتی ہے اور ذکر زبانی میں سلوک، اسی واسطے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ
 فرماتے ہیں مراد انیم، افضلین، نیم یعنی ہم مطلوبوں میں سے ہیں ہم فضل والوں میں سے ہیں۔

اکھا کھنچے، طلبہ حق میں ایک مراد ہوتے ہیں ایک مرید، مراد وہ لوگ ہیں جنکو خدا ان خود
 اپنی طرف کھینچے اور مرید وہ لوگ ہیں جو خود سعی کر کے خدا کی طرف چلیں، غرض کہ جب قدر عبادات
 زبانی و جسمانی اور زبانی میں یہ سب سلوک میں داخل ہیں اور ذکر قلبی اور فکر قلبی میں جذب زبانی
 ہے، جذب اور سلوک میں بہت بڑا فرق ہے ایک کو خود خدا اپنی طرف کھینچے اور ایک اپنی
 کوشش سے خدا کی طرف جائے۔ مثال اس کی ایسی ہے کہ ایک شخص پیدل سفر کرے اور ایک شخص
 کوڑیاں یا بھاریا موٹریا کوئی سواری خود لیجائے، جس طرح اس میں آسانی اور جلدی ہے اسی طرح
 ذکر و فکر قلبی میں آسانی ہے، علاوہ اس کے حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ جسم کے اندر ایک
 گوشت کا ٹکڑا ہے، اگر وہ صحیح ہے تو تمام جسم صحیح ہے اور اگر وہ فاسد ہے تو تمام جسم فاسد ہے
 وہ کیسے؟ ذرا سے اسے کھینچ لیں، ذکر و فکر خدا ہوگا اور اس کی اصلاح ہوگی تو تمام جسم آپ
 ہی اور مست ہو جائے گا؟ ذکر قلبی زیادہ غیر خرابی سے پاک ہوتا ہے، نہ کرنی واقف ہوا ہے اور

نہ کوئی تعریف کرتا ہے، خدا جانے اور بندہ جانے، اور رہبرانِ طریقہ نقشبندیہ اپنے طلبہ کو
 کہہ مقصود کی طرف نہایت پوشیدہ طور پر لیجاتے ہیں، اسی واسطے مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند کہ بزد از رہ نہاں کسرم قافلہ را

حضرات نقشبندیہ عجب قافلہ کے سزا رہیں کہ پوشیدہ طور پر اپنے طلبہ کو حرم میں لیجاتے ہیں

از دل سالک رہ جاؤ بہ صحبتِ شاہ می برد و سوسو خلوت و فکر چلہ را

سالک کے دل سے انکی صحبت کی کشش خلوت کے خیال اور چلہ کی فکر کو مٹا دیتی ہے

اور ایک دوسری جگہ یہ فرماتے ہیں :-

تو نقش نقش بنداں را چہ دانی؟ تو شکل سپیکر جاں را چہ دانی؟

تو نقش نقشبند کو کیا جانے؟ تو جان کے جسم کی شکل کو کیا جانے

گیاہ سبز داند قدر باراں تو خشکی مست در باراں را چہ دانی؟

سبز گھاس بارش کی قدر جانتی ہے تو خشک ہے بارش کی قدر کیا جانے؟

ہنوز از کفر و ایمان خبر نیست حقانقہمائے ایماں را چہ دانی؟

ابھی تجھے کفر و ایمان کی ہی خبر نہیں ہے (پچھلا) تو کمالات ایمان کو کیا جانے؟

ذکر زبانی میں اکثر یا پیدا ہو جاتی ہے کہ لوگ اُسکو اچھا کہنے لگتے ہیں، اگر فضل خدا

نہو تو تمام کیا کر یا غارت ہو جاتا ہے، اور یا سے فعل کا پاک رہنا صدیقیوں کا کام ہے

علاوہ اس کے فضیلت ذکر خفی کی قرآن و حدیث سے ثابت ہے اذَعُوْا لِسَبْحِكُمْ تَضَرَّعًا

وَحُفِيَّةً (ترجمہ: اپنے رب کو آہستہ دلوں میں پکارو) ارشاد رب العباد ہے، اور حدیث

شریف میں وارد ہوا ہے کہ "ذکر خفی یعنی ذکر قلبی" زبانی ذکر سے شَرَحَّةً افضل ہے سبحت

بیماری کے وقت یا اخیرِ عمر ضعیفی میں طالبِ خیر میں ذکر کی نہیں لگا سکتا اور وقت مرنے کے

اکثر زبان بند ہو جاتی ہے اور اکثر مرنے کے وقت آدمی ناپاک رہتا ہے، ایسی حالتیں
 ذکر زبانی کیسے ہو سکتا ہے، اور بجا لے سونے کھانے پینے بات کرنے ان سب حالتوں میں
 ذکر زبانی کرنے سے مجبور ہے اور تعمیل حکم **وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَّ عَلٰی جُنُوبِكُمْ** اور **ثَابِتًا
 وَاعْبُدُوهُ حَتّٰی يَاثِبَكَ الْيَقِيْنُ** (ترجمہ اپنے رب کی عبادت کر یہاں تک کہ تجھے
 یقین یعنی موت آجائے) پر کیسے عامل ہو سکتا ہے؟ مگر باں ذکر قلبی ہر حالت میں جاری
 رہ سکتا ہے۔ حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ذکر قلبی سلامتی
 ایمان کا اچھا ذریعہ ہے اور نماز با اطمینان ہوتی ہے اور جو شخص ذکر لسانی (زبانی) کو ذکر خفی
 پر ترجیح دے وہ منکر قرآن و حدیث ہے، وقت جاگنی میں سخت پریشانی بیماری کی شدت
 دنیا کے چھوٹنے کا غم، عزیز و اقارب سے فراق، قبر کی اندھیری اور تنگی اور بے بسی اور تنہائی کا فکر
 ایسی حالت میں کوئی چیز یاد نہیں رہتی، مگر وہ یاد رہتی ہے جسکو وہ بہت دوست رکھتا ہے، ہر
 وقت اس کا خیال دلیں رہتا ہے،

راست فرموداں سپہدار بشر کہ ہر آں کہ کرد از دنیا گذر

بچ نہر یا سردار بشر نے کہ جو دنیا سے جاتا ہے،

نیستش درد و رنج و عین موت بلکہ بستش صد در بلخ از بہر فوت

اسکو صر تکلیف اور موت ہی کا افسوس نہیں بلکہ اسکو اپنے دنیا سے خالی ہونے کا افسوس بہت ہے۔

دل مثال کیمہ اور گراموفون کے ہوتا ہے جو کچھ دم آخر میں اس میں عکس پڑتا ہے، وہی بولتا اور

پیش کرتا ہے یعنی قبر و حشر میں بولیکا اور پیش کرے گا بموجب حدیث شریف **لَمَّا تَعْلَمُوْنَ**

تَمَوْتُوْنَ وَ كَمَا تَمُوْتُوْنَ تُبْعَثُوْنَ (ترجمہ: تم جس طرح زندگی گزارو گے اسی

طرح مرو گے اور جس حالت میں مرو گے، اسی حالت میں قبر سے حشر کے دن اٹھو گے، او

اللہ تعالیٰ بھی قرآن پاک میں فرمایا ہے اَلْيَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ اَلَا مَنْ اَتَى
 اللہ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ (ترجمہ: قیامت کے دن نہ مال کچھ فائدہ دے گا اور نہ اولاد، مگر جو شخص
 اللہ کے پاس قلب سلیم لایا ہو) اور دیگر طرق مبارکہ میں ذکر قلبی آخر میں بتلاتے ہیں اور طریق نقشبندیہ
 میں اول اور طرق مبارکہ میں اخذ فیض اور ذکر اکثر اسما و صفات الہی سے طالب کو مستفیض کر کے
 ذات باری تعالیٰ کی طرف مخاطب کرتے ہیں۔ لیکن طریق نقشبندیہ میں اکثر ذکر اسم ذات اور سمیت
 طالب کی ذات بحت کی طرف مخاطب کرتے ہیں، اسی واسطے امام طریقہ حضرت خواجہ نقشبند
 رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اول ما آخر ہر منتہی آخر ما جیب تمنا تھی !

ہماری ابتدا اوروں کی انتہا ہے اور ہماری انتہا دامن آرزو خالی کر دیتا ہے

اور اس طریقہ نقشبندیہ میں پیروی سنت زیادہ ہے اور ترقی کا انحصار زیادہ ترا اتباع سنت

پر رکھا ہے، بموجب شہاد باری تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعون بی یحبکم اللہ
 (ترجمہ: اے رسول کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ میری پیروی
 سے تم کو اپنا دوست کر لے گا) جو طریق سنت کی پیروی نہ کرے گا ترقی سے محروم رہے گا۔ لہذا
 حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

”در طریقہ محرمی نیت ہرگز از طریقہ مارو گردانہ خطرہ دین دار چو اگر این یقہ بعینہ طریقہ صحیح پکارت“

”اس طریقہ میں محرمی نیت نہیں ہو جو کوئی ہمارے طریقہ سے منہ پھیرے جان لے سکے دین میں خطرہ ہو کیونکہ یہ طریقہ بالکل صحیح ہے“

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”اگر کسی طالب کو ہمارے یہاں سے
 علم باطن سے حصہ ملے تو وہ بدل نہ ہو، کیونکہ مقصد بخشش ہو، اور بخشش کا حصہ اتباع سنت
 پر ہے، اور اتباع سنت ہمارے یہاں لازمی ہے اور یہی حضرت جگہ اپنے خلفاء کو تحریر

فرماتے ہیں کہ جو طالب حق جس طریقہ مبارک میں بہت ہونا چاہے بعد ایصال ثواب فاتحہ انہی
 بزرگوں کے توسل سے تم اپنے اور طالب کی واسطے فتوحات جناب باری عزاسمہ سے چاہو اور اسی
 سلسلہ میں بہت کرو، مگر ذکر طریقہ نقشبندیہ تعلیم کرو، کیونکہ یہ آسان ہے اور اس سے طالب خدا
 تک جلد پہنچتا ہے، تنبیہ: بیان مذکور الصدر سے کوئی صاحب یہ نہ سمجھ لیں کہ ذکر
 جہر کی نفی کی ہے۔ یہ بات ہرگز نہیں بلکہ افضلیت اور اولیت ذکر خفی کی بیان کی ہے
 مقابلہ ذکر زبانی کے۔ جیسے مذہب خفیہ میں اثنائے نماز میں آمین بالخفی افضل ہے آمین باجہر
 سے یا جیسے ولایت صحابہ کی افضل ہے ولایت اولیاء سے اگلاھی: کوئی صاحب یہ بھی خیال
 نہ فرمائیں کہ امام الطریقہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو اور مجتہدین سلسلہ پر ترجیح دی ہے یہ
 بھی ہرگز نہیں ہے۔ سب نام طریقہ ابررحمت میں انکی بڑائی اور کمی کا علم خدا کو ہے، ہمارے معیار
 علم سے ان کا قرب ان کا مرتبہ بہت دور اور بالاتر ہے۔ ہمارے سب پیشوا میں اور ہر گلی را
 رنگت بوسے دیگرست کا مضمون ہے، چونکہ قرآن و حدیث سے ان بزرگوں میں سے کسی کی
 زیادتی مرتبہ اور قرب وغیرہ کا کوئی پتہ نہیں چلتا، لہذا سپرد بعین حق اور سکوت کرنا انصاف اور
 عین ادب ہے، اور سوائے اسکے افراط و تفریط ہے جس جس مجتہد کو جو جو طریقہ خدا کی طرف سے
 عنایت ہوا، اُس پر خلق کو چلایا جب لَا يَكْفُرُ اللَّهُ نَفْسًا اَلَا وُسْعَهَا (ترجمہ: اللہ تعالیٰ
 کسی کو اُس کی بساط سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا ہے) کا وقت آیا، تو طریقہ زیادہ آسان
 اور جلد پہنچنے والا اللہ کی طرف سے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو عنایت فرمایا۔ طریقہ
 نقشبندیہ کی اصل اصول چار چیزیں ہیں۔ دوام حضور۔ بے خطرگی، جذبات۔ واردات

اصطلاح: دوام حضور ہر وقت، دل کا خیال خدا کی طرف رہنا بخطرگی۔ کوئی خطرہ دلیں بجز یاد حق نہ آئے۔ جذبات دل کی کوشش
 خدا کی طرف ہونا۔ واردات: خدا کی طرف سے فیضان اور انوار کا ازل ہونا (یادداشت) امام الطریقہ خواجہ خواجگان خواجہ
 بہا، الدین محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان سب کی حقیقت اور حاصل صرف قوت قلبی ہے اور اسی کے نتیجے میں عارف حق ہوجاتا ہے

فصل دومی طریفہ نقشبندیہ مجددیہ کے بیان میں

طریقہ نقشبندیہ میں بہت بڑے رکن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ میں لفظ نقشبندیہ کے ساتھ مجددیہ کا لفظ آپ ہی کی ذات شریف کی وجہ سے بولا جاتا ہے، ان حضرات کے حالات عجیب و غریب ہیں، مقامات عالیہ قرب حق کے جو آپ نے فرمائے ہیں، ان کی تمہید اور ادراک میں بڑے بڑے عرفا حیران ہیں، آپ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ انشاء اللہ آئندہ اسی کتاب میں مختصراً لکھوں گا، اس جگہ لفظ مجددیہ کی وجہ اور ضروری باتیں جو آپ کی معرفت سے طلبہ واقف ہوئے ہیں لکھتا ہوں، آپ نے علم سلوک میں خوب تشریح کی ہے اور راہِ طریقت کو مثل آئینہ کر کے دکھایا ہے، اور ہر وان حق کو اپنی مشعل علم اور معرفت سے صاف اور سیدھا راستہ بتایا ہے اور اغلاط اور شبہات راستوں سے بچایا ہے، آپ کے زمانہ سے پیشتر جو اولیاء اللہ گذرے ہیں، ان سے وہ کلمات اور مقامات ثابت نہیں، جو آپ نے جدید فرمائے ہیں، اسی واسطے آپ کو مجدد کہتے ہیں، صوفیہ سابقین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے صرف لطائف قلبیہ و روح کی خبر دی، اور بعض نے لطیفہ سری بھی، لیکن آپ نے قلب و روح سیخنی اخفی، یہ پانچ لطیفہ سینہ انسان میں قرار دیے ہیں اور جگہ اور رنگ انوار ان کے مقرر کیے ہیں، اس کی تشریح کے واسطے ایک مکتوب خواجہ عبداللہ کا کافی ہے، جو حضرت مجددیہ کے پوتے ہیں، اور یہ مکتوب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں درج فرمایا ہے، وہ مکتوب یہ ہے،

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ، بِمَشِيرَةِ عَزِيزِهِ خَدَّاءِ بَرَسْتِ نِي لَطِيفَةِ النَّاسِي بُوَ حَجَّي سَعِي

سو معلوم کریں: پانچ لطیفے انسانی کہ قلب، روح، سرخشی، اخشی، ہیں، یہ عالم امر سے ہیں، ان کا مکان فوق العرش ہے، جسے لامکان کہتے ہیں، اور عالم ارواح بھی اُسے کہتے ہیں، حق جل و علا نے کمال قدرت سے اپنے ان لطائف کو بدن انسان سے عشق اور تعلق دے کر وہاں سے نیچے اتار کر ہر ایک کو ایک خاص جگہ میں انسان کے بدن میں جو اُس کے مناسب تھا، جا دیا ہے، قلب کو سینہ کے بائیں طرف پستان میں جا دی ہے، روح کو جو قلب سے زیادہ لطیف ہے اس کے مقابل دائیں جانب، اخشی کہ لطیف اور احسن لطائف ہے، درمیان حقیقی سینہ کے، سر کو درمیان قلب اور اخشی کے خفی کو درمیان روح اور اخشی کے، اور ولایت اس میں سے ہر ایک لطیفہ کی زیر قدم ایک اولوالعزم پیغمبر کے ہے، چنانچہ قلب کی ولایت حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام کے زیر قدم ہے اور روح کی ولایت حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام کے زیر قدم ہے، اور سر کی ولایت حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کے زیر قدم ہے اور خفی کی ولایت حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کے زیر قدم ہے اور اخشی کی ولایت حضرت خاتم الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے زیر قدم ہے، جاننا چاہیے کہ اولیاء کے قدموں کا تفاوت انہی لطیفوں کی راہ سے ہے، تو جو زیر قدم حضرت آدم علیہ السلام کے ہے اُس کی ولایت قلب ہے، تو وہ صاحب استعداد ولایت کے ایک درجہ کا ہے، پانچ درجوں میں سے۔ اور جو حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام کے زیر قدم ہے، اُس کی ولایت ولایت روحی ہو اور اس کو دو درجوں کی ولایت کی استعداد ہے، پانچ درجوں میں سے، اور جو زیر قدم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہے، اُس کی ولایت ولایت سر ہے، اور وہ ولایت کے تین درجوں کی استعداد رکھتا ہے، درجات خمسہ سے، اور جو زیر قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہے اُس کی ولایت ولایت خفی ہے، اور وہ چار درجے ولایت کی استعداد رکھتا ہے، ان درجوں میں سے 'اول'

جو حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ قدم ہو۔ اسکی ولایت ولایتِ اخفیٰ ہے۔ عظیم
 و اعلیٰ اور احسن ہے، سب درجوں کی اور اس ولایت کے صاحب کو قابلیت پانچوں درجوں
 کی ولایت کی ہے، اور جاننا چاہیے کہ انبیاء علیہم السلام کے قدموں کا تفاوت ان کے آپس
 میں اس راہ سے نہیں ہے، بلکہ نبوت کی راہ سے ہے، پس جو ان بزرگواریوں میں سے اس
 راہ میں پیش قدم ہوگا، وہی دوسروں سے افضل ہوگا، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام سے مقام نبوت میں پیش قدم ہیں، اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے
 افضل ہیں، اگرچہ مقام ولایت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے غالب
 ہیں جیسا کہ اوپر لکھا گیا، دوسرے یہ امر جاننا چاہیے کہ اگر مرشد و مربی طالب کا صادق المرشد
 ہوگا تو اس سے ہو سکتا ہے کہ جس اتہ اپنے منازل قطع کی ہیں، اسی راہ طالب کو بھی چلائے
 اور ولایتِ محمدی کے کمالات کو پہنچائے، اور وہ مرید اگرچہ خود اپنی استعداد کمتر رکھتا ہو یا
 سخن بہت طول عرض رکھتا ہے کہ حد سے زیادہ ہے، معذور رکھیں، اور پھر کسی وقت پر موقوف
 فرمائیں، اور انوار و لطائف کے رنگ پوچھے تھے، سو معلوم کریں کہ ہر شخص نے اپنے کشف اور
 نظر کے موافق کچھ کہا اور لکھا ہے، اور اس کے اوپر بنائے تعبیر و قانع اور تفسیر معاملات
 کی رکھی ہے، مگر میں نے اب جو حضرت عالیہ درجت سے سمجھا ہے، لکھتا ہوں۔ جاننا چاہیے
 کہ قلب کا نور نرود ہے اور روح کا نور سرخ ہے اور سر کا نور سفید ہے اور خفی کا نور سیاہ
 ہے اور اخفی کا نور نبر ہے، اور حقیقت و ماہیت نفس کی جو دریافت کی تھی، آپ کو معلوم
 ہو کہ نفس خبیثہ ہے، عالم خلق سے اور اس کا محل دماغ ہے، بالذات شرارت و خبیثت کے
 متصف ہے اور اپنے تئیں لطائف کی طرح لطیفہ نقیہ ظاہر کیا ہے اور ریاست و دانائی کا
 دعویٰ کر کے تمام اجزاء و لطائف پر تصرفات فاسد کر کے شیطان علیہ اللعن کے بکائیے

تمام لطائف و اجزاء کو اپنے لطائف ذمیرہ سے متصف کر دیا ہے اور درگاہ پاک خداوندی کی طرف متوجہ ہونے سے محروم رکھ کر نقصانِ ابدی کو پہنچایا ہے، غنایتِ ازلی نے جس کی دستگیری اور بہنائی کی، اُس نے اُسکی شرارت و خباثت پر اطلاع پائی اور اُس کے فریبوں اور مفسدوں سے منہ پھیر کر متوجہ اُس درگاہ پاک کا ہوا اور سعادتِ ابدی کو پہنچا اور جب نفس پاک و مطہر ہو جاتا ہے اور اپنے سب وصفِ رذائل بالکل چھوڑ دیتا ہے، البتہ اللہ سبحانہ کے کرم سے بڑے مرتبہ سے ولایت کے اور قرب اور شہادہ اور مقامِ رضا سے مشرف ہوتا ہے اور سب لطائفِ انسانی سے بالادست ہو جاتا ہے، اور اسکی سیر سب سے بلند ہوتی ہے۔ اس کو حصولِ کمال کے بعد تختِ صدر پر بٹھاتے ہیں اور ریاست و کیاست سب لطائف کی اسکو ملتی ہے، عجب بھید ہے کہ جو خبیث سب سے زیادہ ہے، بعد پاک اور منور ہونے کے اشرف سب سے ہو جاتا ہے اُولَئِكَ يَبْدِلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ فرمایا ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیار کُمُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَار كُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَقَهُوْا وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَتَّبَعَ الْهُدٰى لہ

اطلاع: پانچ لطائفِ عالمِ امر کے ہیں۔ قلب، روح، سر، خفی، اخفی۔
عالمِ امر اُس کو کہتے ہیں کہ لفظ کُن کے فرماتے ہی اپنی جگہ پر قائم ہو گئے۔ اور پانچ ہی لطیفے آپ نے عالمِ خلق کے فرمائے ہیں، آب، خاک، ہوا، آتش، ان سب کا لب لباب لطیفہ نفس ہے، لطیفہ نفس کا مقام پیشانی قرار دی ہے اور نور اُس کا سفید قدرے نیلگوں فرمایا ہے اور لطائفِ عالمِ خلق اس کو کہتے ہیں جو تدریج پیدا ہوئے ہیں چنانچہ طلبہ حق نے جیسا

لہ اطلاع: پانچ لطائفِ عالمِ امر کے ہیں۔ قلب، روح، سر، خفی، اخفی۔

لہ اطلاع: لطائفِ عالمِ امر کے مقامِ سینہ میں بتانا یہ کام حکمائے الہی کے ہیں حکمائے یونان

حضرت شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ویسا ہی دیکھا ہے اور سلوک میں پیش آیا ہے۔ سرسرفوق
 نہ پایا۔ علاوہ اس کے مقامات ولایت میں اکثر صوفیہ سے مقام نہایت جسکو اصطلاح صوفیہ
 میں وحدت الوجود کہتے ہیں ثابت ہوا ہے۔ حضرت امام ربانی نے اس مقام کے حال کی
 تصدیق فرما کر علاوہ اس کے بہت سے مقامات ترقی کے فرمائے ہیں، کہ جو صوفیہ سابقین کے
 کہیں ثابت نہیں۔ یہ خاص معرفت حضرت کی ہے، اور آپ فرماتے ہیں کہ ایک مقام
 سے دوسرے مقام میں اس قدر فرق ہے، جیسے دریا اور قطرہ میں، قطرہ اور دریا کا مضمون
 یوں سمجھ میں آجائیگا کہ صحابہؓ کے آدھ سیر جو بہتر میں ہر ایک اُمتی کے خواہ ولی ہو غامی پہاڑ
 کے برابر چاندی سونا راہِ خدا میں خرچ کرنے سے، اسی طرح تمام ولیوں کی ولایت کی قوت
 ایک صحابی کی ولایت کے برابر نہیں ہو سکتی۔ اور جس طرح تمام اُمت کے ایمان سے ایک
 حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ایمان بھاری ہے، یہی ثبوت فَضَّلْنَا لِعِبَادِكُمْ عَلَى لَعْنَةِ
 ارشاد رب العباد ہے، اور لفضل خدا ہزاروں علماء و صلحاء اور لاکھوں طلبہ نے ان ما
 کو طے کیا ہے، اور سرسرفوق ارشاد حضرت شیخ رضی اللہ عنہ میں: پایا۔ چنانچہ حضرت مرزا
 مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اب طریق حضرت شیخ رضی اللہ عنہ میں کچھ
 شبہ نہیں با۔ کیونکہ ہزاروں صلحاء ان مقامات پر پہنچے اور تصدیق کی۔

(صفحہ ماقبل) اطلاع افلاطون جالینوس ارسطو وغیرہ کی حکمت میں اور نیز عقلاء و حکماء سانس (بورپ) زمانہ حال
 کی تحقیقات اور کتابوں میں کہیں اس کا پتہ نہیں، نہ اس میں دوہین کام دیتی ہے اور نہ کوئی آلہ اور نہ علم سمیرم جب
 کے سینہ کے حالات اور معاملات سے پوری آگاہی حکماء غیر مذہب نہیں ہوتی جو خود انہیں موجود ہی تو پھر آسمانوں کے حالات
 سے کیا واقف ہو سکتے ہیں اور کونسا ان کا بیان لائق ماننے کے ہو سکتا ہے۔ اسی واسطے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

چند چند حکمت یونانیاں حکمت ایمانیاں راہم بخوال
 کما شک یونانی حکمت پڑھو گے ایمان والوں کی حکمت کا بھی مطالعہ کرو

فصل تیسری کلمات نقشبندیہ کے بیان میں

حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے اپنے طریقہ کی بنا گیا رہ کلمات پر رکھی ہو کر وہ اصطلاحی ہیں اور اشغال و اعمال کی طرف اشارہ ہے وہ یہ ہیں (۱) ہوش دروم (۲) نظرب قدم (۳) سفر در وطن (۴) خلوت در انجمن (۵) یاد کرو (۶) بازگشت (۷) نگہداشت (۸) یادداشت۔ یہ آٹھ کلمات خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے اور ان کے بعد تین اصطلاحیں خواجہ بہاء الدین محمد نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہما سے مروی ہیں۔ (۱) وقوف زمانی (۲) وقوف قلبی (۳) وقوف مددی۔ اب میں ان کلمات کی اپنی حیثیت کے موافق شرح کرتا ہوں اللہ تعالیٰ مجھ کو اور سب مسلمانوں کو ان پر عمل کی توفیق عنایت فرمائے، کیونکہ مقصود علم سے عمل ہے۔

(۱) ہوش دروم سے مراد ہے کہ ہمیشہ ہوشیار رہے اور تلاش میں رہے کہ کوئی سنا غفلت یا مصیبت نہ ہو تو گھبرا، اگر معلوم ہو جائے تو استغفار کرے اور مبتدی کے واسطے بہت سزا دہنی ہے کہ کوئی سانس اس کا غفلت میں نہ گزرے یہاں تک سنبھال رکھے کہ حضورِ دالمی کو پہنچ جائے اور وقوف زمانی بھی یہی معنی رکھتا ہے، اتنا فرق ہے کہ ہوش دروم مبتدی کے واسطے ہر وقت ہر لحظہ ہر لمحہ کی سنبھال ہے اور وقوف زمانی متوسط کے واسطے مناسب ہے کہ کچھ کچھ دیر بعد سنبھال کرے اور وقوف زمانی کو صوفیہ محاسبہ بھی کہتے ہیں اور حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ "ہوشیار وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو ڈرایا، اور ما بعد موت کے واسطے عمل کیا" اور امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں فرمایا کہ اپنی حالتوں کا محاسبہ کرو، قبل اس کے کہ تم سے حساب لیا جائے اور ان کا وزن کرو قبل اسکے

کہ وزن کئے جائیں اور مستعد ہو جاؤ عرضِ اکبر کے واسطے یعنی خدا کا سامنا جو قیامت میں ہوگا
 اس دن تم سامنے کئے جاؤ گے، تمہاری کوئی چیز نہ چھپ سکے گی“ اور اللہ تعالیٰ نے کلام پاک
 میں فرمایا ہے وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلَمُوا لِمَنْ قَبْلُ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ
 (ترجمہ: اے بندو! اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو۔ اور اس کے لئے اسلام لاؤ۔
 اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے) اور نیز قول اللہ تعالیٰ كَالْيَوْمِ نَخْتِمُ عَلَىٰ
 أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَنَشْهَدُ بِأَسْرِهِمْ لِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ
 (ترجمہ: قیامت کے دن ہم ان کے مونہوں پر مہر کریں گے، اور ان کے ہاتھ ہم سے
 بات کریں گے اور گواہی دیں گے ان کے ہاتھوں اس بات کی جو کچھ کہ وہ کیا کرتے تھے) اسی
 مطلب میں مولانا رومی فرماتے ہیں:

روز محشر ہر نہاں پیدا شود خود بخود ہر مجرم رسوا شود

قیامت کے دن ہر چھپی ہوئی بات ظاہر ہو جائے گی اور خود بخود ہر ظالم اپنی خطاؤں کے اظہار کر دے گا

(۲) نظر بر قدم، یعنی اپنی نگاہ پیروں کی طرف رکھنا۔ یہ ایک کلمہ ہے، لیکن بہت سی

خوبیوں سے پُر ہے، سب سے افضل بات یہ ہے کہ بچی نظر رکھنا سنت ہے، سالک کو چاہیئے
 کہ اپنی نظر پانوں کی طرف رکھے، تاکہ نامحرم عورتوں پر نظر نہ پڑے، حدیث شریفین میں وارد
 ہوا ہے کہ عورت نامحرم پر نظر پڑنا ایک تیر ہے زہر آلودہ کہ بغیر بلاکت کے چارہ نہیں نکلتا

سے مراد نقصان ایمان اور رسوائی اور تباہی دارین ہے، دوسرے یہ فائدہ ہے کہ مکران کان

وغیرہ وغیرہ کے رنگ برنگ اشیا پر نظر پڑنے سے خیال منتشر ہوتا ہے، اور کیوں جو

خدا کی طرف طالب کی ہوتی ہے اس میں فرق آتا ہے، تیسرے اس سے مراد یہ ہے کہ

برائی اور نیکی کے قدم کو دیکھے کہ کونسا قدم غالب ہو، اگر برائی میں قدم آگے دیکھے تو اسکو

بیچھے ہٹائے، اور نیکی کے قدم کو آگے بڑھائے، چوتھی مراد یہ ہے کہ اپنے قرب کو دیکھے کہ تیری ترقی کا قدم کس جگہ ہے، پانچویں مراد یہ ہے کہ اپنی ولایت کو دیکھے کہ کس نبیؐ کے قدم کے نیچے ہے کہ جس کی تشریح فصل طریقہ مجددیہ میں درج ہے۔

وقتِ رفتن بزمِ قدم باید نظر بہت سنت حضرت خیر البشر
چلتے وقت پاؤں پر نظر ہونی چاہیے کیونکہ یہ نبی کریم صلعم کی سنت ہے
اندیس حکمت بس ست و بیشمار دیدہ خواہد طالبِ حق آشکار
اس میں بہت سی حکمتیں ہیں کہ جس کو طالبِ خدا صفت دیکھگا!
اتباع حضرت محمد مصطفیٰ میرساند نزد حق حسبل و علا
نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی اللہ تعالیٰ تک پہنچاتی ہے!

(۳) سفر و وطن، اس سے مراد یہ ہے کہ آدمی صفاتِ بشریہ کو چھوڑ کر صفاتِ ملکیت کو حاصل کرے، یعنی طلبِ جاہ و مال، عجب، حسد، بغض، کینہ، تجسس سے دل کو پاک کرے جب تک یہ خصائلِ رذائلِ دل میں بھری ہوئی تھیں تو نورِ خدا کا گذر کیونکر ہو سکتا ہے، اسی واسطے حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

صد تمنا در دلا داری فضول کے کند نورِ خدا در دل نزول
سینکڑوں آرزوئیں لغو تو دل میں کھتا کر (توپر) کب خدا کا نور تیرے دل میں نازل ہوگا
اور مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

ہم خدا خواہی و ہم دنیا کے دول ایر خیال ست و محال ست جنوں
تو خدا کو بھی چاہتا ہے اور ذلیل دنیا کو بھی یہ حض خیال اور جنوں اور محال بات ہے
جس چیز کی مجتہد سوائے خدا کے ہے، یہی اس کا بت ہے، جب تک تجنازہ کو توڑ کر

خانہ خدائے بناے گا، عند اللہ بت پرست کہلانیکا، اسی معنی میں حضرت ابو علی شاہ
قلندہ فرماتے ہیں،

بت پرستی می کنی ہم بت گری شد دولت رشک بتان آذری
توبت پرستی کرتا ہے اور بت بنا بھی ہے (بتک) کہ تیرا دل آذر کے بتوں کیلئے باعث رشک ہے
اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سفر در وطن سے مراد یہ ہے
کہ سیر آفاقی کو چھوڑ کر سیر انفسی کی طرف سفر کر۔

حضرت غلام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کی شرح میں فرماتے
ہیں کہ ارشاد نبوی صلعم ہے کہ جس گھر میں تصویر ہوتی ہے اُس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں
آتے، لہذا جس دل میں خیال غیر خدا ہے وہ دل بھی مستحق نزول رحمت نہیں ہوتا، امیر المؤمنین
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے اللہ کی محبت کا خالص مزاج چکھا تو
اُس نے اسکو طلب دنیا سے باز رکھا، اور سب لوگوں سے وحشی کر دیا۔

کینہ و بغض و حسد حقد و ریا ! خود سری خود بینی و مکر و دغا

کینہ، بغض، حسد، حقد اور ریا خود سری خود بینی اور مکر و دغا

ایں خصائل ناقصہ را دور کن (لہذا) قلب خود از یاد حق معمور کن

یہ بری عادتیں چھوڑ دے اور اپنے دل کو یاد خدا سے آباد کر

تا شود قلب سیہ نور و ضیا تا شود خانہ دولت خانہ خدا

تا کہ تیرا سیاہ دل منور و روشن ہو جائے اور تیرا دل خانہ خدا بن جائے

(۴۱) خلوت در انجمن کا مطلب یہ ہے کہ دل سے خدا کے ساتھ مشغول ہے

اپنے تمام حالات میں، یعنی کھانے، پینے، بات کرنے، پڑھنے، پڑھانے، چلنے پھرنے

بیٹھنے اور سونے وغیرہ میں، چاہے حالت اُسکی پاکی کی ہو یا ناپاکی کی، یہاں تک مشغول
 رہے کہ توجہ اللہ کی طرف راسخہ یعنی خوب پختہ ہو جائے، اسی واسطے حضرت خواجہ نقشبند
 رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اور اشارہ ہے، حق تعالیٰ کے اس ارشاد کا دِجَالٌ لَا تَمْلِكُ لَهُمْ
 يَحْيَاهُمْ وَلَا يَمُوتُهُمْ عَدُوٌّ ذَكَرَ اللَّهُ (ترجمہ: میرے بندے وہ لوگ ہیں کہ
 جن کو سوداگری اور لین دین میرے ذکر سے غافل نہیں کرتا) اور دل بیار
 درست بکار اسی آیت شریفہ کا ترجمہ ہے، اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
 ارشاد فرماتے ہیں کہ سفر در وطن میں خلوت در انجمن کا مطلب حاصل ہو جاتا ہے، خلوت در
 انجمن سے یہ مراد ہے کہ آدمیوں میں اس کا جسم موجود ہے، اور دلیں سوائے خدا کے کسی کا
 خیال نہ ہو اور یہ بات ساتھ بے تکلفی کے ہو، تو پھر لباس فقر ار نشان مند ہونا اور ہمیشہ
 متعلق بہ ذکر خدا رہنا اس طرح پر کہ لوگوں پر مخفی نہ رہے، اس میں اکثر دکھانے اور شانے
 کا گمان ہوتا ہے، تو بہتر یہ ہے کہ وضع اور لباس ایسا ہونا چاہیے کہ جیسے خواجہ میر درد
 رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ نہ میں لباس عالموں کا سا پہنتا ہوں کہ لوگ ٹھکرو عالم
 کہیں اور نہ درویشوں کا سا پہنتا ہوں کہ لوگ عجز کو درویش کہیں، اور نہ لباس ملاست
 کا پہنتا ہوں جس سے عاقبت میں مواخذہ ہو، بلکہ عام لوگوں کا سا لباس پہنتا ہوں کہ جس
 میں ان تمام باتوں سے بچا ہوں، جس طرح خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، صحابہ کبار
 رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا بظنی ہی طریقہ تھا کہ مثل عام لوگوں کے رہتے تھے، اور کوئی
 شان درویشی وغیرہ کی ظاہر نہ کرتے تھے، اور یہی طریق حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ
 علیہم اجمعین کا ہے، اور یہی مضمون حدیث قدسی کا ہے، جس کو مولانا روم
 رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

ماہروں را نہ نگریم وقال را
 مادروں را بنکریم و حال را
 ہم کسی کی ظاہری حالت نہیں دیکھتے (بلکہ) ہم باطنی حالت کو دیکھتے ہیں
 یعنی میں تمہاری صورتوں اور لباس و اعمال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو
 دیکھتا ہوں، اسی واسطے حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، جس چیز کو خدا دیکھتا ہے
 اسکی تکمیل میں زیادہ کوشش کرتے ہیں اور حق یہ ہے کہ جب نے کی نظر کپڑوں اور صورتوں
 پر نہیں ہے تو پھر شکل فقیروں کی بنانے کی کیا ضرورت ہے؟ زمانہ سابقہ میں درویش بوجہ
 ناداری ایک تہ بند ایک چادر اور ایک دوپٹہ ہونے کے سبب بعض مٹیا اور سیاہ
 کپڑے رنگ لیا کرتے تھے، تاکہ جلد میلے نہ ہوں اور دھلائی کا صرفہ نہ ہو اور اس کے
 دھونے میں وقت ضائع نہ جائے، کیونکہ وہ اپنے ہر وقت کو آخری وقت اور ہر سانس کو
 آخری سانس جانتے تھے، اب لوگ ان کے سیاہ کپڑوں کی نقل تو کرتے ہیں لیکن انکی
 یاد خدا اور ترک دنیا کی نقل نہیں کرتے، بلکہ اس کے خلاف صورت فقیروں کی اور گھر
 امیروں کی طرح رکھتے ہیں، اسی طرح ان کے ظاہر سے باطن کا معاملہ برعکس ہے۔ بقول
 حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ،

بچو ایس خاں باطل و علم	کہ الیغ خانیم در فسترد عدم
ان ڈھول ڈھکے والے ناکارہ لوگوں کی طرح	کہ جو فقر و فنا میں اپنے آپ کو الیغ خان کہتے ہیں
لاف شیخی در جہاں انداختہ	خویشیتن را با زید سے ساختہ
اپنی بزرگی کی بڑائیاں دنیا کے سامنے کرتے ہیں	اور اپنے کو با زید لبطامی بنا رکھا ہے
ہم ز خود واصل شدہ سالک شدہ	محفے واکرہہ در دعوت کدہ
اپنے وجود خود ہی واصل ہیں اور خود ہی سالک	دعوتیں اور جلسے ہو رہے ہیں

چند دزدی حسن مردانِ خدا تا فروشی و ستانیِ حربا

اے ظاہر پرست ظاہر انسان کتبکِ انِ خدا کی نقل کرتا ہے گا تا کہ دنیا میں غلط سوداگر

ایں نہ مروا نہ دوا اینہا صورت اند مرد و مانند کشتہ شہوت اند

یہ حقیقتاً مرد نہیں ہیں بلکہ صورت ہے ہی مردیا اور یہ خواہش کے بندے اور مردے ہیں

سعدی علیہ الرحمۃ نے خوب فرمایا ہے،

دلقت بچہ کار آید و تسبیح و مرقع ! خود راز علمائے نکو ہیدہ بری دار

تیری گڈری اور تسبیح و مرقع کس کام آئیگا؟ اپنے آپ کو بڑے کاموں کے بچائے رکھ

حاجت بگاہ بر کی داشتنت نیست در دیش صفت باش کلاہ تتری دار

تجھے فقیر ذکی سی ٹوپی اور غنے کی ضرورت نہیں (بلکہ) صفت فقیر ذکی سی کھ پھر چاہے عمدہ ٹوپی ہیں

ہاں اگر کوئی درویشی جتانے اور دنیا کمانے کے واسطے ایسا کرتا ہے تو اس حدیث

شریف کا مصداق بنتا ہے **الدُّنْيَا سُرُورٌ لَا يُحْصِلُهَا إِلَّا خُرُورٌ** (ترجمہ) دنیا

مکڑ ہے اور مکڑی سے حاصل ہوتی ہے) حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

نقر خود را پیش کس پیدا کن محنتِ امروز را منہ دامن

اپنے فقر کو کسی پر ظاہر مت کر آج کا کام کل پر مت ڈال

حضرت سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں،

اے درونت برہنہ از تقویٰ وز بروں جامہ ریا داری

اشخص تیرا بدن پر بنیز گاری سے ننگا (خالی ہی) اور تیرا ظاہر لباسِ ایلے آراتہ ہے

پردہ ہفت رنگ را بگذار تو کہ در خانہ بویا داری

اس پچرنگے پردہ کو چھوڑ دے (اسلئے) کہ تیرے گھر میں چٹائی ہے یعنی تیرا ظاہر اچھا اور باطن خراب ہے اسلئے

اصحاح کی عنوان ترجمہ ہو

ہر شخص اپنی دولت کا پتہ کسی کو نہیں دیتا، ہر شخص اپنے محبوب کی محبت کا اظہار کسی عمل سے اغیار کو نہیں ہونے دیتا، تو پھر محبت الہی کا اظہار اپنے لباس سے کرنا یہ ہرگز عقل میں نہیں آسکتا اسی واسطے خواجہ عمر نیران علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ازدروں شو آشنا و زبروں بیکانہ و ش
ازد یعنی دل میں خدا کی یاد رکھ اور ظاہر میں بیکانہ بنا رہ
ایں چنیں زیبا روش کم بود اندر جہاں
یہ عمدہ روش دنیا میں بہت کم ہے۔
ایک اور بزرگ فرماتے ہیں :-

از بروں در میان بازارم
ظاہر جسم تو میرا بازار میں ہے
وزدروں خلوتے ست بیارم
اور میرا باطن یعنی دل خدا کیساتھ ہے

سوال: بعض اولیاء اللہ نے لباس سے اظہار ولایت نہیں کیا ہے تو ان کے کلمات

سے اظہار ولایت ہوا ہے، اور اظہار لباس سے ہو یا کلام سے دونوں کی ایک صورت ہے۔

جواب: بعض اولیاء اللہ کو ظلی طور پر کمالات نبوت میں سے حصہ دیا جاتا ہے اور

بعض کو صرف ولایت میں سے حصہ دیا جاتا ہے۔ فیضانِ نبوت قابل اظہار ہوتا ہے، اور

اور فیضانِ ولایت قابل استتار، لہذا جن اولیاء اللہ کو کمالاتِ نبوت میں سے حصہ دیا گیا ہے،

انہوں نے بموجب ارشاد **وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ** اظہار ولایت کیا ہے، اور

اس اظہار کی دو منشا ہیں، ایک شکر یہ نعماء اللہی کا، دوسرے خلق ناقص کو خدا کی طرف بلائیکا

اور جن اولیاء کو صرف ولایت میں سے حصہ دیا گیا ہے، اور ان سے اظہار کرامات یا اظہار

حالاتِ بطنی ہوئے ہیں، وہ صرف خدا نے اس واسطے ظاہر کرانے ہیں کہ کفار و مجاہد راہ ہدایت

پر آئیں، اور طالبِ خدا کی طرف بڑھیں، اور ان بزرگوں کا کلام طلبہ حق کے واسطے

راہِ طریقت کا قانون بنے، اور شیطان کے دھوکے سے بچیں، ورنہ اولیاء اللہ نے اپنے

اظہار فقر وغیر کے واسطے کوئی بات نہیں کی، جو کچھ الہام ہوا کہہ دیا، جیسے فرماتے ہیں مولانا
رومی رحمۃ اللہ علیہ:

دو وہاں داریم گویا، ہچو نے یکٹ باں پنہاں است در لبہائے

! نرسی کی طرح دو کتابوں (جس میں) ایک سنیہ خدا کے ہونٹوں میں ہے یعنی جو کچھ الہام خدا تعالیٰ فرماتا ہے میں ہی کہتا ہوں
مولف عرض کرتا ہے:

عبد خالق پیشواے عارفان ایں جنیں سرمود بہر طالبان

حضرت عبدالحق غجدانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح فرمایا ہے، طالبانِ حق کیلئے

این نصیحت لشنوید از گوشِ دل کرنے آید دریں جا گوشِ رگل

(چنانچہ) اس نصیحت کو دل لگا کر سنو یہاں سٹی کے کان کام نہیں آئیگی

بندگاں باید کہ در وقتِ سخن قلبِ باحق قالبِ درانجمن

بندوں کو چاہیے کہ بات چیت کرتے وقت (چال کھو) دل خدا کے ساتھ ہو، اور جسم محفل میں

۵۔ یاد کرو: یاد کر دے مراد یہ ہے کہ ہمیشہ اللہ کا ذکر کرے۔ ذکر اسم ذات کا

یا نفی اثبات کا، یعنی کلہ شریف کا کہ جو مرشد سے پہنچا ہو، اور ذکر اس قدر کرے کہ حق تعالیٰ کی

حضوری حاصل ہو جائے، حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مقصود ذکر سے یہ ہے کہ

دل ہمیشہ حضرت حق کے ساتھ حاضر رہے، بوصفِ محبت اور تعظیم کے اس واسطے کہ ذکر یعنی

یاد دفع غفلت کا نام ہے حضرت علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

باشش دائم اسے پس در یادِ حق گر خبر داری ز عدل و دادِ حق

اے عزیز! ہمیشہ یادِ حق میں رہا کر اگر تجھے خدا کے انعامات کی خبر ہے

۶۔ بازگشت: بازگشت یعنی رجوع کرنا پھرنا۔ اس سے مراد ہے کہ تھوڑے

تھوڑے ذکر کے بعد تین بار یا پانچ بار مناجات کی طرف رجوع کرے۔ کیونکہ یہ دعا حضرت
 خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی ہے "اللہی مقصود من توئی ورضائے تو، محبت معرفت خود بدہ یعنی
 اے اللہ میرا مقصود تو ہی ہے اور تیری خوشنودی، اپنی محبت اور معرفت عطا فرما۔ حضرت شاہ
 ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ ہمارے حضرت والد بزرگوار شاہ عبدالرحیم صاحب
 رحمۃ اللہ علیہ اس دعا کو بار بار پڑھنا شرط عظیم فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ طالب کو نہیں لازم ہے
 کہ اس سے غافل رہے اس واسطے کہ جو ہم نے پایا اسکی برکت سے پایا، مقصد اس دعا کا یہ ہے کہ جو ذکر فکر سے
 سرور یا کوئی نور یا کوئی چیز عالم غیب کی نظر آئے تو طالب اس پر مغرور نہ ہو اور اس کو اپنا مقصد
 نہ سمجھ لے، کیونکہ ذات خدا تو کجا اسما و صفات الہی میں سے ایک صفت میں اگر لاکھوں برس سیر
 سالک ہے، جب بھی ختم نہ ہو، لہذا یہ دعا سب کو قطع کر کے ذات حق سے قریب کرتی ہے
 اسی وجہ سے خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے

"ہر چه دیدہ شد و شنیدہ شد دانستہ شد آن ہم غیر است بختیقت کلام لفظی آن یاد کرد
 جو کچھ دیکھا جائے اور سنا جائے اور جاناجائے وہ غیب خدا ہی کلام طیبہ کے آئے سب کی نفسی روئی جانینے
 اسی مطلب میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اسے برادر بے نہایت درگیت ہر کہ برے می رہی برے مالیت

اے بھائی خدا کی بے انتہا درگاہ میں جس کی گاہ پر پہنچ جائے اس کو ہمتا ہی کرے نفس

۶۔ نگہداشت : نگہداشت سے مراد ہے کہ ذکر حق خطرات اور احادیث نفس کو ہانکے

اور دو کرے، یعنی جو خیالات اور وسوسے دلیں غیر خدا کے آئیں تو سالک ان کو نہاٹے

اسی واسطے خواجہ بزرگوار محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سالک کو لائق ہے کہ خطرہ کو اس کے

ابتداء ظہور میں روک دے اس واسطے کہ جب ہر بوجھ کے کا تو نفس اس کی طرف مائل ہو جائے گا اور وہ نفس

میں اثر کر گیا، پھر اس کا دور کرنا مشکل ہوگا، یہ گمراہی کا طریقہ ہے حاصل کرنے کے لئے ملکِ خلوتِ تختہٴ ذہن کا
خطرات و وسوسوں کے طور پر نیسے "یعنی دنیا کے خیالات دل پر نہ چھیں اور دل مثل آئینہ کے صاف
رہے اور جو فیضانِ باطن آئے، اس کا عکس دل میں پڑے اور جب آئینہٴ دل خالی نہیں ہے تو اس میں

ظہورِ انوار و برکاتِ الہی کہاں ہو سکتا ہے چنانچہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

پنبہٴ وسواس بیروں کن زگوش تا گوشت آید از گردوں خروش

وسوسوں کی روئی کان سے باہر نکال تاکہ تیرے کان میں آسمان سے آوازیں آئیں

تا کننی نسم آن معتمد باش را تا کننی اور اک امر فاشس را

تاکہ تو ان اسرار کو سمجھ سکے اور تاکہ تو راز کی باتوں کو جان سکے

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خطرہ کو دل میں ساعت

دو ساعت بھی نہ رکھنا چاہئیے، بزرگوں کے نزدیک یہ امر اہم ہے اور اولیائے کاملین کو یہ دو

ساعتیں حاصل رہتی ہے، یعنی عرصہ تک۔

عبد خالق پیشوائے اولیاء برگزیدہ رہنمائے اقیابا

حضرت عبد الخالق رحمۃ اللہ علیہ جو اولیاء پیشوا ہیں (اور) مقبول بندہٴ خدا کے اورستیوں کے راستہ دکھانے والے ہیں

ایں جنیں فرمود بہر موناں (موت) از خدا غافل مشو تو یک زمان

انہوں نے اس طرح فرمایا ہے مومنوں کیلئے کہ خدا سے گھوڑی دیر بھی غافل نہ ہے

کوشش تا در دل نیاید فکر غیر نے رو دست کر دل طالبِ بغیر

اس بات کی کوشش نہ کریں خیالِ غیر خدا کے اور طالب کے دل کا خیالِ خدا کے کسی طرف جانے

۸۔ یادداشت: یادداشت سے مطلب یہ کہ توجہ صرف جو خالی ہے الفاظ اور معنی سے

واجب الوجود کی حقیقت کی طرف مستقل ہو جانا اور شاہ ولی اللہ صاحبِ محبت دہلوی فرماتے ہیں

اپنے والد بزرگ شاہ عبدالرحیم صاحب حمزہ اللہ علیہ کے ذریعہ سے کہ حق بات یہ ہے کہ ایسا متوجہ رہنا
بالاستقامت حاصل نہیں ہوتا، مگر بعد فنا کے تمام اور بقائے کامل کے انشاء اللہ تعالیٰ فنا کے تمام اور
بقائے کامل کی شرح فصل ولایت صغریٰ میں کی جائیگی، اگر ضرورت ہو تو اس جگہ دیکھ لینا چاہیے:

سوال : یاد کرو، نگہداشت، یادداشت، ان میں کیا فرق ہے؟

جواب : یاد کرو، نگہداشت میں طالب اپنی کوشش سے رب کی طرف مخاطب ہوتا ہے

اور یادداشت میں بلا کوشش خود بخود قلب خدا کی طرف مشغول و مخاطب رہتا ہے:

یادداشت حاصل شود بعد از فنا بلکہ حاصل می شود بعد از بقا

یادداشت فنا کے بعد حاصل ہوتی ہے بلکہ بعد بقائے کامل کے

بعد ازیں غافل نہ باشد یک زال (مغفل) خواہ باشد فرح و غم سو دو زیاں

اسکے بعد تھوڑی دیر بھی خدا سے غافل نہیں ہے خواہ اُسے خوشی ہو یا رنج فائدہ ہو یا نقصان

در جماعت اولیاء داخل شود نزد جملہ طرق او داخل شود

وہ شخص جو فنا و بقا سے شرف ہو چکا وہ کسی اور متفقہ طور پر وہ داخل بحق ہے

۹. وقوف زمانی - وقوف زمانی کی شرح ہوش دردم میں ہو چکی ہے

ہوش دردم اور وقوف زمانی یہ قریب قریب ایک ہی مطلب پر ہیں۔

۱۰. وقوف عددی - وقوف عددی سے مراد ہے واقف رہنا سالک کا اثناس

ذکر میں۔ جب ذکر حق کرے تو طاق یعنی ذکر کرے جیسے ۳-۵-۷-۹-۱۱ وغیرہ اس میں مناسبت

ہے ذات حق کیساتھ، کیونکہ ارشاد ہے اللہ و تہ و تحیبت الوتر (ترجمہ) خدا ایک ہے

اور اکیلے کو دوست رکھتا ہے۔

۱۱. وقوف قلبی : وقوف قلبی سے مراد ہے کہ سالک ہر وقت ہر آن ہر لحظہ اپنے قلب

کی طرف متوجہ رہے اور قلب خدا کی طرف متوجہ رہے تاکہ اس طرف کی توجہ ٹوٹ کر معبود حقیقی کی طرف توجہ رجائے اور خطرات اور وسوسے دل میں داخل نہ ہوں خصوصاً وقت ذکر کے اسکا پورا پورا خیال رکھے اسی واسطے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے جس میں اور غایتِ خدا کو ذکر میں لازم نہیں فرمایا بلکہ فوائد میں داخل فرمایا ہے اور وقت قلبی توجہ حضرت خواجہ کے نزدیک بہت ضروری اور کثرتِ عظیم ہے اور مدار طریقہ نقشبندیہ کا اسی پر ہے کسی نے خوب کہا ہے :

عزیر بقدر قَدْرِكَ كُنْ كَأَنَّكَ طَائِرٌ فمن ذلك الأحوال فيك لو لد

اپنے دل کے اندر سے پر پرند کی طرح ہو جا اور اس سے پس طریقہ کج طرح اندر سے بچ پیدا ہوتا ہے تیرا دل میں صدیوں کا

انگلی گھسی ، جو کھمبات نقشبندیہ کی تشریح کی گئی ہے یہ مختصر ہی ، لیکن اگر کوئی چاہے کہ میں صرف اس کتاب کو دیکھ کر ذکر فکر کروں اور میری تکمیل ہو جائے تو یہ بات نورات ہے جو بلا شیخ کے اسے طریقہ تیرا پاؤں رکھنا اپنے کو خطرہ میں ڈالنا ہی اور شرح اسکی فصل تلاش مرشدین لکھنا چاہیے حضرت مولانا رومی فرماتے ہیں :

کارہ یہ استاد خواہی ساختن جا بلانہ جاں بخواہی بافتن

بغیر استاد کے تو اگر کام بنا چاہے گا تو کامیاب نہیں رہے جاہلوں ک طرح جا پر کھیلنا چاہے گا

فصل نویں ربط مرشدین

خدا کے قریب اسے بہت اچھا ذریعہ الربط شیخ ہے۔ الربط کے معنی مجاورہ میں ربط ضبط اور تعلق خاص کے ہیں خدا سے ملنے کے بہت سے راستے ہیں چنانچہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس قدر نفوس ہیں اسی قدر ہیں خدا سے ملنے کی ہیں ہر نفس اپنی حقیقت سے ملنے کا راستہ

رکھتا ہے لیکن کبرائے دین نے بالاتفاق تین راہوں کو اخذ کیا ہے یہ تین راستے سب راستوں سے بہتر ہیں اور انہی راستوں پر چلنے سے لاکھوں ولی ہو گئے اور ان کی تصدیق تو اترے حق البقیں تک پہنچ چکی کہ یہ راستے بیشک سب راہوں سے افضل ہیں وہ یہ ہیں اول ذکر دوسرے فکر تیسرے رابطہ شیخ۔ اگر یہ تینوں راستے کسی طالب کو ایک ہی وقت میں میرا جائیں تو نور علی نور و زمان تینوں راستوں میں سے ایک کو بھی مضبوط پکڑ لیکھا۔ تو بیشک خدا تک انشاء اللہ ضرور پہنچے گا۔ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

”ذکر بے رابطہ موصل نیست و رابطہ بے ذکر البتہ موصل است“

ذکر رابطہ کے بغیر خدا تک نہیں پہنچا، البتہ رابطہ بلا ذکر کے خدا تک پہنچا دیتا ہے

اور شاہ عبد الغزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب قول الجلیل کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ”فقیر کے نزدیک سب راہوں سے رابطہ شیخ افضل ہے۔ رابطہ شیخ کے واسطے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آیت قرآن مجید سے استنباط کرتے ہیں کہ مَعَ الصَّادِقِينَ اشارہ ہے رابطہ کی طرف، اور حضرت محمد الفشانی رحمۃ اللہ علیہ بھی رابطہ شیخ کو اپنی کتابوں میں تحریر فرما رہے ہیں۔ اگر بلا تکلف بلا بناوٹ کے مرید کو پیر کا رابطہ حاصل ہو جائے تو پیر و مرید کے درمیان مناسبت کامل ہونے کی علامت ہے جو افادہ اور استفادہ کا سبب ہے اور وصول الی اللہ کے لئے رابطہ سے زیادہ اقرب کوئی طریق نہیں اور ذکر سے رابطہ کا بہتر کہنا لمجانظ نفع کے ہے، کیونکہ مرید کو ابھی مذکور سے کامل مناسبت پورا فائدہ حاصل کرنے کی نہیں ہے، حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مصحح

سایہ رہبر بہ است از ذکر حق یعنی ذکر سے بہتر ہے سایہ پیر کا

اور چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیادہ رابطہ

و تعلق اور محبت رکھتے تھے اسی واسطے آپ تمام صحابہؓ سے سبقت لیکئے اور آپ کی شان میں
 مَا صَبَّ اللَّهُ فِي صَدْرِي شَيْئًا إِلَّا صَبَبْتَهُ فِي صَدْرِي بِكِسْرٍ (ترجمہ
 نہیں ڈالا اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ میں کچھ مگر میں نے اسکو ابو بکرؓ کے سینہ میں ڈال دیا) ارشاد ہوا
 پس الربیع بنیہاشبک نہایت عمدہ شے ہے، طالب اپنے شیخ سے بوجہ اتصالِ روحانی و پر تو کمال
 باطنی سے ایسا کمال حاصل کرتا ہے کہ جیسے مہر کی نقل کا غدر پر جلوہ گر ہوتی ہے اب میں انشا ربیع
 بیان کرتا ہوں، بعض شیخ اپنے مرید کو تعلیم کرتے ہیں کہ ہماری صورت کو اپنے سامنے خیال میں
 ہر وقت جمائے رکھو، بعض کہتے ہیں کہ اپنی صورت کو ہماری صورت خیال کرو، بعض کہتے ہیں کہ
 ہماری شکل کو دل کے اندر خیال کرو، بعض کہتے ہیں کہ ہماری شکل کا خیال اپنی دونوں ابروؤں کے
 بیچ میں رکھو، بعض صرف اپنی محبت قوی کرنے کو مرید سے فرماتے ہیں، ان سب شیخوں کا
 مال کا حصول محبت شیخ ہے۔ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بحالتِ غیبت
 شیخ اسکی صورت کو اپنے خیال میں پکڑ کر قلب کی طرف متوجہ ہے۔

تنبیہ: کوئی صاحبِ خیال نفہمائیں کہ یہ رابطہ شرک ہو جائے گا۔ شرک جب
 ہوگا کہ جب کوئی خیال کرے کہ شیخ حاضر و ناظر ہے، حاضر و ناظر ہر وقت ہر آن خدا کی ہی شان
 ہے، صرف محبت اور بجا عظمت ایسا کرنا جائز ہے۔ اگر یہی باتیں شرک خیال کر لیاں تو
 ہر شخص کے مرتبہ خیال میں ہزاروں چیزیں جو اس سے غائب ہوتی ہیں ان کا نقشہ اس کے
 دل میں جا رہتا ہے، تو پھر اسکو شرک کیوں نہ کہا جائے، کیونکہ شے غائب کو اپنے علم خیال میں
 حاضر کر رہا ہے رابطہ کی مصلحت خاص یہ ہے کہ جب آدمی کے خیال میں شکل دوست کی ہوتی ہے تو
 اس وقت دل میں محبت و خلوص پیدا ہوتا ہے اور جب دشمن کی شکل کا خیال آتا ہے تو خود بخود
 غیظ و غضب اور حرارت پیدا ہوتی ہے، اور اسوقت اسکی صلاحیت و عقلمندی میں منسوق

آجاتا ہے، پس اسی طرح خدا کے دوستوں کا خیال خدا کی محبت کو اور اسکی یاد کو بھی زیادہ کرتا ہے۔
 بموجب شاذنبوی **هُمُ الَّذِينَ إِذَا سَأُوا اللَّهَ (ترجمہ: وہ ایسے لوگ ہیں کہ جب وہ**
دیکھتے ہیں خدا یا دعا آجاتا ہے) ہاں البتہ تصویر کھینچنا، کھجونا، سامنے رکھنا یہ سب حرام ہے،
 طریقت میں رابطہ شیخ ایسا ہے جیسا کہ شریعت میں خانہ کعبہ خالق و مخلوق کے درمیان عبادت
 کے واسطے رابطہ ہے، کیونکہ نور خدا کا نزول دو ہی جگہ ثابت ہوا ہے، یا تو بیت اللہ میں یا قلب
 عبد اللہ میں۔ جس حدیث قدسی کا ترجمہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی میں
 کیا ہے۔

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است من نہ گنجم در سرا بالا و پست

رسول کریم صلعم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

من نہ گنجم در زمین و آسماں من گنجم در دست لوب مناں

اور نہ میں زمین و آسماں میں سما سکتا ہوں بلکہ مومنوں کے دل میں سما سکتا ہوں!

لیکن جیسے تمام مخلوق میں سب سے اشرف بشر ہے اور پھر بشر میں خیر البشر علیہ التمجید والسلام
 افضل ہیں۔ اسی طرح خانہ کعبہ کے پتھر مٹی دنیا کی تمام بابرکت عمارتوں کی پتھر مٹی سے بہتر اور بابرکت
 ہے۔ ورنہ جو کعبہ چونہ پتھر مٹی کا بنا ہوا ہے، نہ درحقیقت وہ مقصود ہے، اور نہ اُس کا طواف کرتے
 ہیں، بلکہ مقصود نور خدا ہے، اور طواف بھی اُسی کا ہے کہ جو خانہ کعبہ کی اندر کی زمین پر بطور شعاع
 تجلی ذات کے پڑتا ہے، اسکی کیفیت اور ماہیت کو خدا ہی خوب جانتا ہے، اور جن لوگوں کو خدا
 نے دل کی آنکھیں دی ہیں وہ کچھ جانتے ہیں، عام لوگوں کو اُس پر ایمان لانا کافی ہے جیسے کہ
 جسم کے اندر روح ہے اور اُس کے ہونے کا یقین بھی ہر شخص کو ہے لیکن اُس کے دیدار اور واراک
 سے عاجز ہے، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تن زجان و جان زن مستوریت لیک کس را وید جان دستوریت

جسم روح سے اور روح جسم سے علاحد نہیں لیکن کسی کیلئے روح دیکھ لینے کا طریقہ نہیں

یعنی اگر جسم میں روح موجود ہے لیکن کوئی شخص اسے دیکھ نہیں سکتا۔

جب انسان اپنی ہی چیز کہ جو جسم میں موجود ہے یعنی روح اسی کی دریافت سے اس کا علم قائم ہے تو خالق روح یا اس کے انوار کی کیفیت کیا دریافت کر سکتا ہے؟ حتیٰ کہ مقصود اصلی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہیں ہیں، حضور کی تعظیم حضور کی محبت، حضور کی خوشنودی اور حضور کی اتباع (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مقصد خوشنودی پروردگار ہے، بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد بھی اشاعت اسلام اور آپ کا ہر کام خوشنودی حق کے لیے ہے، چنانچہ اللہ پاک نے قرآن پاک میں آپ کو ارشاد فرمایا ہے قُلْ اِنَّا صَلَوٰتِیْ وَنُسُکِیْ وَحَیَاۤیِ وَعَمٰلِیْ بِلَدِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (سجده) اے نبی کہہ دو کہ بیشک میری نماز، میری عبادت، میری زندگی اور موت سب اللہ کیلئے ہے کہ جو پروردگارِ عالم ہے، لیکن آخری ترکیب رابطہ شیخ بہت اہم ہے کہ جو شریعت سے چپاں اور طریقت سے وابستہ ہے، لیکن رابطہ اس شخص کا فائدہ مند ہوتا ہے کہ جو فناء تام اور بقائے کامل سے شرف ہو، ایسا شیخ کبریت احمر کا حکم رکھتا ہے، لیکن زمانہ خاصان حق سے خالی نہیں، اور جو شیخ فنا و بقا سے شرف نہیں ہے اُس کا رابطہ طالب کو نقصان پہنچاتا ہے، یعنی جو خیالات ناقص شیخ نامکمل کے دل پر وارد ہوتے ہیں اُس کے اثر سے طالب صابق کا دل خراب ہوتا ہے، اگر شیخ حقیقتاً فنا و بقا کے مارج طے کئے ہوئے ہو تو اقسام رابطہ سے جس قسم کی تسلیم چاہے دے، ورنہ انصاف کو کام میں لا کر اقسام ذکر سے کوئی ذکر طالب کو جو اس کے مناسب حال ہو تعلیم کرے، اور صرف اس کی محبت مرید کو فائدہ مند ہوگی، کیونکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ

محبت دے اپنی اور اپنے مقبولوں کی "تو جب آپ اپنے سے ادنیٰ کی محبت خدا سے مانگتے ہیں تو ہم کو بالا ولی اپنے سے اعلیٰ اولیاء اللہ کی محبت رکھنا ضروری ہے اور جب ہم خود اچھے نہیں ہیں، تو ہم کو اچھوں کی محبت ضرور رکھنا چاہیے۔ تاکہ ہمارا حشر ان کے ساتھ ہو۔ بوجہ حدیث شریف: الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ ہر شخص کا حشر اسی کیساتھ ہوگا جس سے وہ زیادہ محبت رکھتا ہے۔

فصل پانچویں فوائدِ صحبت میں

صحبت نیک عجیب نعمت ہو، کہ جسکی نظیر وہ خود ہی ہے۔ صحبت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صحابہ افضل الایمان ہو گئے، وہ کیا؟ ان کے دیکھنے والے تابعین بالیقین اُمت میں ہر ولی سے اعلیٰ ہو گئے۔ کہ کوئی کیسا ہی اکمل و اعلیٰ ولی ہو اور وہ حسب و نسب میں بھی اعلیٰ ہو لیکن ادنیٰ تابعین اور وہ بھی دنیاوی لحاظ سے حسب و نسب میں نہایت کمتر ہو اس کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا، یہ کیا ہے؟ سب صحبت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کا پر تو ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے الصحبۃ موثرۃ ولو كانت ساعة (ترجمہ: صحبت اثر کرتی ہے خواہ ایک گھڑی کے لئے ہی ہو) اسی واسطے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند

نیک صحبت تجھے نیک بنا دیگی اور بری صحبت تجھ کو خراب کر دیگی

اور حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

گر ترا عقل ست بادانش قرین باش درویش و بدرویشاں نشین

اگر تجھ کو عقل و تیز ہے (تو) درویش ہو اور درویشوں کیساتھ بیٹھ

ہمیشہ جزیہ درویشاں مکن تا تو انی غیبت ایشاں مکن

سوائے درویشوں کے کسی کے پاس مت بیٹھ جب تک تجھے ہو سکے ان سے دور مت رہ

حب درویشاں کلیدِ جنت است دشمن ایشاں سزائے لعنت است

محبت درویشوں کی جنت کی کنجی ہے دشمن ان کا لائق لعنت ہے

تنہا ذکر حق سے صحبت مردِ کامل بہتر ہے۔ کیونکہ جو کچھ اس کا ریا آمیز ذکر ہے وہ قابل قبول نہیں، اگر قدرے خلوص سے بھی کرتا ہے تو وہ خلوص اس کی حیثیت کے موافق ہے جیسا خلوص اولیاء اللہ کو ہے وہ اس کو کہاں نصیب؟ جس قدر جبکہ خلوص ہے اسی قدر وہ حصہ پاتا ہے۔ اسی مطلب میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

صحبت مرداں اگر یک ساعت است بہتر از صد چلہ و صد طاعت است

اگر مردانِ خدا کی ایک ساعت کی صحبت ہے تو (وہ) سو چلوں اور سینکڑوں عبادتوں سے بہتر ہے

جیسے بوجہ صحبتِ نبویؐ اصحابِ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بہتر ہو گئے تمام اولیاء سے۔ اسی طرح

صحبت یافتہ اولیاء اللہ بھی بہتر ہے خالی ذکر کرنے والے طالب سے۔ چنانچہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اولیاء اللہ کی تھوڑی دیر کی صحبت سو برس کی خالص عبادت سے بہتر ہے

حدیث شریف میں وارد ہوا ہے مَنْ اسْرَدَانِ يَجْلِسَ مَعَ اللَّهِ فَلْيَجْلِسْ مَعَ اَهْلِ

التَّوْبَةِ (ترجمہ: جو خدا کی ہمیشہ چاہے تو اس کو چاہیے کہ وہ اولیاء اللہ کے ساتھ بیٹھے

اسی حدیث شریف کا ترجمہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی میں فرمایا ہے :-

ہر کہ خوابہ ہم نشینی با خدا اوشیند در حضور اولیاء

جو شخص خدا کیساتھ بیٹھنا چاہتا ہے (تو اسے چاہیے) کہ اولیاء اللہ کے پاس بیٹھے
چوں شوی دور از حضور اولیا درحقیقت گشتہ دور از خدا

جب تو اولیاء اللہ سے دور ہوتا ہے، (تو) حقیقتاً تو خدا سے دور ہوتا ہے

اور فرمایا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ "لازم کرو اپنے اوپر علماء کے پاس بیٹھنا، اور
حکیموں کا کلام سننا کیونکہ اللہ تعالیٰ مرے ہوئے دل کو زندہ کرتا ہے نور حکمت سے، جیسا کہ مرہی
ہوئی زمین کو مینھ کے پانی سے جلاتا ہے، حضرت خواجہ عبید الاحرار فرماتے ہیں "درویشوں کی
ایک جماعت میں ذکر آیا کہ جو ساعت جمعہ میں مقبولیت کی ہے، اگر کسی کو میسر ہو تو کیا دعا کرنی چاہیے
تو کسی نے کچھ کہا اور کسی نے کچھ میں نے کہا کہ صحبت ارباب حقیقت کی اور آپ ہی کا یہ ارشاد ہے

علم آموزی طریقہ قولی ست حرفہ آموزی طریقہ فعلیت

اگر تو علم حاصل کرنا چاہتا ہو تو طریقہ اسکے حاصل کرنا ہے اگر کوئی کام سیکھنا چاہتا ہو تو طریقہ اسکے حاصل ہو

فقر خواہی آن بصحبت قائم است نہ زبانت کاری آید نہ دست

اگر تو فقیر چاہتا ہے تو صحبت سے حاصل ہو اور درویشی حاصل کرنے میں نہ زبان کام آتی ہے نہ ہاتھ

حضرت جنید بغدادیؒ کے پاس ایک شخص آیا تو آپ نے اُس سے فرمایا کہ تو کیا کرتا ہے؟ اُس
نے عرض کیا کہ اللہ کے ساتھ رہتا ہوں، بموجب ارشاد انا حلیس من ذکرنی (ترجمہ: میں
اُس کے ساتھ ہوں جس نے مجھے یاد کیا) تو آپ نے فرمایا کہ اے شخص اللہ کے بندوں کے ساتھ رہ،
تو جو کچھ بھی کرتا ہے اُس کا صلہ خدا کی جناب سے تیری حیثیت اور تیرے خلوص کے موافق تجھ کو
ملیگا اور خاصان حق کی صحبت میں اگر رہیگا تو خاصان حق کی حیثیت اور خلوص کے موافق تجھ
کو حصہ ملیگا۔ اسکی تمثیل یہ ہو کہ کوئی شخص زمین میں حوض کھود کر اور کنویں سے ڈول میں پانی بھر
بھر کے حوض کو بھرا چاہے تو ہرگز نہیں بھر سکے گا۔ کیونکہ حوض بچتہ نہیں ہے خام ہے لہذا اول ڈول کا

پانی ڈال کر جب دوسرا ڈول کھینچے گا تو اول ڈول کا پانی زمین خشک کر ڈالے گی، اسی طرح اس کے نیک عمل کا حال ہے کہ ایک نیکی اور وہ بھی ریا آمیز اس نے ادھر کی اور ادھر نافرمانی حق غفلت وغیرہ سے وہ نیکی غارت ہوئی۔ اولیاء اللہ پر چونکہ دریائے رحمت ہر وقت جاری رہتا ہے لہذا جو ان کی صحبت میں رہ کر ان سے محبت راستہ پیدا کر کے ان کے دریائے دل سے اپنے خشک حوض کی طرف کوئی نامی کھول لے گا تو اس کا حوض بہت جلد بھر جائیگا۔ اسی وجہ سے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہنے سے طالب کا بندگان خاص کے ساتھ رہنا افضل ہے۔ امام طریقت حضرت خواجہ محمد نقشبند فرماتے ہیں:

طریقہ صحبت است، و در خلوت شہرت و در شہرت آفت و خیریت در جمعیت است
ہمار طریقہ میں صحبت ہی کا راز ہے اور تنہائی میں شہرت اور شہرت میں آفت اور خیریت اطمینان میں ہے اور
جمعیت در صحبت بشرط نفی بودن در یکدگر۔

اطمینان صحبت میں ہی، بشرطیکہ ہر ایک اپنے کو دوسرے سے کم جانے۔

اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار فرماتے ہیں:-

نماز را بحقیقت قضا بود لیکن نماز صحبت مارا قضا نخواہد بود (ترجمہ: نماز حقیقت یعنی ذکر
دکرا اگر قضا ہو جائے تو فکر نہیں لیکن ہماری حاضری خدمت قضا نہ ہونا چاہیے۔

حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ صحبت خاصان خدا کو ذکر حق سے طلبہ کے واسطے زیادہ
بہتر مفید فرماتے ہیں۔

سایہ رہبر بہ است از ذکر حق یک قناعت بہ ز صد قوت و طبع
صحبت مرشد کی ذکر خدا سے بہتر ہے ایک قناعت سینکڑوں کھانوں سے اچھی ہے
حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بلا فنا و بقا حاصل کیے ہوئے کوئی فعل

ریا سے خالی نہیں ہوتا، اور قبل فنا و بقا ہر اتقا میں صورت اتقا ہوتی ہے، حقیقت اتقا بقا و بقا کے اور کمال اتقا کمالات نبوت میں میسر ہوتی ہے، معیت حق اگرچہ سب کے ساتھ ہے، لیکن معیت حق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ، جو وہ صحابہؓ کیساتھ نہیں اور جو اولیاء کے ساتھ ہے، وہ عام مومنین کے ساتھ نہیں علیٰ ہذا القیاس، اسی واسطے خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ارشاد فرمایا "یا علیؑ جملہ عباداتِ نوافل سے بندہ خاص کی صحبت میں رہنا بہتر ہے" جس کا ترجمہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

یا علیؑ از جملہ طاعاتِ راہِ برگزین تو سایہ خاصِ آلہ

اے علیؑ تمام عبادتوں سے تم خدا کے خاص بندوں کا سایہ اختیار کرو

تو مکن بر شیرینی خود اعتمید تو برو بر سایہ نخلِ امید

تم اپنے شیر خدا ہونے پر بھروسہ مت کرو (بلکہ) نخلِ امید یعنی (خاص حق) کے ساتھ صحبت میں جاؤ

اسکی تمثیل یوں خوب سمجھ میں آجائے گی کہ تختِ شاہی سے معیت میں وزیر اور چوہا رنقیب قریب قریب برابر ہوتے ہیں۔ لیکن جو انعام خلعتِ تنخواہ اور جاگیرِ وزیر کو عطا ہوتی ہے اس کی تعداد ایک دن کی آمدنی کی اس قدر ہوتی ہے کہ چوہا رنقیب کی تنخواہ سالہا سال کی اسکو نہیں پہنچتی۔ یہی فرق خاصانِ حق اور غیر خاصانِ حق میں ہے، اگر صرف تعمیل احکام مقصود ہوتی اور صحبت خاصانِ حق کا آمد اور با اثر نہ ہوتی تو احکام الہی کے سکھانے کو فرشتے اچھی طرح انجام دے سکتے تھے، حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نوافلِ صحبت کے واسطے بوجہ ہم جنس بشریت خدا نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے، تیل جیسی سستی چیز پھولوں کی صحبت سے عطر بن جاتی ہے، آگ کی صحبت سے لوبہ آگ ہو جاتا ہے، صحبتِ اولیاء سے آدمی افلاک پر ترقی پاتا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں فرماتے ہیں۔

چوں بنالہ زار بے شکر و نگر
اُفتد از ہفت گردوں غلغلہ

جب خدا کا ولی رہتا ہے (تو)
ساتوں آسمانوں میں شور و غل مچ جاتا

ہر دم اور ایسے معراج خاص
برستہ جیش نمد حق تاج خاص

ہر وقت اُسکو مخصوص قرب حق حاصل ہوتا ہے
اس کے سر پر خدا تاج پر تاج رکھتا ہے

شور و تشہیر خاک جاں در لامکان
لامکانے فوق و ہم سالکان

اولیاء کی صحبت میں رہتی ہے اور روح لامکان
لامکان مقام ہو کہ جو سالک کے ہم سے بھی بالاتر ہے

پس بندگان خاص کی صحبت بندہ خاص بناتی ہے، اور کلام ان کا دوا ہے اور نظر ان کی

شفاعت امر ائیں نظر پر و باطن اور ان کا قول اور وعظ تبدیل چنانچہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آں ز عایشیخ کہ نے چوں بزرگاست
فانی از تو گفتہ گفتہ خداست

بندہ خاص کی عوام لوگوں کی دعا پس نہیں ہے وہ بندہ خاص و بقا کا تہ حاصل کچھ اور اسکا کنا خدا کا کنا ہے

اکمہ را بریں چہ باشد مردہ نیر
زندہ گردد از نسون آن عزیز

مردہ اور جس دالاکہ بلکہ مردہ بھی
اس بندہ خاص کے دم کرنے زندہ ہوتا ہے

اولیاء کی شان میں حدیث شریف میں وارد ہوا ہے **هُمُ جُلَسَاءُ اللَّهِ وَ هُمْ**

قَوْمٌ لَا يَشْقَى جُلِيسُهُمْ وَلَا يَخْذِبُ اَنْبِيَاؤُهُمْ (ترجمہ: وہ لوگ خدا کے ہم نشین

ہیں اور وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کا ہم نشین گمراہ نہیں ہوتا، اور نہ ان کا مونس نقصان

اٹھاتا ہے) اور ان کی شان میں یہ بھی وارد ہوا ہے، **بِهِمْ مِطْرُونَ وَ بِهِمْ مَرْقُونَ**

ان کی وجہ سے پانی لوگوں کے لئے برسایا جاتا ہے اور انہی کی وجہ سے لوگوں کو رزق پہنچایا

جاتا ہے، تفسیر عزیزی میں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت باقی

بالہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک نابائی حاضر رہا کرتا، آپ اس کی خدمت سے

ایک روز خوش ہوئے اور فرمایا کہ تو کچھ کہہ کہ میں تیرے واسطے دعا کروں، اُس نے عرض کیا کہ ایسی دعا اور بہت فرمائیے کہ مجھ کو اپنا جیسا کر دیجئے، چنانچہ آپ نے حسبِ عدہ اُسکو حجرہ میں لے جا کر دعا اور توجہ فرمائی کہ تھوڑی دیر میں وہ نابائی، قد و قامت، رنگِ خط و خال، لباس اور قریبِ ولایت میں آجپ صیسا ہو گیا، کسی نے کیا خوب کہا ہے ع خدمت ترا بنگرہ کبریا رسد (خاصانِ حق کی خدمت تجھے بلند مقامات پر پہنچا دیگی، اسی واسطے کسی نے خوب کہا ہے :

دل بہت آور کہ حج اکبر است صد ہزاراں کعبہ یکدل بہتر است

دل تھیلے یعنی خوش رکھ کیونکہ یہی حج اکبر ہے سو ہزار کعبوں سے ایک دل بہتر ہے

اور اسی مطلب میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے :

گر تو سنگِ خارہ مر مر شوی چوں بصاحبِ دل رسی گو ہر شوی

اگر (چہ) تو سخت پتھر ہو (لیکن) جب تو خدا کے کسی خاص بند کی صحبت میں پہنچا تو گو ہر سنگ

گر سنگِ گندہ بود ہمچو سنی چو بجاں پیوست گرد و روشنی

سنی اور گندہ سنی خونِ ناپاک ہے جب جان سے بجاتے ہیں تو روشن یعنی پاک ہو جاتے ہیں اور فرشتوں میں

جب انبیاءِ علیہم الصلوٰۃ والسلام بشریت اور ضروریاتِ زندگی سے بری نہیں ہو سکے تو اولیاء اللہ

کس طرح حوائجِ ضروری سے بری ہو سکتے ہیں۔ لہذا ان کی خدمت انکی خوشنودی خوشنودیِ حق ہے اور

ان کی خوشنودی اور دعا اور خدمت دین و دنیا کے بڑے بڑے کاموں کو حل کرتی ہے اور خدمت

کو مخدوم کرتی ہے، کسی نے خوب کہا ہے :

ہر کہ خدمت کرد او محنتِ دم شد ہر کہ خود را دید او محنتِ دم شد

جس نے خدمت کی وہ محنتِ دم ہوا اور جس نے اپنے آپ کو کچھ سمجھا وہ کھلا ہو محنتِ دم ہوا

اور اسی طرح ان کی ناخوشی اور ان کی دلآزاری نہایت نقصان دہ ہے، اور دین و دنیا کے

کاموں کو تباہ و برباد کرنے والی ہے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أَعْرُذُ بِاللَّهِ مِنْ غَضَبِهِ وَغَضَبِ أَوْلِيَاءِهِ (ترجمہ: پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کے غضب سے اور اس کے اولیاء (دوستوں) کے غضب سے) اللہ تعالیٰ نے عالم کے بگاڑ سدھار کا معاملہ خاصانِ حق کے قلوب پر رکھا ہے۔ قرآن شریف اس کا شاہد ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی دعائے مخلوق آفتوں سے بچ گئی۔ اور ان کی تکلیف وہی اور بددعا سے خط کے خط اور ملک کے ملک لوٹ دیے گئے اور تباہ و برباد کر دیے گئے۔ اسی معنی میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بیچ قوم را خردار سوانہ کرد تا دل صاحب دلے ناید بد رو
کسی قوم کو خد نے اس وقت تک باد نہیں کیا جب تک اس قوم نے خدا کے خاص نہ ہا کا دل نہیں دیکھا

اور حضرت خواجہ خواجگان خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ما اگینہ ایم شویم از شکست تیز آزار یابد آنکہ بود در شکست ما
ہم تاج ایشہ کے مانند ہیں توڑنیسے تیز موبنے ہیں جو ہیں توڑنیسے در پے ہوا ہے وہ خود تکلیف ہا ہا
ایک شاعر نے کہا ہے:

مشکن بجر ف سخت دل اولیا حق پاس کبوتران جسم را نگاہ دار
سخت با سب اولیاء اللہ کی دلکنی مت کر حرم کعبہ کبوتروں کا خیال رکھ یعنی خاصانِ حق کا

صحبتِ خالصانِ حق گویا بارانِ رحمت ہے، جس طرح بارش سے زمین پر رنگا رنگ کانبرہ اور پھول اگتا ہے، اسی طرح صحبتِ علمائے ربانی سے دلیس رنگ رنگ کی خوبیاں پیدا ہوتی ہیں اور بغیر فضلِ خدا اور عنایتِ خاصانِ خدا کامیابی نہیں ہوتی چنانچہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بے عنایاتِ حق و خالصانِ حق گر ملک باشد سیہ ہستش و روق
بغیر خدا اور اس کے خاص بندوں کی مہربانی کے اگر فرشتہ بھی ہو تو اس کا نامہ اعمال سیاہ ہوگا

اور سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

سب اصحابِ کعبہ روزے چند
پئے نیکیاں گرفت مردم شد
اصحابِ کعبہ کا کتا چند روز
نیکیوں کیساتھ رہا خدائے اسکو انسان بنا دیا
پسِ نوح با بدارِ بنشست
خاندانِ نبوتش گم شد
حضرت نوح علیہ السلام کا ازکا بڑوں کیساتھ (چنانچہ) اسکی خاندانی نوبت جاتی رہی اور وہ کافر بنا
غرضکہ خوشنودی اور خدمتِ اولیاء بہت بڑی چیز ہے اور ان کی دل آزاری اور بڑے
بہت بڑی چیز ہے۔ مولانا فرماتے ہیں :

جاہلان تعظیمِ مسجد می کنند
در جہائے اہل دل جد می کنند
جاہل مسجد کی تعظیم کرتے ہیں
اور اللہ والوں کی دلازاری کرتے ہیں
مسجد کے کاندروں اولیاست
سجدہ گاہی جہلاست آنجا خداست
جو مسجد کہ اولیاء اللہ کے سینہ میں ہو
وہ سب کے سجدہ کر نیکی جگہ ہو اور وہاں خدا
آں مجاز است این حقیقت لے خرا
نست مسجد جز درون سوراں
وہ (یعنی مسجد) مجازاً خدا ہے اور یہ (یعنی سینہ) دلِ اہل اللہ حقیقتاً خدا ہے اور وہ ان بزرگوں کے سینہ میں ہے

صورت کو فاخر و عالی بود
اور بیت اللہ کے خالی بود
جو صورت ایسی بلند پایہ ہو، وہ بھلا خانہ خدا سے کب خالی ہو سکتی ہے (یعنی صورت لیا)

فصل چھٹی نقضاتِ صحبتِ بدیں

اے عزیز! جس طرح صحبتِ نیک کے فائدے بیشمار ہیں اس سے بدرجہا زیادہ نقضات

بری صحبت کے ہیں، بری صحبت کے اثرات دنیا میں سزا تکلیف اور رسوائی کے باعث ہوتے ہیں اور در بدر خراب کرتے ہیں، اور عاقبت میں عذاب الہی کے باعث ہوتے ہیں، صحبت نیک کا اثر کچھ دیر سے ہوا کرتا ہے، اور صحبت بد کا اثر فوراً ہوتا ہے، اسکی وجہ یہ ہے کہ صحبت نیک بارش کی طرح ہے کہ اس کے کچھ عرصہ بعد زمین سرسبز ہوتی ہے، لیکن انجام اس کا سراسر خیر ہوتا ہے اور بری صحبت مثال آگ کے ہے کہ فوراً ہر چیز کو جلا کر خاک کر دیتی ہے، صحبت نیک کا اثر اس واسطے دیر سے ہوتا ہے کہ بشر مادہ شر سے پر ہوتا ہے اور خیر سے خالی، لہذا شر کو شر بوجہ سمجھیں ہونیکے فوراً اخذ کر لیتا ہے اور مادہ شر مادہ خیر کو بوجہ غیر جنس ہونے کے جلد نہیں قبول کرتا۔
حضرت مولانا فرماتے ہیں :

میل ہر جزے بجزے می نہد	ز اتحاد ہر دو تولید سے جمد
ہر جز اپنے جز کی طرف مائل ہوتا ہے	اور دونوں کے مجانیے نئی بات پیدا ہوتی ہے
ہر یکے خواہاں دگر را پہچو خویش	از پئے تکمیل فعل و کار خویش
ہر ایک دوسرے کو اپنی طرح بنا لینا چاہتا ہے	اپنا کام اور مقصد پورا کرنے کے لئے

یارِ بد سے یارِ بد بہتر ہے، کیونکہ سانپ صرف جان لیتا ہے اور یارِ بد آبرو، آرام راحت اور ایمان کھوتا ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا رومی فرماتے ہیں

یارِ بد جاں می ستاند از سلیم	یارِ بد آرد سوئے نارِ جیم
سانپ اپنے زہر سے آدمی مارتا ہے (لیکن) برادوست دوزخ کی طرف کھینچ کر لجاتا ہے	
پس یارِ بد سے احتراز کرنا نہایت ضروری ہے حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔	
نخست موغظت پیر صحبت این سخن است	کہ از صحبت نا جنس احتراز کنیند
صحبت کے بارے میں سب سے پہلی نصیحت یہ ہے	کہ نا جنس کی صحبت سے پرہیز کرو

جن لوگوں کے دل مردہ ہیں ان کی صحبت بھی مردہ ہے، اسے عزیز مردہ کا جلس (سہنشین) کوئی نہیں ہوتا۔ پھر تو کیوں مردوں کیساتھ بیٹھ کر مردہ ہوتا ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں

وایں آں زندہ کہ با مردہ نشست مردہ گشت و زندگی از وی بخت
افس اس زندہ پر جو مردہ کے ساتھ بیٹھے خود مردہ ہوا اور زندگی اپنے ہاتھ سے کھوئی

طالب کو چاہیے کہ ہمیشہ متلاشی ہے اچھے لوگوں کی صحبت کا، اور صحبت ناقص سے بچتا رہے، کیونکہ صحبت ناقص کا اثر دیر تک رہتا ہے، جیسے کہ بھنگی غلاظت لیکر پاس سے ہو کر نکل جاتا ہے، لیکن بدبو اس کی دیر تک دماغ کو خراب کرتی رہتی ہے، یا جیسے کہ عورت حسین پاس سے گزر جائے تو اس کے دیکھنے کا اثر دیر تک خراب کرتا ہے۔ اسی طرح ہر بری صحبت کا اثر بعد فراق صحبت بھی رہا کرتا ہے۔

ایں سخن از گوشِ دل بایست نمود گوشِ گل ایجا نہ وارد ہو سچ سو
یہ صیحت دل کے کان سے سننا چاہیے مٹی کے کان اس جگہ کچھ فائدہ نہیں دیتے

فصل سوم: خاموشی اور شکر کے مدد

خاموشی ایسی نعمتِ بے بہا ہے کہ جس کا شکر ہم اپنے رب کا ادا نہیں کر سکتے۔ آفتوں سے بچانے والی دنیا و آخرت میں نجات دلانے والی، اپنے رب کی رحمت سے قریب اور اس کے غضب سے دور کرنے والی ہے، اس کے ثبوت میں حدیث شریف موجود ہے مَنْ سَكَتَ سَلِمَ وَمَنْ سَلِمَ نَجَا (ترجمہ: جو چپ رہا سلامت رہا اور جو سلامت رہا اس نے نجات پائی۔) اور دوسری حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے مَنْ صَمِتَ نَجَا

(جو خاموش رہا اُس نے نجات پائی) ایک صحابی حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی، پس میں نے عرض کیا کہ کیا ہے سبب نجات کا؟ پس آپ نے فرمایا کہ اپنی زبان کو اپنا تابعدار کر اور تو اپنے گھر میں بیٹھ اور اپنے گناہوں پر رو! اور ارشاد فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو کوئی محافظت کرے میرے لئے اپنی زبان کی اور ستر اپنی کی (یعنی زنا سے بچے) ضامن ہوں گا میں اُس کیلئے جنت کا اور فرماتے ہیں رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کیا جانتے ہو تم اس چیز کو کہ بہت داخل کرتی ہے لوگوں کو بہشت میں وہ ڈرا لہ کا ہے اور اچھا خلق اور کیا جانتے ہو تم اس چیز کو کہ بہت داخل کر گئی لوگوں کو آگ (دوزخ) میں وہ دو چیزیں ہیں منہ (یعنی زیادہ بولنا) اور ستر (یعنی زنا کرنا) اسی مطلب میں حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اے پسر نپد و نصیحت گوش کن گر نجاتِ بایت خاموش کن

اے عزیز نصیحت اور کام کی بات سن اگر تو نجات چاہتا ہو تو خاموشی اختیار کر

خاموشی عزت و وقار کو بڑھاتی ہے، عیبوں کو چھپاتی ہے، غیبت، جھوٹ، طعنہ، طنز وغیرہ اور فضول باتوں سے بچاتی ہے۔ غرض کہ خاموشی کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے، حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وصف خاموشی کے کر سکتا ہے کون جس نے اس لذت کو پایا ہے سد خاموشی کو

اسی واسطے امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ اپنے منہ مبارک

میں کنگر رکھا کرتے تھے، تاکہ فضول بات زبان سے نہ نکلے اور آپ فرماتے ہیں کہ اللہ اک نے قرآن

مجید میں جو بجز و بر فرمایا ہے (یعنی دریا اور جنگل) سو بجز سے مراد دل ہے اور بر سے مراد

زبان ہے۔ سو جس کی زبان خراب ہوئی دنیا کی باتوں میں روتے ہیں اُسکے حال پر جنات اور

جانور اور جس کا دل خراب ہو رو تے ہیں اُس کے حال پر فرشتے ملول ہوا

حضرت صدیق اکبر باوصاف در وہاں میداشتند سنگ آشکار

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (اپنے) منہ میں گنکری رکھا کرتے تھے

تا نیاید از زباں قول فضول در زباں بستن نجات است قبول

تا کہ زباں سے دنیا کی بیکار اور لغوات نہ زبان بند کھنے میں نجات اور اللہ کے نزدیک نجات

طالب حق پیروی کن آنجناب تاشوی در راہ حق تو کامیاب

اے طالب حق تو اُن کی پیروی کر تا کہ حسد کی راہ میں فائز المرام ہو

امام طریقت حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے ہماری خاموشی سے

فائدہ نہیں اٹھایا وہ بات کر کے کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے؟

حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ ایں چنین فرمودہ انداے ہوشمند

حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے اے عقلمند اس طرح فرمایا ہے

بر کہ خاموشی ما سود نداشت در سخن بسیار او سووچہ یافت

جس نے ہماری خاموشی سے فائدہ نہیں اٹھایا وہ زیادہ باتوں سے کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے

فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ستون دین کا ہے اور خاموشی بہتر ہے

اور صدقہ بچھانا ہے غصہ رب کا۔ اور خاموشی بہتر ہے، روزہ ڈھال ہے دوزخ کی۔ اور خاموشی

بہتر ہے اور جہاد بندی دین کی ہے، اور خاموشی بہتر ہے۔ فاسد ہے: روزہ، نماز، نوافل

سے اور صدقہ و جہاد سے خاموشی افضل ہے۔ اور حدیث شریفین میں وارد ہوا ہے کہ ہر صبح کو تمام

اعضا زباں سے کہتے ہیں کہ اے زبان تو ٹھیک رہیو، اگر تو ٹھیک رہے گی تو ہم سب

ٹھیک رہیں گے، اور اگر تو ٹھیک رہی رہی تو ہم سب ٹھیک رہیں گے۔ اسی واسطے مولانا

رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

اے زبان ہم گنج بے پایاں توئی اے نبال ہم رنج بے درماں توئی

اے زبان تو خزانہ بے نہایت ہر اور اے زبان تو رنج و مصیبت بے علاج ہر

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو چپ رہے ایک ساعت اور غورِ خوض کرے اللہ کی ذات و صفات میں ایسا چپ رہنا ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہے اور فرمایا حضور صلعم نے حضرت ابو ذر غفاریؓ سے کہ کیا تاؤں میں دو خصلتیں تھمکو کہ وہ ہلکی ہیں پیٹھ پر اود بھاری ہیں میزان اعمال میں وہ بہت چپ رہنا اور اچھا خلق ہے۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے نہ عمل کیا مخلوق نے مثل ان کے! اے عزیز چاہیے کہ صحبتِ خاصانِ حق میں خاموشی کیسا تھب اود حاضر رہو اور جو کچھ معاملہ شریعتِ طہارت میں فرمائیں اسکو سن اور اُسکے حقائق اور فوائد پر غور کرو چنانچہ فرماتے ہیں مولانا رومیؒ

کودک اول چوں برآید شیر نوش مدّتے خامش بود او حمد گویش

دودھ پیا بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو کچھ دیر تک خاموش رہتا ہے حالانکہ کان اُڑین اُسکے ہوتے ہیں

مدّتے می باید ت لب دوختن از سخن گویاں سخن آموختن

(اسی طرح) تجھے بھی کچھ دنوں منہ بند کھنا چاہیے اور خاصانِ حق کی باتوں سے باکرنا سیکھ

ایغیر زیادہ بات کر نیے دل مردہ ہوتا ہے اور خاموشی سے دل میں حکمتیں پیدا ہوتی ہیں حضرت فرید الدین عطارؒ فرماتے ہیں

دل ز پر گفتن بیس در بدن گرچہ گفتارش بود در بدن

زیادہ بات کر نیے دل مردہ ہو جاتا ہے، خواہ زیادہ بات کر نیوالے کی باتیں در فرید اور گوہر بار بول

گر خبر داری ز حقی لایموت برو بانِ خود بس مہر سکوت

اگر تو خدا سے تعالیٰ سے واقف اور باخبر ہے (تو) اپنے منہ پر مہر سکوت لگا، یعنی خاموش رہو

بَابُ الشُّكْرِ

فصل اول فضائل و عظیم ذکر و نیامیں

سب سے عمدہ بشارت رب العالمین نے بندہ خاکی ناچیز کے واسطے یہ فرمائی ہے
 فَادْكُرُونِي اِذْ كُرْتُمْ (یعنی اے میرے بندو! تم یاد کرو مجھ کو میں یاد کرونگا تم کو)
 اس پیارے ارشاد پر لاکھوں جانیں تو کیا اگر تمام خلق بھی قربان ہو جائے تو کم ہے ،
 اس انعام کا شکر یہ تو ہو ہی نہیں سکتا مشعر

چو باشدا ز تنم صد سوز بانم چو سون شکر لطفش کے تو انم
 میرے جسم پر جبکہ لاکھوں زبانیں ہوں (تب بھی) سون کھنٹھ میں کسویں کا شکر ادا کر سکتا ہوں
 دنیا کا کوئی معمولی سا آدمی حاکم یا رئیس وقت اپنے سے ادنیٰ کو یاد کرتا ہے تو ادنیٰ
 کیلئے کس قدر فخر اور باعث خوشی ہوتا ہے ، چہ جائیکہ رب العالمین خالق آسمان و زمین بندہ
 کو یاد فرمائے اور اس خوشی کے مقابلہ میں اپنی مہربانی سے بطریق تنبیہ یہ بھی فرماتا ہے
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ
 وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ (اے ایمان والو! نہ غافل کریں

تم کو تمہارے مال اور اولاد اللہ کے ذکر سے، اور جس نے غفلت کی پس وہ نقصان
پانیا لونیس سے ہے۔ اسے عزیز خدا کی یاد کی خوشی بھی بے نہایت ہے اور بحالت غفلت
افسوس بھی بے نہایت ہے۔ اسے طالبان خدا اور یا کا پانی بہا ہوا اور زبان سے نکلی ہوئی بات
اور کمان سے نکلا ہوا تیر۔ اور گیا وقت واپس نہیں آتے زندگی کی قدر کرو اور ہر وقت کو
دولت بے بہا سمجھو۔ دیکھو کچھ پتاؤ گے۔ اور پھر دنیا میں نہ آو گے حضرت فرید الدین عطاء فرماتے ہیں

عمر رومی ذال غنیمت ہر نفس چوں رود دیگر نیاید باز پس

زندگی کے ہر سانس کو غنیمت سمجھو (کیونکہ) جب سانس گزر جاتا ہے تو دوبارہ واپس نہیں آتا

عمر تو باشد مثال آب جو آب رفتہ باز کے آید بجو

عمر تیری مثال دریا کے پانی کے ہے جو پانی بہ گیا پھر واپس نہیں آتا

ارشاد نبوی صلعم ہے کہ الدُّنْيَا مَزْدَعَةٌ الْآخِرَةُ (یعنی دنیا آخرت کی کھیتی ہے)

اسے عزیز زمین دل میں ذکر حق کا ہل چلا! اور پھر اس میں محبت خدا اور خلوص کا تخم بوی!

اور پھر اس میں حدود شریعت کی کیا ریاں بنا!!! اور پھر خوف خدا اور اس کی بے نیازی اور

اپنے گناہ اور اس کے ارشاد فَلَیضُ حَكْوًا قَلِيلًا وَ لَدَيْكَ كَرَامَةٌ نَظْرًا (کہ یہ وزاری کا

اس میں پانی دے اور پھر اسکو اَفَوْضُ اِمْرِي اِلَى اللّٰهِ کہہ کر رب کے حوالہ کر۔ اگر اسے

عزیز تو نے ایسا نہ کیا تو تیرے دل کی کھیتی اور حیات ابدی اور راحت دارین غارت

ہو جائے گی اور جو کچھ تو دل کی زمین میں بوسے گا وہی آخرت میں کاٹے گا۔ چنانچہ حضرت

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

آں کہ غافل بود از کشت بہار اُوچہ دانہ قیمت اس روزگار

جو غافل رہا اور بہار زندگی سے نا آشنا رہا (یعنی زندگی میں یاد حق نہ کی) وہ بھلا زمانہ کی قدر دیکھا جاتا

گندم از گندم برود جو ز جو
از مکافات عمل غافل مشو
گیہوں سے گیہوں اگیں گے اور جو سے جو
اپنے اعمال کی جزا سے غافل مت ہو
زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی
زندگی عبادت و یاد خدا کے لیے ہے
بے عباد اور یاد حق کے زندگی باعث شرمندگی ہے

حضرت سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت
دماغ بہیدہ بخت و خیال باطل بست
جس شخص نے کہ برائی کا بیج بویا اور بھلائی کی اُمید کھی
اُسے لاحق اپنا دماغ خراب کیا اور لغو خیر سال باندھا
برگ عیش بگور خویش فرست
کس نیار و پس تو پیش فرست

راویا کہ ام کا سانا اپنی قبر میں بھیجا (یعنی عبادت و یاد حق کر) (دور) کوئی تیر بعد تیر لے سا ان نہیں لایگا تو اپنے ساتھ بھیجے

حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں -

ہر چیز کہ از تو کم شود غنیمت مئی ان
زہنار تو وقت خویش را کم نہ کنی
اگر کوئی چیز تیری کم ہو جائے تو پروا کر (لیکن) تو ہرگز اپنا قیمتی وقت بیکار مت کھو
ایک بزرگ فرماتے ہیں -

زہر نفس بہ قیامت شمار خواہد بود
گزہ کن کہ گزہ کار خوار خواہد بود

قیامت کے دن ہر نفس کے متعلق بازپرسنگی (اس لئے) تو گناہ مت کر کیونکہ گنہگار ذلیل و سوا ہوگا

بسا سوار کہ فردا پیادہ خواہد شد
بسا پیادہ کہ فردا سوار خواہد بود

قیامت کے دن بہت سے سوار پیدل ہونگے (جسکے) اعمال اچھے نہیں ہیں، اور سے پیدل برق سوار ہونگے ان میں

حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ جنت میں جنتیوں کو کوئی افسوس اور حسرت نہ ہوگی۔ مگر

ایک بات کی کہ جو وقت اہل جنت کا دنیا میں خدا کی یاد سے غفلت میں گزارا ہوگا۔ حضرت

مولانا فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اے سپر از آخرت غافل مباحث باسراعِ این جہاں خوشدل مباحث

اے عزیز! عاقبت سے بچو اور غافل مت اور اس دنیا کی دولت اور عیش میں دل لگا

اے عزیز! مکان بلند بختہ اور باغ و بہار عمدہ میں عمر ضائع کرنا بے وقوفی ہے، بقدر ضرورت

ہر چیز کو لے اور بے ضرورت اشیاء اور فضولیات میں مت پڑ۔ حضرت عطار فرماتے ہیں:-

مرد رہ در بند قفس و باغ نیست در دل او غیر درد و داغ نیست

خدا کی راہ کے مرد (یعنی طالبِ حق) محلوں و باغوں کی بندوبست میں نہیں ہیں بلکہ ہمیشہ ان کے لمحبت سے سوز اور دل درد

گر عمارت را بری بر آسماں عاقبت زیر زمین گردی نہاں

بالغرض اگر تو نے بے فکر عمارت بھی بنالی (تب بھی) تجھے آخر کار ایک دن زمین میں دفن ہونا ہو

خدا کی یاد اور اطاعت کرنا نہایت بے انصافی اور خلاف وعدگی اور ناشکری ہے۔ کیا تم کو

أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کے جواب میں قَالَ الْوَالِیُّ شَهِدْنَا كَمَا كُنَّا يَدْعُونَہیں ہے؟ کیا مَا خَلَقْتُ

الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ تم نے نہیں پڑھا اور نہیں سنا؟ حضرت مولانا رومی

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ سِوَا
جز عبادتِ نیست مقصود از جہاں

یعنی نہیں پیدا جن و انسان کو مگر عبادت کرنے کے لیے اور پڑھ کیونکہ دنیا کے پیدا کرنے کا مقصد سوا عبادت کے اور

افسوس جو مخلوق خدا کی یاد اور معرفت کیلئے ہی پیدا ہوا اور وہ اشرف المخلوقات بھی کہلائے یعنی

انسان! وہ تو خدا کو بھول جائے اور جو بشر کے آرام و راحت کے واسطے خدا چیریں پیدا کرے

وہ ہر وقت خدا کو یاد کریں، بموجب آیت شریفہ **وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا لِيُسَبِّحَ بِحَمْدِ**

(انہیں ہے کوئی شے، مگر وہ خدا کو یاد کرتی ہے)

حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے :-

ابرو بادوسہ و خورشید و فلک کا زہ
 آ تو نامے بکف آری و نقبت نخوی
 بادل ہوا اور چاند سورج اور آسمان سب میں
 تاکہ تو رزق حاصل کرے و غفلت نہ کھائے
 ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار
 شرط انصاف نہ باشد کہ تو فرماں نہبری
 چہ چیزیں تیرے لیے ہیں و تیری بطیع و فرمانبردار ہیں (پس) یہ انصاف نہیں ہے کہ جس نے ان چیزوں کو تیرا فرمانبردار بنایا تو اسکی
 پس عاقل وہ شخص ہے کہ جو اپنے انجام پر نگاہ رکھے، اور نہایت بے عقل اور جاہل
 شخص ہے جو انجام پر نظر نہ کرے، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مرد آخر میں مبارک بندہ ایت
 در پس ہر گریہ آخر خندہ ایت
 انجام پر نظر رکھنے والا آدمی خوش قسمت ہے
 ہر رنج کے بعد راحت ہوتی ہے
 حدیث شریف میں وارد ہوا ہے، کہ کوئی شخص گوو بھر خدا کے راستہ میں سونا
 چاندی خیرات کرے اس شخص سے وہ بہتر ہے کہ جو خدا کا ذکر کرے، جہاد کرے صدقہ دینے
 سے ذکر خدا بہتر ہے، اسی وجہ سے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جہاد سے واپس تشریف
 لایا کرتے تھے، تو صحابہؓ سے فرماتے قد رجنا من الجهاد الا صغرا الى الجهاد الا اکبر
 (ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد و کمپیٹ لوٹ آئے) کفار کے جہاد سے جسم ظاہر پر زخم آتے
 ہیں اور دشمن کو جو سامنے کھڑا ہوتا ہے اُس کو مارتے ہیں اور جہاد اکبر وہ ہے کہ جس سے
 نفس و شیطان مرتے ہیں، اور اُن کی زد سے بچنا پڑتا ہے، کفار سے جہاد گلاب ہے ماہے
 تھوڑے عرصہ کے واسطے ہوتا ہے، اور نفس و شیطان سے ہر لمحہ اور ہر وقت جہاد رہتا ہے۔
 اسی واسطے مولانا رومی فرماتے ہیں :-

ان جہاد اصغر است این اکبر است
 ہر دو کار رستم است و خیر است

وہ چھوٹا جہاد ہے اور بڑا جہاد ہے اور جنگ رتم (ہیلوان) کا کام ہے اور یوں خدا (جہاد کبیر) حضرت علیؑ کا کام ہے

سہل شیرے وال کہ صفہا بشکند شیر آنت آل کہ خور البشکند

ایسے شیر کو معمولی سمجھو جو صفوں کو چیر ڈالے (بلکہ) حقیقتاً دبا در شیر وہ ہے جو اپنے (نفس) کو توڑے

تا شود شیر حسد الزعمون او وار ہد از نفس و از فرعون او

تا کہ شیر خدا اسکی مد سے ہو جائے اور وہ نفس اور اسکے شیطان کے چھکارا پائے

اسی واسطے مجاہد نفس کا مرتبہ مجاہد کفار سے زیادہ ہے۔ اور بعد مرنے کے زندگانی

شہید اصغر سے شہید اکبر کی زیادہ قوی ہے، جیسے مرتبہ کا تفاوت، *یومن للذین والصدقین*

والشهداء والصلحین (فادعہ) صدیقین سے مراد اولیائے کبار ہیں۔ حدیث

شریف میں وارد ہوا ہے کہ ذکر خدا کرنے والا زندہ ہے اور ذکر حق سے غافل مردہ ہے،

ایک صحابی نے عرض کیا خبر دو معجز کو یا نبی اللہ ساتھ ایسی چیز کے کہ بھروسہ کروں میں ساتھ

اس کے حضور نے فرمایا "ہمیشہ ربے زبان تیری تر اللہ کے ذکر سے" حضرت معاذ نے وقت

خصت میں کے عرض کیا کہ کونسا عمل اللہ کے نزدیک بہت پیارا ہے، تو فرمایا حضور انور

صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "مرے تو اس حالت میں کہ زبان تری تیری ذکر اللہ میں" اور

فرماتے ہیں حضور صلعم "نہ کیا کسی آدمی نے کوئی عمل کہ بہت نجات دلانے والا ہو اس کو

اللہ کے عذاب سے سوائے ذکر اللہ کے" اور ارشاد فرمایا جناب صلعم نے "نہ غافل ہو ذکر

خدا سے اگر غافل ہو گے تو بھلائے جاؤ گے رحمت سے" اور ارشاد ہے قسم ہے اللہ کی

البتہ یاد کرتی ہے اللہ کو ایک قوم دنیا میں اور سمجھے ہوئے بچھو پیسے داخل کرے گا اللہ انکو بندہ ہشتون نہیں

آگاہی: زبان تر سے حضور صلعم کی منشاء مبارک نے بان دل ہے کیونکہ وہ کسی وقت بھی

خشک نہیں ہوتی یعنی بند نہیں ہو سکتی۔ زبان ظاہر وقت ہیوشی اور امراض زبان اور

وقت مرنے اور بحالت ناپاکی بند ہو جاتی ہے، مگر زبانِ دل ہر حالت میں تر رہتی ہے اور بچپنوں میں بحالت سونیکے اور بحالت ضعف یا بیماری یا بیہوشی ہر حالت میں آسانی ذکر کیواسطے حضرات نقشبندیہ کے یہاں ذکر قلبی بلا کسی تکلیف اور تکلف کے جاری رہتا ہے اور کوئی شے اس کے ذکر کرنے کے مانع نہیں ہوتی۔ ترقی بجانب باری عز اسمہ جناب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام سب کو کثرتِ ذکر سے ہوئی ہے، درمیان خالق و مخلوق کے یہی ذکر ہے کہ جو ذکر کو مذکور تک پہنچاتا ہے، ذکر خدا آئینہ دل کی صیقل ہے اور طلبہ کی محبتِ الہی کے زخم کیلئے مرہم ہے اور روح کی غذا ہے۔ حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ذکر حق آمدنِ ذرا این روح را مرہم آمد این دل بس روح را
 ذکر خدا اس روح کے لیے غذا ہے اور اس زخمی دل کیلئے مرہم ہے

حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

اللہ اللہ ایں چہ شیرین ست نام شیر و شکر می شود جانم تمام
 اللہ اللہ! یہ کیا میٹھا نام ہے کہ دودھ شکر کی طرح سیری جان ہوتی جانی
 خود چہ شیرین ست نام پاک تو خوشتر از آب حیات اور اک تو
 تیرا نام پاک خود کتنا میٹھا ہے اور تیرا اور اک آب حیات بدرجہا اچھا

ذکر خدا دنیا سے دور اور خدا سے قریب کرتا ہے، ذکر خدا جہنم سے منفصل اور جنت سے متصل کرتا ہے، ذکر خدا تمام دنیا کی نعمتوں سے بہتر ہے، کہ فضائلِ ذکر سے قرآن و حدیث بھرے ہوئے ہیں، خاقانی فرماتے ہیں:-

پس از سی سال این معنی تھویش بخدائی دے با یاد حق بودن بہ از ملک سلیمانی
 تیس سال کے بعد حقیقت خاقانی ثابت ہوئی کہ ایک دم ذکر خدا میں مشغول رہنا ملکِ سلیمانی بہتر ہے

ذکرِ حق ہی وہ چیز ہے کہ جو خدا کے انوار سے وصل اور مخلوقِ فانی سے فصل کرتا ہے، اور
 زندگیِ ہمیشہ کی عطا کرتا ہے، اور بے یادِ حق زندگی نہیں ہے، بلکہ عند اللہ مرد نہیں شمار
 چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں:

زندگانی نتواں گفت حیاتے که مر است زندہ آنت که با دوست وصالے وارد
 جو زندگی میری ہے اُس کو زندگی نہیں کہنے (بلکہ) حقیقتاً زندہ وہ ہے کہ جو دوست وصال کھتا ہو
 وہی زندہ رہے جو مرگے یادِ الہی میں حیاتِ جاوداں آبِ بقا اللہ ہی اللہ ہے
 جس دل میں نورِ ذکر خدا نہیں وہ دل ہی نہیں چنانچہ مولانا رومی فرماتے ہیں:-
 چوں نباشد نورِ دل دل نیست آن چوں نباشد روح جز کل نیست آن
 جب دل میں نہیں ہے تو وہ دل ہی نہیں جب نہ ہو روح جز تو کل کہ ہو سکتا ہے
 آن ز جاہ کو ندارد نورِ جاں بول قارورہ است قندیش مخاں
 وہ فانوس جس میں روشنی کی بتی نہیں ہے وہ فانوس پشیا کا قارورہ بنانے کے کام لے ہے

حضرت حکیم سنائی فرماتے ہیں کہ دل اُسکو کہتے ہیں کہ جو دل ذکرِ حق اور انوارِ الہی سے پر نور ہو اور
 خدا اُسکو نظرِ رحمت سے دیکھے اور جس دل میں خیالاتِ فضول بھرے ہوں وہ دل دیوبھوت کا چہ
 ہے، حقیقتاً وہ دل نہیں ہے، ارشاد فرماتے ہیں،

دل کے منظرِ رسانی حجرہ دیورا چہ دل خوانی !
 دل خدا کے دیدار کی جگہ ہے شیطان کے گھر (یا ضدِ اغفل دل) کو تو دل کیوں کہتا ہے

یہ حضرت حکیم سنائی حضرت مولانا رومی سے پیشتر ہوئے ہیں، چنانچہ مولانا
 رومی ان کی تعریف میں فرماتے ہیں،

عطار روح بود و سنائی دو چشم ما ما از پس سنائی و عطار آمدیم

حضرت عطار میری روح ہیں، اور حضرت حکیم سنائی میری دونوں آنکھیں ہیں ان دونوں کے بقا ہے

عطار سے مراد مولانا کی حضرت فرید الدین عطار ہیں، رحمۃ اللہ علیہم آمین۔

اے عزیز یہ دنیا فانی ہے، بے وفا ہے۔ اور مثل خواب و خیال ہے۔ اس میں پھنس کر خدائے
 باقی و کریم و رسول رُوف و رحیم سے منہ موڑنا کیسی صریح غلطی اور افسوس کی بات ہے، اے
 عزیز جس قدر عزیز و اقارب دنیا کے ہیں، وہ سب اپنے مطلب کے ہیں۔ تمام عمر ادا نادہیوی دوستوں
 وغیرہ عزیزوں سے احسان کیا جائے اور ذرا ان کی مرضی کے خلاف ایک بات کی اور اُنہوں
 نے تمام عمر کی خدمت اور سلوک پر پانی پھیرا اور اگر تھوڑی دیر کو مان لیا جائے کہ دنیا میں تیرے
 عزیز تیرے ساتھ اچھے بھی ہے۔ لیکن قبر میں تیرے ساتھ کون جائیگا؟ حضرت مولانا رومیؒ
 نے خوب فرمایا ہے۔

ایں جہاں فانیست و آں باقیست دل بستین این جہاں نادانیست

یہ دنیا فانی اور وہ جہان باقی رہنے والا ہے اس دنیا کے فانی پر گرویدہ ہونا غلطی اور کم عقلی ہے

ایں جہان و اہل این بجایصل اند ہر دو اندر بے وفائی یکدل اند

اس دنیا اور جو اس دنیا میں ہو سب بیکار ہیں دنیا اور دنیا والے بے وفائی میں کیساں ہیں

پس تراہر لحظہ مرگ و رجعتیست مصطفیٰ فرمود دنیا ساعے است

پس اے عزیز تجھ کو شوکا ہرقت سامنا اور آخرت کی طرف جانا دشمنی ہے اسی سطرے رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

حضرت سعدی فرماتے ہیں :-

منہ دل بریں دھڑ زنا پادار ز سعدی ہمیں یک سخن یا و دار

اس عارضی دنیا پر فریفتہ مت ہو سعدی سے بس ہی ایک نصیحت کی یاد رکھ

اور دنیا کے فانی کے بارہ میں حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

باچہ ماڈرن جہاں گویم جواب آں کہ بیند آدمی چیزے بخواب
 اگر کوئی بچہ پوچھے کہ دنیا کیا چیز ہے تو میں جواب دینگا کہ دنیا کی مثال ایسی ہو کہ جیسے کوئی شخص خواب میں کچھ دیکھے
 چوں شوی بیدار از خواباے عزیز حاصل نبود ز خوابت ایچ چیز
 جب خواب بیدار ہو جائیگا، تو سمجھے اس خواب کی چیزے کچھ نہیں لینگا کہ جو کچھ تو نے خواب میں دیکھی تھی
 بچنیں چوں زندہ اُفتادہ مُرد ایچ چیزے از جہاں باخود نبرد
 اسی طرح جب تو زندگی کے بعد مرے گا تو کوئی چیز اس دنیا سے نہیں لے جائے گا
 جائے گر یہ بست این دروئے مخند چشمِ غیرت بر کشاؤ لب بہ بند
 یہ دنیا رونے کا مقام ہے اس میں رستہ بند، غیرت کی آنکھ کھول کر دیکھ اور ہونہ رکھ یعنی کچھ رستہ

فصل دوم فضائل ذکر خفی میں

حضرات نقشبندیہ مجددیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے اپنا دار و مدار ترقی اور قرب حق کے
 واسطے ذکر قلبی یعنی ذکر خفی پر رکھا ہے، بخلاف طرق دیگر کے کہ ان طریقوں مبارک میں
 ذکر زبانی و سیر آفاقی سے سلوک شروع کیا ہے اور حضرات نقشبندیہ نے ذکر خفی اور یہ
 انفسی سے اور دیگر حضرات نے سلوک کو مقدم رکھا ہے، اور حضرات نقشبندیہ نے جذب
 کو مقدم رکھا ہے سب طرق مبارک میں زیادہ تر ذکر اسم ذات اور نفسی اثبات
 کو لیا ہے اور اکثر حضرات نقشبندیہ نے اسم ذات کے ذکر کو لیا ہے، یا صرف فکر ذات
 جس سے مراد وقوف قلبی ہے، یعنی دل کا خیال ہر وقت ذات واجب الوجود کی طرف ہو
 اسکا سبب یہ ہے کہ ذکر کلمہ توحید سے سلوک طے ہوتا ہے اور ذکر اسم ذات سے جذب پیدا ہوتا ہے۔

اسی واسطے حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اپنی کوشش سلوک کو مؤخر جان کر جذب ربانی کو مقدم رکھتے ہیں۔ بھید ذکر اسم ذات کا یہ ہے کہ اکثر محققین دین اس اسم کو اسم اعظم کہتے ہیں علاوہ اسکے بقدر اسما و صفات میں انکا ایک حرف کم کر دینے سے وہ اسم بے معنی ہو جاتا ہے جیسے حسیم کی تے، کریم کا کاف کم کر دیا جائے، علی ہذا القیاس، اور اسم ذات کا ایک ایک حرف ذات کی طرف بھاگتا ہے، جیسے اللہ کا الف گرا دینے سے اللہ رہ جاتا ہے اور اللہ کا لام گرا دینے سے لہ، بن جاتا ہے اور لہ کا لام کم کر دینے سے لا رہ جاتا ہے، یعنی وہ ذات غیب الغیب، جو لفظ اور حرف اور معنی و خیال سے پاک ہے۔ اسی معنی میں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

بنام آں کہ آں نامے نداد بہ نامے کہ خوانی کہ سر بر آرد

اور یہ ترجمہ ہے اس آیت شریفہ کا سُبْحَانَكَ تَعَالَىٰ عَمَّا يُصِفُونَ (وہ ذات پر پاک ہے اس سے کہ تم اس کو پکارو اور موصوف کرو) غرض کہ اسم ذات بے لفظ ہے اور ہر حرف اس کا با معنی ہے، اور اپنے ذاکر کو دو اداں دو اداں مذکور تک پہنچاتا ہے، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

اللہ اللہ اسم ذات پاک دوست اسم اعظم از برائے قرب دوست

اللہ اللہ نام ذات پاک دوست کا اسم اعظم ہے اسکے (یعنی خدا کے) قریب کسینے

اللہ اللہ ایں چہ نام خوش مذاق حرف حرفش می و بدجاں را رواق

اللہ اللہ یہ کیا خوش ذائق نام ہے کہ اسکا ہر ہر جہان کو ترقی اور راحت بخشتا ہے

ذکر خفی کا استدلال یہ حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین آیت اذ تَعَاوَنُوا رَبَّكُمْ تَضَعُوا

وَعَثِيَّةٌ اور حدیث شریف اِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ اَصْتِمَ وَلَا غَايِبًا (ترجمہ: نبی کریم صلعم نے

صحابہ سے ارشاد فرمایا بیشک تم نہیں پکارتے ہو بہرے کو اور نہ غائب کو!) (یعنی آیت ذکر کو اس لئے

کہ چلا کر توجہ پکارا جاتا ہے جبکہ کوئی بھرایا غائب ہو لیکن یہاں ایسا نہیں ہو بلکہ خدا سمیع و حاضر
ہو اور ذکر اسم ذات کا اَلَيْسَ اللهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ سے فرماتے ہیں! ان حضرات کا تعلق
روحی و سمیت عالیہ ذات حق تعالیٰ پر گئی ہوئی ہے اور اسی واسطے ذکر اسم صفاقی کو چھوڑ کر ذکر
اسم ذات کو لیا ہے، اسی مطلب میں مولانا رومی فرماتے ہیں:

گفت اَلَيْسَ اللهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ تانہ گرد و بستہ ہر سو حیلہ جو

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا اللہ اپنے بندے کیلئے کافی نہیں ہے (اسکی وجہ یہ) تاکہ اُس کا بندہ حیلہ جوئی کرے

اور اسی معنی میں امام طریقہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

ہر کہ دیدہ شد و شنیدہ شد و دانستہ شد آن ہم جو کچھ کہ دیکھا جائے سنا جائے اور جانا جائے وہ سب

غیر است بحقیقت کلام لافنی آں باید کرد۔ غیر خدا ہے اسکی نفی کلام سے کرنی چاہیئے۔

یعنی اے طالب حق نگاہِ علم سے اور نگاہِ دل سے اور ہر قسم کا جو ادراک تجھ کو ہو تو جان لے کہ

یہ غیر خدا ہے اسکی طرف مخاطب مت ہو بلکہ نگاہِ دل تیری ذاتِ غیبِ کیطرت رہنا چاہیئے۔

اگلا بھی: بعض طالب کو ذکر اسم ذات بعض کو صرف فکر ذات بعض کو ذکر نفی اثبات اور بعض کو تاد

قرآن مجید اور بعض کو کثرتِ فاضل اور بعض کو کثرتِ درود قائمہ بخش ہیں، شیخ بخیدہ فہمیدہ جس کسی کو جو نسخہ

مناسب سمجھے دے، اور طالب آپر عمل کرے، ذکر اسم ذات کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دست چپ (بائیں)

ہاتھ کی طرف سینہ سے دو انگشت نیچے پسلی کی طرف دل ہوتا ہے، لہذا اپنے قلب کی زبان خصال

سے ہر وقت ہر حالت میں چلتے پھرتے بات کرتے کھاتے پیتے لکھتے پڑھتے پاک ہو یا ناپاک جب تک ہوش

رہے اللہ کہتا ہے اور پوری توجہ کیسا تو دل سے خدا کی طرف متوجہ ہے اور دل میں خیال غیر

خدا کو حتی الامکان نہ آنے دے، اگر آجاوے تو اس کو دور کرے جیسے لپٹو کو کپڑوں میں نہ آنے

دے اور آجائے تو کپڑوں میں اس کو دور کرنے کی کوشش اور خیال رہتا ہے، اسی طرح

دل میں خیال غیر خدا کو نہ آنے دے اور آجائے تو دور کرنے کی کوشش میں ہے، جیسے لپٹو کے کپڑوں میں گھس جائیے بچپنی اور پریشانی رہتی ہے، اسی طرح دل میں خیال غیر خدا آجائے پریشانی اور بچپنی ہونا چاہیے اور خدا کی صفات **سَمِيعٌ وَبَصِيرٌ** وغیرہ کی طرف یاد دل کی شکل پر خیال نہ رکھنا چاہیے، بلکہ ذاتِ ستجج صفات بچوں و بچکوں کی طرف جانبِ عرش خیال رکھنا چاہیے اور ایک طرفہ العین خدا کی طرف سے دل کو غافل نہ ہونے دے، نہ معلوم کس وقت نگاہِ کرم ہو جائے اسی واسطے ایک بزرگ فرماتے ہیں:

یک چشم زدن غافل ز اں ماہِ نباشی شاید کہ نگاہے کند آگاہ نہ باشی
ایک پل کے لئے بھی خدا سے غافل مت ہو (کیونکہ) نہ معلوم کس وقت وہ نگاہِ کرم کرے اور تو باخبر ہو
اور کسی نے خوب کہا ہے :-

ذاتِ غیبِ الغیب پر رکھنا خیال ہے کلیدِ معرفتِ قرب و وصال
ہے ہی اصلِ طریقتِ ہوشمند اور طریقہ خواجگانِ نقشبند!

آگاہی: دل ظاہری ناپاکی سے ناپاک نہیں ہوتا، ظاہری ناپاکی جسم سے زبان اور جسم ناپاک ہوتے ہیں، دل کی ناپاکی کفر و شرک و غفلت سے ہوتی ہے۔

اللہ نہ کہے کیونکہ ^{التابیش} کا تعلق باجلال ہے اور ^{یہا پیش} کا باجمال ہے اللہ کا ذکر کرتے غصہ اور وحشت اور انقطاعِ محبت از اہل و عیال ہوتا ہے اور معاملاتِ دنیوی درہم برہم ہوتے ہیں اور اللہ کے ذکر کرنے سے قربِ حق میں بھی ترقی ہوتی ہے اور ہوش و حواس میں بھی فوق نہیں آتا، اور کار و بارِ دنیوی بھی آدمی کرتا رہتا ہے۔ اور طریقہ ذکرِ نفی اثبات کا یہ ہے کہ اگلا کو قوتِ خیال سے نام سے اٹھا کر دماغ پر لیجاوے اور اللہ کو دماغ سے سیدھے مونڈھے پر لائے اور اگلا اللہ کو سیدھے مونڈھے پر سے قلب پر ضرب دے اور

اور اگر جس دم کید ماتھ ذکر کرے تو فائدہ جلد محسوس ہوگا۔ لیکن سانس بند کر کے ذکر کرنا امام طریقہ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فوائد میں داخل ہی شرط نہیں ہے جس دم کا طریقہ یہ ہے کہ سانس کونان سے نیچے بند کر کے ایک سانس میں تین مرتبہ پھر پانچ مرتبہ پھر سات مرتبہ اور پھر نو اور پھر گیارہ مرتبہ اسی طرح عدد طاق کے ساتھ اکیس مرتبہ تک ایک سانس میں ذکر کرنا محال و پیدا کرے۔ اکیس مرتبہ ذکر پہنچنے پر کشتہ کا رباطن ہونے لگتا ہے اور اثنائے ذکر میں خیال غیر خدا کو نہ آنے دے، بعض بزرگ ایک سانس میں ذکر نفی اثبات تو سو مرتبہ کر لیا کرتے ہیں اور ذکر اسم ذات کسی کسی سو بار،

ہدایت: پیر کو چاہیے کہ جس طالب کا جسم لمبی ہو، یا اس کو گھی دودھ وغیرہ میسر ہو اس کو جس دم فائدہ کرے گا، اور اگر کسی کا جسم خشک ہے، یا مرغن غذا کھانے کو نہیں ملے تو اسکو جس دم زبانا چاہیے، طریقہ عنان داری وقت ذکر کے مناسب ہوگا، عنان داری یہ ہے کہ سانس اندر کو پوزی کھینچ لینا اور اس کو وقت باہر آنے کے آہستہ آہستہ چھوڑنا۔ اگر اس کو ہر وقت بھی قائم رکھے تو بھی نقصان نہیں ہے۔ اسی واسطے حضرت خواجہ نقشبند فرماتے ہیں کہ چرب بخورد کار خوب بساز“ (یعنی کھامرغن کھانا، لیکن یا خدا بھی خوب کرا) اور جب اسم ذات کا ذکر کرے اس وقت بھی خیال غیر دلیں نہ آنے دے اور نفی اثبات کے ذکر میں جب سانس ٹوٹے اس وقت مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ کہنا چاہیے۔ فائدہ: اگر کسی طالب کو جذب حق زیادہ ہو جائے کہ جس سے اتباع سنت اور پرورش اہل و عیال میں فرق آئے تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ اَکْبَرُ اور مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ تین یا پانچ یا سات بار کہنا چاہیے اور سورہ اَلْمُنَشَّح کی بھی کثرت اور رو و شریف بھی زیادہ پڑھنا چاہیے انشاء اللہ معاملہ طالب کا ترقی قرب حق اور معاملات دنیوی میں اوسط پر آجائیگا۔

فائدہ: طالبان حق کو ہزار بار درود اور ہزار بار استغفار روزمرہ پڑھنا چاہیے

تاکہ درود سے قبولیت اور استغفار سے ازالہ غفلت اور معصیت ہوتا ہے، میرے حضرت محمد علی
 شیرخان صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک سانس میں سو مرتبہ کلمہ شریف کا ذکر کیا کرتے تھے اور ایک
 ایک نشست میں آٹھ آٹھ ہزار مرتبہ کلمہ شریف کا ذکر کیا کرتے تھے، گویا آپ کی شان ذکر کثیر
 کی شکل مجسم تھی۔ اور خوبی شیخ کامل کی تعلیم کی یہ مانی گئی ہے کہ طالب اپنے معاملات و نبوی او
 پرورش اہل و عیال اور اتباع سنت کرتا رہے اور اس کے ہوش و حواس میں فرق نہ آئے،
 سوائے اس وقت کہ جس وقت نور و صحت الوجود کا اُس پر پورا طاری ہو، اگر کثرت جذب
 سے ہمیشہ کے لئے خدمت اہل و عیال جاتی رہی یا ہوش و حواس میں فرق آگیا یا اتباع سنت
 اُس کے ہاتھ سے گئی جو سب سے زیادہ باعث قرب حق ہے، تو شیخ کی تعلیم کا نقصان اور طالب
 کی کم ظرفی کا ثبوت ہو۔ ذکر اسم ذات میں یہاں تک مشغول رہے کہ بلا تکلف قلب کو خود بخود
 جاری پائے، ثبوت اور اطمینان اجرائے قلب کے واسطے چند باتیں ضروری ہیں، اول قلب
 کی حرکت ذکر کے ساتھ ہونا، دوسرے طالب کے کان میں ذکر قلب کی آواز کا آنا، تیسرے
 نور زرد لطیف قلب یا دیگر انوار لطائف کا بچشم دل یا بچشم ظاہر نظر آنا، چوتھے ہر وقت دل کی نگاہ خفا کی نظر
 ہونا۔ اگر یہ چاروں باتیں تصدیق کی میسر ہوں تو نور علی نور و نہ چوتھی شق نہایت ضروری ہے
 اگر ان چاروں باتوں میں سے کسی کو بھی نہ پائے تو اپنا خیال ذکر ہونے کا نہ پکائے حضرت شیخ
 محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "جب طالب بازار میں جائے تو سوائے ذکر خدا
 کے کوئی بات اسکو سنائی نہ دے، تب ثبوت ذکر قلبی ہے" اور حضرت غلام علی شاہ صاحب
 رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "فقیر کے نزدیک دل کے جاری ہونے کا یہ اچھا ثبوت ہے کہ جب طالب
 خواب سے بیدار ہو تو اپنے دل کو بلا اپنی کوشش اور خیال کے خدا کے ذکر میں پائے"
 صرف زبانی ذکر سے کثرت کار باطن کلی نہیں ہوتا، جب تک کہ نظر گاہ رب العالمین جلوہ گاہ خالق

آسمان وزمین یعنی دل نور ذکر سے منور ہو کر خیال غیر سے خالی نہ ہو جائے، لائق رحمت نہیں ہوتا
اسی واسطے خواجہ ناصر عند لیب حمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

دل آگاہ می باید و گرنہ! گد ایک لفظ بے نام خدا نیست
بائبر دل جاہیے یعنی برقت خدا کی طرف توجہ ہنا چاہئے؛ ڈر جھیک مانگنے و آفیز بھی برود خدا کو پکارا کرتے ہیں اور کا خیال دل کے
آگاہی: ذکر قلبی کی انتہا پر ذکر کثیر شروع ہو جاتا ہے۔

ہدایت: ذکر قلبی میں بہت کوشش کرنا چاہیے جس قدر ذکر قلبی قوی ہوگا اسی قدر
سلطان الاذکار قوی ہوگا اور جس قدر سلطان الاذکار قوی ہوگا اسی قدر ولایت صغریٰ کمال
اور فیضان قوی ہوگا اور پھر ہر ایک مقام میں ترقی اور نسبت قوی ہوگی، طالب اور پیر دونوں
اس ذکر قلبی سے جلد ترقی کرنے کی کوشش نہ کریں۔ اس میں ذرا توقف کریں، خوب پختہ ہو جانے
آگے سلطان الاذکار کی طرف چلنا چاہیے، ذکر قلبی قاعدہ بغدادی کی طرح ہے، جو بچہ قاعدہ روانی
سے پڑھ لیکر وہ قرآن شریف پڑھنے میں بھی تیز اور دال ہوگا اور جس بچہ کی حرف شناسی اور
قاعدہ کی روانی کم ہوگی وہ عبارت قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھے گا اور غلط بھی پڑھے گا۔

فصل تیسری سلطان الاذکار میں

اللہ پاک قرآن مجید و فرقان حمید میں سورہ حمہ میں فرماتا ہے وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (ترجمہ: اے مومنو! خدا کا ذکر زیادہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ)۔ اور
دوسری جگہ فرماتا ہے وَاذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا (ترجمہ: اے مومنین اللہ کا ذکر
بہت زیادہ کثرت سے کرو) اگر وہ صوفیہ نے اس ذکر کی کئی اصطلاحیں مقرر کی ہیں اسکو

سلطان الاذکار اور ذکر کثیر اور تجوہ قلبی کہتے ہیں اور بعض اسکو ذکر ائحد بھی کہتے ہیں اور یہ لفظ ان حد جو گویہ کی اصطلاح میں کہتے ہیں کہ جس کے لینے کی ہم کو کوئی ضرورت نہیں، یہ سلطان الاذکار ذکر قلبی کی انتہا ہونے پر شروع ہوتا ہے، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے طلبہ کو یوں سلوک طے کرایا کرتے تھے کہ پہلے لطیفہ قلب کی طرقت متوجہ ہو کر اس کو ذکر کیا کرتے تھے، پھر لطیفہ روح۔ پھر لطیفہ سر۔ پھر لطیفہ حنفی پھر اخفی کو، جب یہ پانچوں لطیفے عالم امر کے جاری ہوجاتے تو پھر لطیفہ نفس کی طرقت جس کا مقام پیشانی ہے، توجہ فرمایا کرتے تھے، لطیفہ نفس کی پرورش یعنی درستی کرنے کے بعد تمام جسم سے ذکر حق جاری ہوجاتا ہے، لطیفہ نفس چاروں عنصر آب، ہوا، آتش، خاک کا لب لباب اور ان سب کی حقیقت ہے، یعنی سالک کے رگ، پٹھ، ہڈی بال روآں وغیرہ سب ذکر ہوجاتے ہیں، اور طالب حق سب کا ذکر اپنے کانوں سے سنتا ہے اور ذکر کی حرکت محسوس ہوتی ہے، اور جب اس مقام میں پوری ترقی ہوتی ہے، تو تمام مخلوقات شجر، حجر، درو دیوار، ذرہ ذرہ اور آسمان وزمین سے آواز ذکر کی طالب سنتا ہے، اور اس پر

وَابْنُ مَتْنٍ شَيْئًا اِلاَّ يَسْتَجِبُ بِحَمْدِهِ كَارَاذُ كَهَلْتَا بے، اس کا ایک طرفۃ العین کا ذکر اوروں کے صد ہا سال سے بہتر ہے، اسی مطلب میں شیخ سعدی فرماتے ہیں،

بذکرش ہر چہ بینی در خروش است ولے داند دریں معنی کہ گوش است
 خدا کے ذکر میں تو جس چیز کو دیکھیا کا تصور ہو لیکن ایک کو ہی شخص جانتا ہو جسکے پاس خدا کے لیے ہوکان ہیں
 اور مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایں سخن از گوش دل باید شنود گوش گل اینجانہ داروہی سچ سود
 یہ بات دل کے کانوں سے سنو مٹی کے کان یہاں کچھ فائدہ نہیں دیتے

لیکن حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے

صاحبزادہ اور خلیفہ اعظم گویا حضرت شیخ کے قائم مقام ہیں انہوں نے اپنے اجتہاد سے یہ طریقہ طلبہ کی پرورش کا فرمایا ہے کہ لطیف قلب کو ذاکر و منور کر کے لطیف نفس کی تکمیل فرمایا کرتے تھے اور ان دنوں لطائف کے اثرات و انوار سے درمیانی لطائف روح، سر، سختی اور سختی خود بخود نورانی اور ذاکر ہو جاتے ہیں، اثنائے حال سلطان الذاکر میں سالک سوائے ذکر خدا کے کچھ نہیں سنتا۔ لیکن اپنے خیال اور عقل و تیز کو کیوں کر کے کسی کی بات سننا چاہے تو سنتا ہے، مگر ذکر حق کی آواز بھی تمام خلقت سے برابر سنتا رہتا ہے، حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ شاید اسی حالت کے واسطے فرماتے ہیں: کہ "ذاکر جب بازار میں جائے تو سوائے ذکر حق کے اور کچھ سنائی نہ دے" کہ جس کی تشریح فصل ذکر قلبی میں گذر چکی، ایسی حالت میں اور اس مقام میں سالک پرستی اور بخودی طاری ہونے لگتی ہے اور اسی حالت میں سالک کچھ سماع سننے کے قابل ہوتا ہے اور پوری طور پر جب مستحق سماع کے سننے کا ہوتا ہے، جب قدم سالک کا مقام وحدت الوجود میں ہو، کیونکہ وہ مقام نہایت عشق شدید اور سوزش کا ہوتا ہے کہ جس کی تشریح ولایت صغریٰ میں کی جائیگی۔ اور سماع اس کو بجائے فائدہ کے نقصان نہیں دیتی، جب تک ان دونوں حالتوں میں یعنی سلطان الذاکر اور ہمہ اوست کے مقام میں نہیں آتا مستحق سماع سننے کا نہیں ہے۔ اس حالت سے پہلے اس کو مضر ہے، کیونکہ جب تک ذکر خدا سے لطائف پاک و صاف نہ ہو جائیں، تب تک ہر چیز اور ہر خیال میں اسکی اندھیری اور ظلمت رہتی ہے جیسے کسی کو صفراوی بخار ہو تو مریض کو ہر شیریں چیز بھی کراوی معلوم ہوتی ہے، اسی طرح مریض معصیت ہر آواز خیر میں شریب پیدا کر لیتا ہی اور خاصان خدا شر سے خالی اور خیر سے پُر ہوتے ہیں، اور ہر آواز زشت اور خوب کو منجانب اللہ سنتے اور جانتے ہیں اور خاصیت کان نمک کی رکھتے ہیں، بقول "ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد"۔ لہذا ان کو ہر آواز فائدہ کے سوا نقصان نہیں دیتی، بقول مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ

کفر گیسو کا مل ملت شود ہرچہ گیر و علتی . علت شود

کامل کفر کو لیتا ہے اور اپنے کمال کی وجہ سے اس کفر کو دین بنا دیتا ہے، اور ناقص جو کچھ لیتا ہے وہ اسے نقص اور خرابی
لیکن اس حال کے سالک بہت کم ہوتے ہیں، اہل قال اس حال کے اکثر ہیں اور غنا تو ہر طرح
ضرر ہوتی ہے، چاہے منہتی ہو یا مبتدی .

سوال : سماع اور غنا میں کیا فرق ہے ؟

جواب : سماع اس کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص بڑھایا جوان باشرع اللہ تعالیٰ کی حمد یا
نبی کریم صلعم کی تعریف (نعت) یا اولیائے عظام کی توصیف (سبقت) یا اشعار عاشقانہ یا دنیا کی مذمت
اور عاقبت کی خوبی میں باواز خوش پڑھے، تو یہ جائز ہے، اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں اور غنا
یہ ہے کہ مزامیر علاوہ ودف کے بجائے اور لڑکایا عورت اشعار خوش آوازی سے پڑھے تو اسکی حرمت
میں کسی کو اختلاف نہیں، نقصان کی چیز ہر حالت میں نقصان دہ ہوتی ہے اور فائدہ کی چیز ہر حالت
میں فائدہ مند ہوتی ہے، جیسے کوئی شخص سردی میں نکھیا کھائے تو فصل سردی میں بوجہ سردی کے نکھیا
کی گرمی نہیں معلوم ہوگی۔ لیکن جب گرمی آئے گی تو ضرور اسکو نقصان محسوس ہوگا یا جیسے کسی کی
ناک زکام یا بیماری کی وجہ سے بند ہے اور اس کو کسی چیز کی بدبو یا خوشبو نہیں آتی، تو حقیقتاً یہ بات
نہیں ہے کہ اس شئی میں بدبو یا خوشبو نہیں ہے، بلکہ یہ اسکی ناک کی خرابی کا سبب ہے، لیکن جب
ناک صاف ہو جائیگی تو برابر اسکو بدبو یا خوشبو آئے گی، اسی طرح جو چیزیں خدا نے حرام کر دی ہیں
جیسے غیر محرم عورتوں کا اور آمد کا گانا سنا، یا طبلہ سازنگی وغیرہ مزامیر جنکو شریعت نے حرام کر دیا
ہے، وہ کبھی کسی کو خواہ صاحب حال ہو، یا صاحب قال فائدہ نہیں کرتے، بلکہ نہایت نقصان پہنچانے
والے ہیں جب کوئی سالک ایسے افعال خلاف شرع سے فائدہ سمجھتا ہے تو آخر میں بھگتا
ہوگا اسکو ضرور نقصان محسوس ہوتا ہے اور اگر سالک صاحب کثفت یا صاحب ادراک نہیں ہے

اور اس وجہ سے اسکو نقصان کی تمیز نہیں ہوتی، تو یہ اسکا جہل ہی، وگرنہ خدا نے جس کو حاکم فرمایا،
 اُس میں حلت کہاں؟ اور خوبی کہا؟ فی زمانہ جو لوگ تارک نماز ہیں، جو فرض عین ہی اور حال و
 قال میں اپنا قدم رکھتے ہیں اور قوالی وغیرہ میں (مہو حق کر کے) کود پھاند کرتے ہیں یہ سراسر مکر ہے
 اللہ پاک مجکوا اور ایسے لوگوں کو ہدایت فرمائے اور اُن کو توفیق عنایت فرمائے! کہ یہ حالات و
 رسال حضرت چشت اہل بہشت جیسے خواجہ خواجگان امام طریقیہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی
 رحمۃ اللہ علیہ و حضرت زبد و عرفا و پیشوائے اقیما حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ
 و حضرت پیشوائے عارفان جناب خواجہ سرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، و حضرت
 جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ، و حضرت علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ و حضرت نظام الدین اولیا
 رحمۃ اللہ علیہ و حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دیکھیں اور سنیں اور سمجھیں
 کہ ان حضرات نے اپنی زندگی میں کس کس سے کس کس طریقہ سے کس کس موقع پر کتنے کتنے عرصہ میں
 سنا ہے اور کس کس طریقہ سے کتنے کتنے عرصہ تک ذکر خدا کیا ہے اور ترک دنیا کس طریقہ سے
 کی تھی، اسی طریقہ پر یہ بھی حسب حیثیت ترک دنیا اور ذکر خدا اور سماع کو اختیار کریں، یہ سراسر
 بے انصافی اور عقل سے خلافت ہے کہ ان بزرگوں کے ترک دنیا اور یاد خدا اور زہد و ریاضت
 میں سے تو روپیہ میں ایک آنہ بھر بھی تقلید کر کے اُس پر عامل نہ ہوں، اور سماع جائز جو انہوں نے
 کثرت عشق محبت خدا میں کبھی کبھی ایک آنہ بھر سنا ہو، اُس کو روپیہ بھر سنا جائے، ذرا دیکھو
 اور سنو اور غور کرو، انصاف سے کام لو، حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال
 اس شعر کے سننے میں ہوا ہے،

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ہرزماں از غیب جان و بگراست

چھ روز تک شب روز سنتے ہے، نہ چھ روز تک کچھ کھایا، نہ پیا، نہ سوئے اور برابر چھ روز تک

آپ پر حال طاری رہا، چھٹے روز اسی کثرتِ حال اور کثرتِ ربانی میں وفات پائی، باوجود اس زبردست حال کے جس میں جان ہی دے دی، مگر جس وقت مؤذن اذان دیتا ہوش آجاتا، اور آپ وضو نماز باقاعدہ ادا کرتے، حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جن کے وقت سے ڈھولک نے رواج پایا ہے، یہ بزرگوار ہر وقت استغراق میں رہتے تھے، نہ کھانے کی خبر نہ پینے کی، یہاں تک استغراق تھا کہ راستہ بھی کسی طرف کا نہ جانتے، نہ دکھتا، مگر جس وقت مؤذن اذان دیتا فوراً اپنی جگہ سے باہر آجاتے، خادم آپ کے آگے آگے حق پکارتا جاتا، اور آپ اپنے محبوب حق کا نام سن کر اس طرف چلتے، نماز باجماعت اور سنت ادا کر کے پھر استغراق میں چلے جاتے اور خادم اسی طرح حق حق کہتا ہوا آگے آگے چلتا اور آپ اُس کے پیچھے پیچھے چلے جاتے، دیکھو یہ ہے حال اور یہ اتباعِ سنت ہے اور تعمیلِ احکامِ خدا ہے، جب اُن کو راستہ اور کھانے پینے ہی کی خبر نہ تھی تو ڈھولک کی کیا خبر ہوتی؟ ان کو ہر چیز میں سے آواز معشوقِ حقیقی آتی تھی سچا سچا مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز بازار میں ہو کر گذرے۔ بازار میں حضرت صلاح الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ ورق کوٹ رہے تھے، حضرت مولانا آواز ہٹوڑے پر صبح سے عصر تک حال طاری رہا، اور یہ شعر حالتِ استغراق میں پڑھتے رہے،

یکے گنجے پدید آمد، ازیں دکانِ زر کو بی
زہی صورت زہی معنی زہی خوبی زہی خوبی

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے سماع کے متعلق خوب فیصلہ فرمایا ہے۔ شعر

زندہ دلاں مردہ تنان را رواست مردہ دلاں زندہ تنان را بیجا است

اسی واسطے حضرات نقشبندیہ نے خوب سمجھ لیا کہ قرب حق ذکر و فکر خدا اور اتباعِ سنت

میں ہے اور کسی کے دریافت کرنے پر سماع جائز کے متعلق حضرت خواجہ خواجگان خواجہ

محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا "نہ انکار می کنم، نہ ایسے کاری کنم" یعنی نہ تو میں سماع جائز کا انکار

کرتا ہوں اور نہ میں سنتا ہوں، حضرت خواجہ علاؤالدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ عزیزان علی
 رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد **وَإِذْ كُنَّا نَدْعُو اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا** سے کیا مراد ہے
 تو خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نہ ذکر کرنیوالے سے زبانی ذکر کرنیوالا ذکر کثیر
 ہے، اور کم ذکر کرنے والے سے زیادہ ذکر کرنے والا ذکر کثیر میں ہے، اور زبانی ذکر کرنے
 والے سے ذکر قلبی کرنے والا ذکر کثیر میں ہے، کیونکہ ہر وقت دل اُس کا جاری ہے اور
 جب دل جاری ہو جاتا ہے تو جملہ اعضاء و جوارح اور رگیں اور جوڑے اُس کے ذکر کے ساتھ گویا
 ہوتے ہیں، اور اس وقت میں سالک ذکر کثیر میں شمار کیا جاتا ہے، پھر اس سالک کا ایک روز
 کا ذکر اوروں کے ایک سال کے برابر ہوتا ہے۔

محمد ہدایت علی کہتا ہے کہ حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ نے جو ایک روز
 اور ایک سال کی مثال فرمائی ہے، اس سال سے شاید سالِ آخرت مراد ہے، ورنہ سالک
 سلطان الاذکار کا ذکر ایک لمحہ کا اوروں کے عمر بھر بلکہ صد سال سے بہتر ہوتا ہے، کیونکہ ذکر قلبی
 اور ذکر لسانی کا شمار صد سال کا لاکھوں کروڑوں اربوں وغیرہ وغیرہ مرتبہ میں شمار ہو سکے گا۔
 اور صاحب سلطان الاذکار تمام مخلوقات زمین و آسمان اور تمام شجر و حجر اور ذرہ ذرہ سے ذکر خدا
 سنتا ہے کہ جبکا شمار سوائے علم حق کے کوئی نہیں کر سکتا۔

آگاہی: جب ذکر کثیر انتہا پر پہنچتا ہے تو دل صغریٰ یعنی وحدت الوجود کی ابتدا ہوتی ہے،
 آگاہی: جب آواز ذکر کی نہایت کو پہنچتی ہے تو آخر میں آواز ذکر کی رفتہ رفتہ کم ہو جاتی ہے یہاں تک کہ پھر
 آواز ذکر کی نہیں رہتی، لیکن اس سے کچھ ہرج نہیں ہوتا، کیونکہ اب وازہ عشق کا اسپر کھولا جاتا ہے کہ جس
 راہ سے وہ جلد خدا تک پہنچتا ہے اور اُس کے دل میں ایک دردِ محبت پیدا ہوتا ہے کہ جس درد کے
 مٹنے کی دعا حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کفر کا فر او دیں دیندار را ذرہ درو دلِ عطار را

اے خدا کفر کا فر کو، اور دین دیندار کو (لیکن) مجھ کو تو اپنی محبت کا درد غایت فرما

اس دردِ دل کی شرح ولایتِ صغریٰ میں آئیگی، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ

علیہ سے کسی نے عرض کیا کہ اب ذکر کی آواز نہیں آتی، تو حضرت نے اس کے جواب میں فرمایا کہ "کچھ فکر

نہیں، جب تک حوضِ خالی ہوتا ہے، اُس میں پانی گرنے کی آواز تیز ہوتی ہے، جوں جوں

حوض بھرتا جاتا ہے، اسی طرح آواز کم ہوتی جاتی ہے، یہاں تک کہ سب حوض بھر جانے پر آواز پانی

گرنے کی بالکل نہیں ہوتی" یہی حالت آوازِ ذکر کی ہوتی ہے، جب تک سالک کثرتِ ذکر سے شرف

نہیں ہوتا، اُس وقت تک خسُ خاشاکِ خانہٴ دل سے صاف نہیں ہوتا۔ الْحَمْدُ لِلَّهِ اس ذکر

کثیر سے ہزاروں طلبہ نقشبندیہ مشرف ہوتے ہیں، میرے حضرت قبلہ محمد علی شیر خاں صاحب

رحمۃ اللہ علیہ کے کئی طلبہ اس ذکر کثیر سے مشرف ہوئے، میں ان کو جانتا ہوں لیکن نام لکھنے اور

ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا اور نہ ظاہر کرنے کا فناء، حضرت صاحبِ رحمۃ اللہ علیہ کا تھا اور شبے،

فصل چوتھی دائرہ امکان میں

دائرہ امکان کے حالات سالک پر ذکرِ قلبی اور ذکر کثیر میں گزر جاتے ہیں لیکن مجھ کو

اس بات کو بیان کرنا ہے کہ دائرہ امکان اصطلاح حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

میں کیا چیز ہے؟ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہر ایک مقام کا دائرہ قرار دیا ہے

اور یہ دائرہ امکان سب سے پہلا دائرہ ہے، اور یہ طرز اور اصطلاح دائرہ خاص آپ کی ہی

قرار داد ہے، دائرہ ہر مقام کے واسطے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے، کہ جیسے دائرہ کا

کوئی پہلو کوئی کونہ کوئی سمت کوئی انتہا نہیں ہے، اس لیے قریب حق میں ہر مقام میں کوئی سمت اور کوئی حد نہیں ہے، لہذا دائرہ کو مقامات سے نہایت مناسبت ہے۔ علاوہ اس کے مسئلہ ہمہ اوست ہمہ ازوست کا فیصلہ بھی اسی دائرہ سے ہوتا ہے، کیونکہ دائرہ نقطہ سے بنتا ہے اور خود بخود وجود دائرہ نہیں ہے، لیکن وجود نقطہ اور وجود دائرہ دونوں الگ الگ ہیں نہ دائرہ کو مرکز سے وصل و حوالہ و اتحاد ہے اور نہ مرکز کو دائرہ سے جب باوجود پیدائش دائرہ کو مرکز سے تعلق اور وصل نہیں ہے تو پھر خدا سے خلق کا تعلق عین یا اتحاد اور وصل کیسے ہو سکتا ہے؟ میں انشاء اللہ محققہ حالات دوائر کے لکھوں گا اور تقریر علمی اور وجوہات مفصل سے اوراق نہ بھروں گا، کیونکہ عام لوگ نہ پڑھنے والے ایسے ہیں نہ سمجھنے والے، میرا مقصد صرف عام لوگوں کو سمجھانے کا ہے، اور جو صاحب ذی علم ہیں ان کے واسطے مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سی دوسری کتابیں موجود ہیں کہ جن میں ہر اجمال کی تفصیل موجود ہے حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق میں تعلق دائرہ امکان کا دس لفظ سے ہے، پانچ عالم امر کے، اور پانچ عالم خلق کے، عالم امر کے لطائف قلب روح سرخنی اور اخنی ہیں اور عالم خلق کے خاک آب ہوا آتش اور نفس ہیں، عرش سے اوپر اصل ہر لطیفہ عالم امر کی ہے اور عرش سے نیچے ہر لطیفہ عالم خلق کی اصل ہے، جس کا دائرہ اس جگہ لکھا جاتا ہے۔

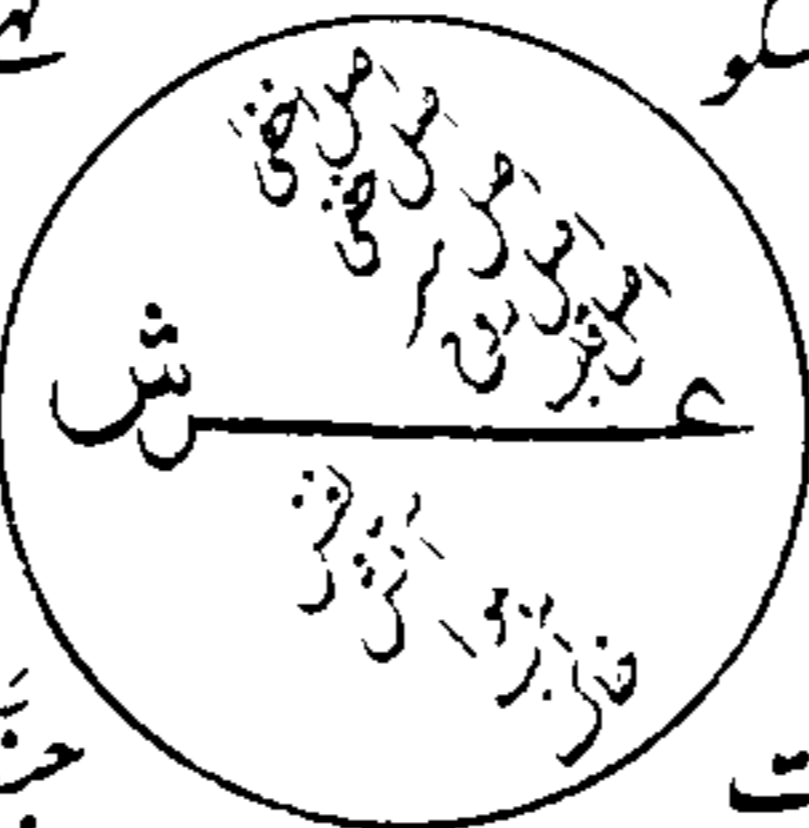
(دائرہ امکان)

کہتے ہیں جو بتدریج وقتاً فوقتاً پیدا

کے ساتھ ہی پیدا ہوئے ہیں

ہے تو تحت الشری سے لیکر

جنت و دوزخ وغیرہ وغیرہ نظر آتے



اگکھی، عالم خلق اسکو

ہوئے ہیں، عالم امر لفظ کتب

اگر ساک صاحب کشف ہوتا

بالائے عرش تک اس کو حالات

لیکن فی زمانہ طلباء اہل کشف بہت کم ہوتے ہیں، کیونکہ کشف اہل حلال، صدق مقال، کثرت عبادت، قلب طعام اور کمی آرام سے حاصل ہوتا ہے، یہ سب باتیں تو کجا؟ ان میں سے دو ایک پر بھی پوری طور پر عامل نہیں ہوتے، زمانہ ایسے طلباء سے خالی تو نہیں ہے، لیکن ہزاروں طالبوں میں سے دس پانچ طالب ایسے نکلتے ہیں کہ جن کو کشف صحیح دیا جاتا ہے، کشف بہت سے قسم کا ہے، کشف عیانی، کشف حسی، کشف وجدانی، کشف ادراکی، بعض کو کشف قبور، بعض کو کشف قلوب، بعض کو صرف خواب اور بعض کو یہ سب عنایت کیا جاتا ہے، کشف عیانی اور کشف حسی اور مکشوفات کے مقابلہ میں قومی ہیں، اور یہ دونوں کشف صحیح طور پر امام وقت یا قطب مدار یا قطب ارشاد کو کامل طور پر عنایت کیا جاتا ہے، کیونکہ انتظام عالم دنیا اور فیض رسانی عالم کے لئے یہ ذات مبارک مرکز ہوتے ہیں، اور ان کی اتباع میں اولیائے خدمت مروان غیب، قطب ابدال، ادا و نقیب، نجیب وغیر ہم کو بھی کشف دیا جاتا ہے، جس کے ذریعہ سے یہ صاحب تعمیل احکام الہی مثل خضر علیہ السلام کے کرتے ہیں، اور یہ اولیائے خدمت پوشیدہ رہتے ہیں، ان سے کوئی واقف نہیں ہوتا، سوائے اولیائے خدمت کے لیکن بعض اولیائے عشرت زبردست بھی اولیائے خدمت سے واقف ہوتے ہیں لیکن اس کا اظہار نہیں کر سکتے، اور اولیائے عشرت جو قطب ارشاد کے تحت میں ہوتے ہیں ان سے خلق واقف ہو کر فائدہ اٹھاتی ہے،

فائدہ: قطب مدار ہر زمانہ میں ہر وقت رہتا ہے، گویا عالم کا دار، مدار اللہ جس پر رکھا ہے، اور قطب ارشاد کسی زمانہ میں ہوتا ہے اور کبھی نہیں، اور قطب ارشاد کے تحت میں قطب مدار رہتا ہے،

اگاہی: یہ مقامات قطب، ابدال اور ادا و غیر ہم کے بلا مقام فنا و بقا کے حاصل

نہیں ہوتے اور نہ بلافتا و بقا کے جماعت اولیاء میں داخل ہوتا ہے، اور شاؤ و نادراس کفایت بھی فضل خدا سے کسی کو نصیب ہوتا ہے۔ اور بعض طلباء اور اولیاء ایسے بھی ہوتے ہیں جنکو ان حالات مذکورہ بالا میں سے کچھ نہیں دیا جاتا، ان کو صرف برویقین عنایت کیا جاتا ہے یہاں تک کہ بعض کو اپنے ولی ہونے کا بھی علم نہیں ہوتا۔ قبر میں جا کر معلوم ہوگا۔

آگاہی: کشف کا ہونا ولایت کے لئے ضروری بات یا شرط ولایت نہیں ہے کیونکہ کشف دنیا علاوہ مسلمانوں کے غیر مذاہب جو گویہ رہنما بن ہند فلاسفر یونان کو بھی ہوتا ہے لیکن جو کشف غیر مذاہب کے لوگوں کو ہوتا ہے، وہ صرف کشف اشیاء دنیا کا ہوتا ہے ذات و صفات الہی، یا عالم ملکوت کا نہیں ہوتا ذات و صفات الہی و عالم ملکوت کا کشف تک ہرگز نہیں ہوتا جب تک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے کمال یقین کا نام ولایت ہے، چنانچہ بہت سے اولیاء اللہ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو کشف بالکل نہیں ہوتا، لیکن اہل کشف اولیاء سے بدرجہا قرب حق میں ان کا قدم غالب ہوتا ہے، اسی واسطے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دریافت پر شناخت کمال کی بابت فرمایا: یقیناً تر، کامل تر، چنانچہ اکثر حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کشف اور کرامات کا اظہار ثابت نہیں ہے، بعض بعض سے حال حال کشفات و کرامات کا ظاہر ہونا ثابت ہوا ہے۔ لیکن ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی رضی اللہ عنہ جن سے کبھی ادنیٰ سے راست کا یا کشف کا اظہار نہیں ہوا ہے، وہ اعلیٰ سے اعلیٰ اکمل سے اکمل ولی سے مرتبہ ولایت قرب حق میں اعلیٰ افضل و برتر ہیں، بلکہ وہ کیا ان کے دیکھنے والے تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی ہر اعلیٰ ولی سے اعلیٰ ہیں، یہ بزرگی ان کی یقیناً کامل کا سبب ہے جو صحبت اور برکت رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حاصل ہوا ہے، بعض اولیاء نہ اہل خدمت

ہوتے ہیں نہ اہل ارشاد، صرف اُمت کی دعا کے واسطے منحصر ہوتے ہیں، اگر کسی کو کشف نہ ہو تو شناخت دائرہ امکان کے طے کر جانے کی یہ بزرگ فرماتے ہیں کہ وہ طالب چار گھڑی تکفیر و فکر خدا میں ایسا مشغول رہتا ہو کہ دنیا کا خیال اُس کے دل و دماغ میں بالکل نہ آتا ہو، اور بعضوں نے انوارِ لطافت دیکھنے سے دائرہ امکان کے طے کر جانے کی علامت بیان فرمائی ہے۔

فصل پانچویں در بیان ولایتِ صغریٰ میں

اصطلاحِ صوفیہ میں اس مقام کو چند ناموں کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں، وحدت الوجود ہمہ اوست، مقام جمع، کفرِ طریقت، فنا و بقا، ولایتِ صغریٰ، نسیانِ ماسوی اللہ و لایست صغریٰ اور نسیانِ ماسوی اللہ، یہ نام حضراتِ نقشبندیہ مجددیہ کے قرار دیے ہوئے ہیں، ان حضرات کی تحقیقاتِ سلوک میں مقام ہمہ اوست سے آگے بہت زیادہ مقامات ترقی کے ہیں اسی واسطے اس ولایت کو ولایتِ صغریٰ فرماتے ہیں یعنی چھوٹی ولایت، اور دیگر طرق کے کبرا دین اکثر و بیشتر اس مقام ہمہ اوست کو انتہائی ترقی اور قربِ حق فرماتے ہیں اور نسیانِ ماسوی اللہ شریعت سے بہت ہی مناسبت رکھتا ہے بوجہ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اَکْثَرُ وَاذِکْرُ اللّٰهِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا جَنُوْنٌ (اسی کثرت سے یاد خدا کرو کہ لوگ تم کو دیوانہ کہنے لگیں) دوسری جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں لَنْ یُّؤْمِنَ اَحَدٌ کُمْ حَتّٰی یُقَالَ اِنَّہٗ لَجَنُوْنٌ (ترجمہ: ہم میں سے کوئی ایمان والا نہ ہوگا، جب تک اُسکو یہ نہ کہا جائے کہ وہ دیوانہ ہے) جب کوئی خلق کو محبت و ذکرِ خدا میں بھول جائے، تو دنیا دار لوگ بنو اور اُسکو دیوانہ کہیں گے، اسی لئے مولانا رومی فرماتے ہیں:

ہرگز باشد نر زوال کار و بار یافت باشد آنجا بیروں شد زکار

جسکا تعلق اور لگاؤ خدا سے ہو جائے وہ اسود نیاکے کار و بار سے تعلق اور لگاؤ پائیگا

اس خاص مقام میں بہت بڑا احتلا

سے اور علماء اور صوفیوں میں

کتابیں مکتوبات اس کی تائید

اہلِ قال نے بلا حال اہلِ حال

بنالیا، اور بہت سے اہلِ قال نے.....

اپنے کو خیس الدنیا والاخرۃ کر لیا، حضرت مولانا رومی فرماتے ہیں

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد کم کے باشد زاو آگاہ شد

تمام دنیا اس وجہ سے گمراہ ہو گئی کہ، اس سلسلے سے بہت کم لوگ واقف ہو

اس واسطے میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو راہِ راست پر چلائے اور اس خاص سلسلے

میں مجھ کو حق بات بیان کرنے کی توفیق عنایت فرمائے، اور ایسا علم میرے سینہ میں ڈالے کہ جس کے

بیان میں لغزش نہ ہو، اور عند اللہ جل جلالہ، وعند الرسول صلی اللہ علیہ وسلم مقبول ہو، یہ مقام

ہمہ آوست سلطان الاذکار کے انتہا ہونے پر شروع ہوتا ہے، بعض مرشد جب نور اس مقام کا مالک

میں پاتے ہیں تو کلمہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اس کو تلقین فرماتے ہیں، بعض شیخ جب مالک

میں اس مقام کا نور دیکھتے ہیں تو اس کو مراقبہ تعلیم کرتے ہیں، کہ تمام عالم میں سوائے خدا کے کوئی موجود

نہیں، بعض رہنما کچھ تعلیم نہیں کرتے، بلکہ اس کو اپنی بہت باطنی سے اس مقام میں کھینچ لیجاتے

ہیں، اور خود بخود اس طالب پر یہ حال طاری ہو جاتا ہے، لیکن ایسے شیخ بہت کم ہیں ایسے

پیر فی زمانہ زیادہ ہیں کہ طالب کو نہ ذکر قلبی ہے، نہ سلطان الاذکار حاصل ہوا، نہ ہمہ آوست کا

دائرہ

ولایت صغریٰ

ظلال اسما و صفات

اور رد و کد صوفیوں میں صوفیوں

واقع ہے اور بیسیوں رسالے

اور ترویج میں بھرے ہیں بہت سے

اولیاء اللہ کی نقل کر کے اپنے کو چھٹی

اہلِ حال اولیاء اللہ پر طعن و طنز کر کے

نور اس پر وارد ہوا ہے، بلکہ وہ شیخ خود ہی ان باتوں سے نا آشنا ہیں لیکن طالب کو باجوہ ہوش کے اور بلا حال کے ہمہ اوست کا مسئلہ زبانی تقنین کر دیا کرتے ہیں اور ایسا مسئلہ بلا حال کے تقنین کرنا شریعت پاک میں کفر ہے، مسلمان اپنے ایمان کو قوی کرنے کیلئے شیخ کی خدمت میں جاتے ہیں لیکن جاہل شیخ اپنا اور اپنے مرید کا ایمان اور کھوٹتے ہیں، ایسے شیخ جاہل و نااہل اس مصرعہ کے مصداق ہیں "او خوشیتن گم است کرار بہری کند" بعض لوگ تو مرید سے یہ بھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ میں اور تو اور جو کچھ دیکھ رہا ہے یہ سب عین خدا ہے نعوذ باللہ منہا اللہ تعالیٰ بچو اور ایسے لوگوں کو صراطِ مستقیم عنایت فرمائے۔

طالبِ حق جب خدا کی یاد و کثرت سے کتابے تو اس کے لطائف اور جسم پاک صاف ہوتے ہیں اور وہ حسب حیثیت عروج کرتا ہے، یہاں تک کہ اپنی اصل سے اُس کو وصل ہو جاتا ہے، اصل اسکی کیا ہے؟ حقیقت ممکنہ ہے؟

سوال: حقیقت ممکنہ کیا ہے؟

جواب: جس جگہ انوارِ اسماء و صفاتِ الہی نے جمع ہو کر عدم محض کی طرف عکس ڈال کر وجودِ مستعار نچتا ہے، مثلاً آئینہ کہ بالکل اُس میں کوئی چیز نہیں ہوتی، اس کو عدم خیال کیا جائے اور جو وجودِ اس آئینہ کے سامنے آئے اُسکو انوارِ اسماء و صفات خیال کیا جائے، اور جو عکس آئینہ میں قائم ہو اُس کو حقیقتِ ممکنہ خیال کیا جائے، لیکن وہ معاملہ حقیقتِ ممکنہ کا کہیں بالاتر اور عقلِ معاش کی فہمید سے دور ہے، کیونکہ اس کا خالق قادرِ کل بیچون و بیچگون ہے، جب رب العالمین نے چاہا کہ اپنی ذات کو بچھپواؤں اور عالم کو پیدا کروں تو پرکارِ قدرتِ اسماء و صفات سے نقطہ حقیقتِ محییٰ "سلم قائم فرما کے اس سے تمام اشیاء کا دائرہ وجود کھینچ دیا۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کے باعثِ تخلیق ہیں، اور جس طرح دائرہ مرکز سے احاطہ نہیں کر سکتا، اسی طرح

کوئی مخلوق میں سے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا، اسی مطلب میں حدیث شریف میں وارد ہوا ہے لِي مَعَ اللَّهِ وَقْتُ لَا يُسْعَى فِيهِ مَلَكٌ مُّقْرَبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ (مجھے اللہ پاک عزوجل کیساتھ وہ وقت حاصل ہے کہ جس میں نہ کوئی مقرب فرشتہ میری برابری کر سکتا ہے اور نہ کوئی پیغمبر برگزیدہ) چونکہ طالبِ خدا عدمِ کبیرتِ پشت اور اسماء و صفاتِ الہی کی طرف منہ کر کے تقرب الی اللہ چاہتا ہے، اسکو اصطلاحِ صوفیہ میں "سیر الی اللہ" کہتے ہیں، بوجہ حدیث شریف کُلُّ شَيْءٍ يَجْعَلُ إِلَىٰ أَصْلِهِ اور اسی حدیث شریف کا ترجمہ مولانا روم فرماتے ہیں:

ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش باز جوید روزگار وصل خویش
جو کوئی اپنی اصل و حقیقت سے دور رہا ایک دم وہ اسے طالبِ اصل با او ڈھونڈتا رہا

اور حدیث شریف میں وارد ہوا ہے حُبُّ الْوَطَنِ شَعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ (یعنی وطن کی محبت شعبہ ایمان سے ہے) وطن حقیقتاً ہر مومن کا حقیقت مکنز ہے، جہاں روحوں کا قیام اور اسماء و صفاتِ الہی کے انوار کا ظہور ہے، لہذا ہر ایمان دار اپنی حقیقت کی طرف رجوع کرتا ہی اور چونکہ حقیقت مکنز میں تمام مخلوق کی حقیقت اور نقشہ اجمالاً ہوتا ہے، کفر اور اسلام، مسجد اور مندر، خوب زشت سب ایک جگہ نظر آتے ہیں، جیسے کہ تخم درخت میں سب درخت کی حقیقت جڑ شاخیں پتے، پھول اور پھل اجمالاً اسمیں ہوتی ہے اور تفصیل اسکی بعد درخت کامل ہو جانے کی معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح حقیقت مکنز میں اسماء و صفات کا انوارِ باہوی و مفضل، رحمان، قہار، جبار، شافی وغیرہم اور عدم محض سب یکجا ہوتے ہیں، تو سالک اپنے علم کے مطابق "ہمدوست" انا الحق "سجانی و ما اعظم شافی وغیرہ الفاظ بحالت بیخودی کہہ اُٹھتا ہے، چونکہ عدم کی طرف اسکی پشت ہوتی ہے اور انوارِ اسماء و صفاتِ الہی کی طرف منہ ہوتا ہے، پس سامنے جو دیکھتا ہے کتاب ہے، مضر مضرع "قلند رہر سپر گوید دید گوید" قلند جو کچھ کتاب ہے دیکھا ہوا کتاب ہے

ذہ اس وقت مرفوع اٹھتا ہوتا ہے، لیکن یہ حال ہمیشہ نہیں رہتا ہے، دریا کی سی موجیں آیا کرتی ہیں، جب اور جس وقت اہل سے وصل ہوتا ہے اپنے کو اور تمام جہان کو نیست و نابود پا کر وجود حقیقی کو اپنے علم میں جا کر ہمہ اوست "وغیرہ کہہ بیٹھتا ہے، حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کے حال کی توضیح حضرت بایزید بطامی رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت میں خوب فرمائی ہے جس سے ہر ذی علم خوب سمجھ جائیگا۔

بامریدان آن فقیر محترم
مردوں کے پاس اس بزرگ درویش نے
گفت ستانہ عیان آن ذوفنون
اس ست نے صاف یہ کہا کہ
چوں گذشت آں حال گفتن صبح
جب یہ حال گزر گیا، تو اُن صبح کہا گیا
تو حضرت بایزید نے جواب دیا،

حق منزہ از تن و من با تنم
اللہ تعالیٰ جسم وغیرہ سے پاک ہے اور میں جسم رکھتا ہوں، جو وقت میں ایسا کہوں تو مجھے مار ڈالنا چاہیے
پھر حیب حال طاری ہوا:

چوں ہمائے بنخودی پرواز کرد
جب بنخودی کا ہما اڑنے لگا!
عقل را سیل تحیر در ربود
تحیر کا دریا عقل کو بہا کر لے گیا
آں سخن را بایزید آغاز کرد
تو پھر بایزید نے وہی کہنا شروع کیا
زاں قومی ترکفت کاؤل گفتہ بود
اور پہلے سے بھی زیادہ زور دیکر وہی الفاظ کہے

نہت اندر جبہ ام الاخرہ چند جوئی در زمین و در سماء
 کہ میرے لباس میں خدا ہے تم زمین و آسمان کتیک بکتیک کر گئے
 حضرت مولانا نے خود یہ فیصلہ فرما دیا ہے، جیسی کہ حالت ہوش میں حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ
 علیہ نے فرمایا تھا،

اے بڑوں از وہم و قال و قیل من خاک برفرق من و تمثیل من
 اے خدا تیری ذات سے میری قیاس و گفتگوئے بڑے میرے اور میری تمثیلات پر خاک پڑے
 پس اس حکایت سے صاف معلوم ہو گیا کہ وقت غلبہ محبت کہ جس کو حالت عشق کہتے ہیں
 عقل بجا نہیں رہتی اور دریا تحیر کا تیز و عقل کو بہا لیجاتا ہے اور اس وقت یہ کہ دنیا کچھ بعید عقل
 نہیں، کیونکہ جب محبتوں سے کوئی پوچھتا کہ تو کون ہے؟ تو مجنوں جواب میں کہتا آذالیکلی (یعنی
 میں لیلی ہوں) تو جب بندہ کی محبت میں بندہ اپنے کو بھول گیا تو کوئی خدا کی محبت میں اپنے کو بھول
 جائے اور خدا کہنے لگے تو کیا تعجب کی بات ہے؟ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

از محبت خشتا زریں شود از محبت تلخنہ شیریں شود
 محبت سے مٹی کی اینٹ کی اینٹ بن جاتی ہے (اور) محبت میں کڑوی چیز میٹھی ہو جاتی ہے
 از محبت سرکہائل می شود! از محبت خار ہا گل می شود
 محبت سے سرکہ شراب بن جاتا ہے (اسطیح) محبت سے کاٹا پھول ہو جاتا ہے
 از محبت نار نور می شود از محبت دیو حور می شود
 محبت سے آگ نور بن جاتی ہے (دیوہی) محبت بد شکل دیو، خوبصورت حور بن جاتی ہے
 اور جب ہوش آتا ہے تو سالک اپنے کو اور تمام خلق کو موجود پاتا ہے، اور خالق و مخلوق
 میں تمیز کرتا ہے، یہ حالت زور کی کسی کو لحظہ، کسی کو گھنٹہ، کسی کو دنوں، کسی کو برسوں رہتی ہے

اور اکثر حضرات متقدمین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اس حال میں برسوں اور بعض عمر بھر رہے ہیں اور اس مقام خاص کے وہ ذات مبارک مرکز ہوئے ہیں اور انکی نگاہ علم میں گویا غیریت اٹھ گئی تھی، اور اسی مقام میں خرق عادات، کشف کرامات کثرت سے ظاہر ہوتی ہیں، اسی مقام میں صاحب کشف کو اپنے سینہ میں تمام جہان کی حقیقت نظر آتی ہے، اسی واسطے خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اولیاء بعد فنا و بقا ہرچہ می بینند در خود می بینند" و ہرچہ می شناسند در خود می شناسند و حیرت ایشان در وجود ایشان و فی انفسیکم افلا تبصرون ط۔ (ترجمہ: اور تمہارے نفس میں پس کیا تم نہیں دیکھتے؟) اور حضرت مولانا رومی فرماتے ہیں:

انچہ حق است اقرب از حیل الویژہ تو فکندی تیر فطرت را بعید
اللہ تعالیٰ تیری شہرگ سے بھی زیادہ قریب تو تیر منکر کو دور پھینک رہا ہے

یہ کلام حضرت خواجہ بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کا اس حدیث قدسی سے تعلق رکھتا ہے جو حکماء و مجتہدین مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

گفتا بچمبر کہ حق فرمودہ است من بگنجم در سما آسمان پست
نبی اکرم علیہ افضل التہیۃ والسلام نے کہا ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے، میں نشیب و فراز میں نہیں سانسکتا ہوں۔
من نہ گنجم بر زمین و آسماں من بگنجم در متلوب مومناں
اور نہ میں زمین و آسمان میں سانسکتا ہوں (بلکہ) میں سچے مومن کے دل میں سماؤں
جب خدا کی سمائی قلب مومن میں ہو جائے تو تمام خلق کا قلب مومن میں نظر آتا کیا بعینہ
لیکن یہ تقرب بیچونیت کیساتھ ہے، نہ کسی احاطہ نظر کیساتھ، جیسے سمائی آسمان کی آنکھ کی بتلی
میں نہ آسمان آنکھ میں گھس گیا نہ آنکھ آسمان میں، بلکہ یہی سمائی بالمحبت ہے، جیسے کہ دوری شہر شہر کی
میں وارد ہوا ہے بی یسمع بی یبصر الی اخرہ اگر حقیقتاً سماعت بصارت وغیرہ بشر کی

عین خدا کی سماعت بصارت ہو جاتی تو پھر اس کو فنا نہیں ہونا چاہیے تھا، حالانکہ خود ذات ہی دلی کی فانی ہی تو پھر بقا و صفات کہاں، یہ آیت قرآنی اور احادیث قدسی اس طرح پر ہیں کہ جطرح حدیث شریف میں ارشاد ہو یا علی لَحْمًا لِحْمِي وَ دَمًا دَمِي اے علی گوشت تمہارا گوشت میرا ہے اور خون تمہارا خون میرا ہے، اگر حدیث شریف کے معنی حقیقتاً مان لئے جاویں تو پھر نبی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح نہیں ہو سکتا تھا، ان آیات نبیات اذاریت الخ و فی النفسکما فلا تبصرون و احادیث بی یسمع الخ لا یسعی ارضی و لا سمائی و لکن یتسعی قلب عبد موہن اور یا علی لَحْمًا لِحْمِي وَ دَمًا دَمِي سے مراد انظار عنایت و کرم ہے بمقابلہ اور مخلوق کے اور ساتھ ہی اسکے ظلی اور صفاتی طور پر تقرب بھی ہے۔

جب اللہ تعالیٰ اپنے کو ہر الفاظ تعریفیہ سے بند تر فرماتا ہے سُبْحَانَ تَعَالَى عَمَّا یَصِفُونَ اور یہ بھی ارشاد فرماتا ہے لا تمددک الا بصار یعنی کسی کی نگاہ اس کا ادراک نہیں کر سکتی تو پھر جسم خاکی اور فانی اس سے کیسے تقرب احاطہ جسمانی کے ساتھ کر سکتا ہے، بموجب ارشاد وَ تَحْنُ اقْرَبُ الیہ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیدِ (ہم اس سے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں) کی طرح ہر تقرب حق قابل ایمان و حالت علم منقول سے تعلق رکھتی ہے اور اسی طرح قرب حق اور نزول تجلی ذات خانہ کعبہ سے بیچون و بیچپونیت کیساتھ تعلق رکھتی ہے، اور نہ کوئی خلق ذرا حق کو تو کجا اس کی ایک اسم و صفت کا احاطہ اور وصل نہیں کر سکتی، کیونکہ حق جل و علا اور اس کی جملہ صفات قدیم ہیں اور جمیع حوادث سے منزہ اور مبرئی ہے۔ اور جمیع مخلوقات حادثہ پیر حادثہ اور قدیم ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے، لیکن نزول تجلی خانہ کعبہ میں اور نزول قلب انسان میں فرق ہے، خانہ کعبہ پر تجلی کا نزول ہر وقت رہتا ہے اور اولیاء پر بوجہ غفلت یا معصیت کبھی تجلی کا ظہور بند ہو جاتا ہے، اور کبھی زیادہ کم ہوتا رہتا ہے، اور اس حالت کو اصطلاح صوفی

میں قبض و بط کہتے ہیں، ان حالات کا تعلق علم معقول اور علم معاش سے نہیں ہے بلکہ علم منقول اور عقل معاد سے ہے۔ مولانا رومیؒ فرماتے ہیں،

علم معقولات علم اشقیاء

علم منقولات علم انبیاء

علم معقول اشقیاء کا علم ہے

اور علم منقول انبیاء علیہم السلام کا ہے

پائے استدلالیاں چوبہیں بود

پائے چوبہیں سخت بے تکمیں بود

استدلالیوں یعنی علم معقول سے دلیل لانیوالو کی دلیل لکڑی کے مانند ہے اور لکڑی کے پانوں ناپاوار ہوئے ہیں

گر با استدلال کارویں بدے

فخر رازیؒ پیشوائے دین بدے

اگر استدلال پر ہی مذہب اسلام کا دار و مدار ہوتا (تو) امام فخر الدین رازیؒ جبکہ علم معقول کے امام میں مذہب کے

سالک کثرت محبت الہی میں اپنے کو اور تمام خلق کو بھول جاتا ہے اور غیرت اسکی نگاہ علم

میں اٹھ کر صرف ایک ذات واجب الوجود کی باقی رہتی ہے اور وہ اپنے کو اور تمام مخلوق کو عین

خدا سمجھتا ہے اور میا ختہ اُس کی زبان سے لفظ انانیت کے مہکتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ بھی جو جب

حدیث قدسی انا عند ظن عبدی بی، ایسے لوگوں سے ان کے خیال کے مطابق ویسا ہی

پیش آتا ہے، اور جو کچھ وہ زبان سے کہہ دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے ویسا ہی

کر دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرات متقدمینؒ سے خرق عادات کثرت سے ظہور میں آئی ہیں،

اسی واسطے مولانا رومیؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

آں دعایشخ کہ لے چوں ہر عاست

فانی از تو گفتمہ گفتمہ خداست

مذہب خاص کی دعا عام آدمیوں کی دعا کی طرح نہیں ہے، وہ محبت خدا میں فانی ہوا ہے، لہذا اُس کا کہنا گویا خدا کا کہنا ہے

اولیاء را ہست قدرت از الہ

تیر جستمہ باز گرداند ز راہ

اولیاء کو خدا نے ایسی قوت اور طاقت عطا فرمائی ہے

کہ کمان لٹلا ہوا تیر واپس لوٹا لیتے ہیں

اکم و ابرص چه باشد مردہ نیز زندہ گردد از فسول آن عزیز

ماورزا و انحصار اور کوڑھی تو کیا مردہ بھی ان کے دم کرنے سے زندہ ہو جاتا ہے

اسی مقام کو اصطلاح صوفیا میں مقام فنا و بقا کہتے ہیں، فنا اس حالت کو کہتے ہیں جب

سالک کی نگاہ سے غیریت اٹھ کر سوائے ذات باری تعالیٰ کے کچھ باقی نہ رہے، اور بقا اس حال کو کہتے ہیں

کہ اس حال فنا سے اُس کو فنا تو ہو اور خالق و مخلوق، حادث و قدیم میں تیز کرے، سالک کو پہلے فنا

فعلی پھر فنا سے صفاتی، پھر فنا سے ذاتی ہوتی ہے، یعنی اپنے افعال کو فعل خدا میں، اور پھر اپنی

صفات کو صفات خدا میں اور پھر اپنی ذات کو ذات خدا میں فنا پاتا ہے اور یہ بات کثرت ذکر

اور خاصان حق کی صحبت سے نصیب ہوتی ہے اور بموجب حدیث شریف اللہ تعالیٰ ایسے بندہ

خاص کے افعال کو اپنی طرف منسوب فرماتا ہے،

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملخصاً و ما یزال

عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی اُحِبَّتْهُ فاذا احببته فکنت سمعہ الذی

یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ و میدہ الذی یبطش بہا و رجلاً الذی

یسلم بہا و ان سألنی لا اعطینتہ و لان استعاذنی لا اعینتہ (ترجمہ)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم علیہ التحیۃ و التسلیم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا

بندہ نوافل کے ذریعہ سے ہمیشہ مجھ سے قرب ڈھونڈھتا ہے، یہاں تک کہ میں اُس سے محبت کرتا ہوں

اور جب میں اُس سے محبت کرتا ہوں تو میں اُس کی وہ سماعت بنجاتا ہوں جس سے کہ وہ سنتا ہے

اور وہ بنیائی بن جاتا ہوں جس سے کہ وہ دیکھتا ہے اور وہ ہاتھ بنجاتا ہوں جس سے کہ وہ پکڑتا ہے اور

وہ پانوں بن جاتا ہوں جس سے کہ وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسکو دیتا ہوں اگر وہ مجھ سے

پناہ مانگتا ہے تو میں اسکو پناہ دیتا ہوں) اور اس حدیث شریف کی تصدیق اور تائید میں آیہ شریف

وَمَا أَرْمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ اِرْتَادِ رَبِّ الْعِبَادِ هُوَ ، اور دوسری جگہ ارشاد ہے : اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ الْمَائِبَاتُ يَبَايِعُوْنَ اللَّهَ طَيِّدًا اللّٰهُ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ط
 ابشیک اے نبی جو لوگ کہ تم سے بیعت کرتے ہیں یقیناً اس کے سوا نہیں ہے کہ وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے) اسی مطلب میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے
 اللہ اللہ کن کہ اللہ می شوی ایس سخن حق ست باللہ می شوی
 اللہ اللہ کر ، کہ تو اللہ ہو جائے گا ! یہاں بالکل سچ ہی قسم خدا کی تو ضرور ہو جائیگا
 یہ حالت قنات و بقا دریا کی موجوں کی طرح سالک پر وارد ہوتی رہتی ہیں چنانچہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

ہفت صد ہفتا و قالب دیدہ ام پنجویں سبزہ بار بار و سیدہ ام
 میں نے سات سو تر قالب کیے ہیں اور سبزہ کی طرح کئی بار آگاہوں

حضرت ابو مدین مغربی رحمۃ اللہ علیہ اسی معنی میں فرماتے ہیں :

کشتگان خنجر تسلیم را ! ہر زماں از غیب جانے دیگر است
 خنجر تسلیم سے مرے ہوئے لوگوں کیلئے ہر زمانہ میں غیب سے دوسری جان دو ہوتی ہے

اور اسی مفہوم میں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

ہر کس ببرد ایک بار بیچارہ جامی بار بار
 ہر شخص ایک مرتبہ مرتا ہے ، (لیکن) جامی کئی کئی بار

اور اسی مقصد میں حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ،

”بعضے از دولتمندان از ہر بار گفتن آن فنائے خاص در خود می نمودند و در ہر نفس چندین بار ہرگز

شعر: بعض بگانِ خلص عفا ذکر الہی کر نیے اپنے میں ایک فنائے خاص سمجھتے ہیں اور ہر سانس میں کئی بار مرتے ہیں

دے صد بار دریا و تو میرم بایں بے طاقتی نام تو گیسرم
 ایک دم میں تیری یاد میں سہرتہ ترا ہوں اور باوجود اس بے طاقتی کے میں تیرا ذکر کرتا ہوں
 یہ فنا بحکم موت و اقبل انت موتوا (اپنے مرنے سے پہلے مر جاؤ) سالک پر گزرتی ہے اور
 یہ حالت طاری ہوتی ہے، بوجہ جملہ اولیٰ اس حدیث شریفہ کے ان تعبد اللہ کانک
 تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک (ترجمہ: یہ کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے
 کہ گویا تو اسکو دیکھ رہا ہے اور اگر تو اس کو نہیں دیکھ رہا ہے تو تحقیق وہ (خدا) تجکو دیکھ رہا ہے
 یعنی خدا کی عبادت ایسی کر گویا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے) پس جس وقت آئینہ دل پر شعاعیں انوار
 آسمان و صفات الہی کی پڑتی ہیں جیسے کہ آئینہ میں شعاعیں آفتاب کی پڑتی ہیں تو جھلک شعاع نشان نور
 آفتاب میں آدمی کو اپنا وجود اور وجود آئینہ دونوں نظر نہیں آتے، اسی طرح شعاع نشان انوار آسمان و صفات
 الہی میں اپنا وجود اور وجود خلق سالک کو نظر نہیں آتا، یا جیسے چراغ کی روشنی دھوپ میں نظر نہیں آتی
 حالانکہ روشنی موجود ہوتی ہے، یا جیسے صفراوی بخار والے کو پیٹھا بھی کڑوا معلوم ہوتا ہے حالانکہ
 مٹھائی میں کڑواں نہیں ہے، یا جیسے دریا کی ریت میں ذرات چمکتے ہیں، چمک خوب دکھتی ہی، مگر
 چمک میں وجود ذرہ نہیں دیکھتا یا جیسے کسی کو مرض پلایا ہو جاتا ہے تو اس مرض کو تمام جہان پلایا ہی پلایا
 نظر آتا ہے، حالانکہ جہان پلایا نہیں ہے، یا جیسے کسی کو ضعف زیادہ ہو جاتا ہے تو وقت کھڑے ہونے
 کے اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا ہو جاتا ہے، حالانکہ جہان روشن ہے، یہ اس کی آنکھوں اور ضعف
 اور علم کا قصور ہے، اسی طرح بیماری محبت الہی میں سالک مجبور و معذور ہے کہ اس کی نگاہ علم محبت
 میں تمام جہان میں سوائے خدا کے کچھ نظر نہیں آتا اور اسی مقام میں سالک پر ذوق و شوق گریہ و
 زاری آہ و نعرہ مہوشی و مدہوشی اور اسی مقام میں درد محبت ہوتا ہے کہ جس درد کی آرزو حضرت
 فرید الدین عطار کرتے ہیں،

کفر کا سر راو دین دیندار را ذرہ درو دل عطسار را

کفر کا فر کیلئے اور دین دیندار کے لئے لیکن مجھ کو درد دل کی انتہائی آرزو ہے

یہ فنا و بقا جسمانی فنا و بقا نہیں ہو بلکہ سالک کے لطائف اور علم کی فنا و بقا ہے، اور ^{متن} اس فنا و بقا کی اچھی طرح یوں سمجھ میں آجائے گی کہ کسی مقام پر دس دس پانچ پانچ گز کے فاصلہ سے یکے بعد دیگرے شب کو چراغ رکھ دیے جائیں، اور چراغ اول کو پس پشت لیکر آومی کھڑا ہو جائے تو اس کا سایہ اس کے سامنے دکھائی دے گا اور جب اس چراغ اول کے پاس سے دوسرا چراغ کی طرف جوں جوں بڑھے گا، اسی قدر سایہ اس کا سامنے والا کم ہوتا جائے گا، حتیٰ کہ چراغ دوم کے قریب پہنچنے پر سامنے کا سایہ بالکل کالعدم ہو جائے گا۔ اور دوسرے سامنے کے چراغ کی روشنی کے سبب اس کا سایہ پس پشت آجائے گا۔ اسی طرح جب چراغ دوم سے آگے بڑھ کر چراغ سویم کی طرف چلیگا تو پھر اس کا سایہ فوراً اس کے سامنے آجائے گا، علیٰ ہذا القیاس ہر چراغ کے قریب اور بعد میں اس کے سایہ کو فنا اور بقا ہوتی رہے گی، حالانکہ اس کے سایہ کو حقیقتاً فنا نہیں ہے، بلکہ نورِ چراغ کی قوت نے اس کے علم میں اس کے سایہ کو ایسا معدوم کر دیا ہے کہ اس کو نظر نہیں آتا، اگر سامنے کا چراغ قریب کا گل کر دیا جائے کہ جس کی روشنی نے اس کے سایہ کو پیچھے کر دیا ہے تو پچھلے چراغ کی روشنی اس کے سایہ کو فوراً اس کے سامنے قائم کر دے گی، اسی طرح ہر مقام انوار صفات الہی میں جب سالک ترقی کرتا ہے تو اس کو اسی طرح تمام جہان کی فنا و بقا دکھتی ہے حقیقتاً اس کی اور تمام جہان کی فنا و بقا نہیں ہوتی، سالک کا ہر مقام میں وجود موجود رہتا ہے، لیکن اس کے علم میں نظر نہیں آتا، چنانچہ حضرت مولانا رومی فرماتے ہیں:

چوں زبانہ شمع پیش آفتاب نیست باشد بہت باشد در حساب

اگرچہ چراغ کی نو آفتاب کے سلسلے سے معدوم ہو جاتی ہے، حالاں کہ وہ حقیقتہً موجود ہوتی ہے،
 ہست یا شد ذات اوتو تو اگر برہنی پیہ بسوزد آں شرر
 وہ تو موجود ہوتی ہے، چنانچہ اگر تم اسکی نو پر روئی رکھو، تو وہ جل جائے گی۔
 نیست باشد روشنی نبد ترا کردہ باشد آفتاب اور افتنا
 وہ چراغ معدوم معلوم ہوتا ہے اور روشنی بھی نہیں دے باہر لیکن سب کچھ آفتاب سے ہے کہ اُسے چراغ کو مانہ کر دیا ہے
 اسی واسطے حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

سیہ روئی ز ممکن در دو عالم جدا ہرگز نہ شد و اللہ اعلم
 بشریت کی سیاہی دونوں جہاں میں ہرگز جدا نہیں ہو سکتی آگے خدا جانے
 نمی بینی کہ شلھے چوں پیمبر نیافت او فقر کل تو رنج کم بر
 تو نہیں دیکھتا کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم چینیہ
 بشرے خدا نہ بن سکے توے طالب کیضہ ابن سکتا ہو

غیر ذہاب کا ان بزرگوں کے الفاظ سے استنباط مسدود تماشخ دآواگون کرنا بالکل غلط اور سراسر
 کج فہمی ہی، یہ مقام نہایت عشق کا شدید ہوتا ہے اور بلا عشق شدید کے نفس ملعون کی سرکوبی اور خبا
 نفس اور کبر و عجب و ریا و حقد و حسد سے دل پاک نہیں ہوتا، اور اتباع سنت نبویؐ اور تعمیل ارشاد
 الہی الا باللہ الدین الخالص (آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کے لئے خالص دین ہے) نہیں ہوتی۔

ہر کر اجا مہ ز عشقش چاک شد اوز حرص و بغض کلی پاک شد
 جس کسی کا خدا کے عشق سے کپڑا ہچا ک ہوا وہ حرص اور بغض وغیرہ سے حقیقتاً پاک ہوا

اور بلا عبور کئے ہوئے اس مقام فنا و بقا کے جناب باری کی درگاہ میں گذر نہیں ہوتا، چنانچہ مولانا
 رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بیچ کس راتانہ گردو این فنا نیست رہ در بارگاہ کبریا

جب تک کسی کو یہ فنا حاصل نہ ہو (اُس وقت تک) اس کو درگاہِ الہی کا راستہ نہیں مل سکتا

اور حسین منصور فرماتے ہیں :

كفرت بدين الله والكفر واجب لذتى وعند المسلمين قبيح

میں نے اللہ کے دین میں کفر کیا اور میرا نزدیک کفر واجب ہے اور عام مسلمانوں کے نزدیک قبیح

اس حال "ہمہ اوست" کو اصطلاحِ صوفیہ میں "کفر طریقت" بھی کہتے ہیں، اور کفر طریقت یہ ہے

کہ امتیاز اٹھ جائے اور بجز ذاتِ حق کوئی نظر میں نہ رہے، اور جب تک یہ حال طالبِ پرطاری نہ ہوگا

فیضانِ الہی اخذ کرنے کے لائق بھی نہیں ہو سکتا۔ اور نہ دوسروں کو اپنی ہمّت باطن سے فیض پہنچا

سکتا ہے، لہذا یہی عشقِ شدید عالمِ غیب سے فیض لینے اور خلق میں فیض پہنچانے کا ذریعہ ہے،

اور اسی حال کے گزر جانے کے بعد تمام سلاسلِ صوفیہ میں وہ شخص اولیا میں شمار کیا جاتا ہے، اور اسی

حال کے گزر جانے کے بعد قطبِ ابدال، اواد، نقیب، نجیب، قطبِ مدار، قطبِ ارشاد اور اجازت

سلسلہٴ بیعت کے لائق ہوتا ہے، اور اسی فنا کے بعد قبور اولیا سے فیض اخذ کرنے کے لائق ہوتا ہے

اور اسی فنا کے بعد الحبُّ للهِ والبغضُ للهِ پر عمل کرنے کے لائق ہوتا ہے، اور اسی مقام میں کشف

اور خرقِ عادات کثرت سے ظاہر ہوتی ہیں، اسی مقام میں تمام جہان کا نقشہٴ سینہ میں نظر آتا ہے، اسی

مقام میں بوقتِ غلبہٴ حال اگر مردہ سے وہ کہے کہ زندہ شو تو وہ زندہ ہو جائے، اگر زندہ سے کہے کہ مردہ

شو، تو وہ مر جائے، اسی مقام میں فی الفسکہ افلا تبصرون معلوم ہوتی ہے، اسی

مقام میں تمام زمین و آسمان کی حقیقت و وسعتِ قلب کے مقابلہ میں لفظ کے مانند معلوم ہوتی ہے

کثرتِ حال میں یہ بندہ خاص اپنے کو بندہ نہیں جانتا، بلکہ اپنے علم میں دوئی اٹھ کر ایک ہی

جانتا ہے، تو خداوندِ تعالیٰ بھی اُس کے گمان کے موافق اس سے پیش آتا ہے، اور اس بندہٴ خاص

کے دغا کو رو نہیں کرتا، جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہے۔ کہ بعض میرے اُمّتی پریشان حال اور غریب

ہونگے اور لوگوں میں ان کی وقعت نہ ہوگی، مگر خدا کے نزدیک وہ مرتبہ والے ہوں گے اور وہ جو قسم کھا بیٹھیں گے خدا ویسا ہی کرے گا۔ اور دوسری حدیث شریفہ اخا عند ظن عبدی لی یعنی مجھ بندہ مجھ جیسا گمان رکھیں گے اس کے گمان کے موافق اُس سے پیش آؤں گا اور پیش آتا ہوں۔

اطلاح: بعض اولیاء اللہ اکمل اپنے بعض طلبہ کو بطور طُفْرہ کے مقام ہمہ اوست کو دین میں چھوڑ کر ولایت کبریٰ میں لیجاتے ہیں (طفرہ کے معنی لغت میں یہ ہیں کہ درمیانی مقام کو چھوڑ کر اوپر کو کر چلے جانا) جیسے کہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے انبانی کو مقام ہمہ اوست کو چھوڑ کر ایک توجہ میں مقامات عالیہ میں کھینچ لے گئے۔ حضرت مرزا مظہر جانجاناں مشہد بھی اپنے بعض طلبہ کو اسی طرح لے گئے ہیں اور اولیائے اکمل بھی،

اطلاح: بعض اولیاء اس راہ سلسلہ طریقت سے علاوہ صرف اتباع سنت اور کثرت عبادت اور خلوص اور مجاہدہ سے بھی خدا تک پہنچتے ہیں، اور بعض پیدائشی ولی ہوئے ہیں، ان کو اجتہاد کے صرف میں حصہ دیا جاتا ہے، بلا تعلیم، بلا علم، بلا صحبت خود بخود ان کی روح میں کشش ربانی ہوتی ہے اور وہ خدا تک پہنچتے ہیں اور اکثر وہ مجذوب ہوتے ہیں، لیکن دونوں قسم کے اولیاء شاد و نادر ہوتے ہیں، ولایت کا راستہ شاہراہ عام میں سلسلہ طریقت صوفیہ ہے۔

جب سالک اپنی اصل کی طرف رجوع کرتا ہے کہ جس کی تشریح پہلے آچکی تو اس سیر کو "سیر الی اللہ" کہتے ہیں، اور جب سالک کو اپنی اصل سے وصل ہوتا ہے تو اس حالت میں بحالت سجدی اور شدت عشق سے اور بوجہ امتیاز اٹھ جانے اور بجز ذات حق اسکی نظر میں باقی نہ رہنے کے ہمہ اوست "انا الحق" سبحانی ما اعظم شانہ وغیرہ کہہ اٹھتا ہے۔ اس سیر کو "سیر فی اللہ" کہتے ہیں اور جب اس حال سے سالک کو حالت ہوش میں اس جہان کے ناقصوں کی تربیت کیلئے شیخ کمال واپس لاتے ہیں، تو اس سیر کو "سیر عن اللہ" باللہ کہتے ہیں، حضرت مولانا حالت عشق کی یہ فرماتے ہیں:

عشق آں شعلہ است کہ چوں بر فروخت
 ہر کہ جزو معشوق باقی جملہ سوخت
 عشق ایسا شعلہ ہے کہ جب بھڑک اٹھتا ہے تو معشوق (حقیقی) کے سوا تمام چیزوں
 کو جلا دیتا ہے (اور پھر)

ماند اکا اللہ باقی جملہ رفت
 شاد باش اے عشق شرکت ہو رفت
 خدا ہی خدا باقی رہ جاتا ہے، اور تمام ماسویٰ اللہ ایشیا جمل جاتی ہیں اے شرک کے
 جلا دینے والے عشق، تو ہمیشہ آباد رہے،

آگاہی: فنا کی تین قسمیں ہیں، فناۃ اول، فناۃ ثانی، فناۃ الفناء۔ فناۃ اول

کا سالک حالت خواب اور حالت مراقبہ میں اپنے کو مردہ اور تمام جہان کو نیست و نابود پاتا ہے
 اس فنا کو عود کا خون ہے، اور یہ فنا ضعیف ہے، فناۃ ثانی کا سالک جاگتے ہیں کچھ مظلوم نظر آتے ہیں
 کو اور تمام جہان کو معدوم اور صرف ایک ذات واجب الوجود کو موجود پاتا ہے، اس فنا کو عود کا خون
 نہیں ہے، اور فنا الفناء اس کو کہتے ہیں کہ سالک کو شعور فنا بھی باقی نہ رہے، فنا ثانی اگرچہ بہتر
 فنا ہے اور اس کو عود نہیں ہے، مگر جو توحید کبرائے دین و علمائے سابقین و غفائے محققین کے
 نزدیک معتبر اور اصلی ہے، وہ یہ ہے کہ ظہور توحید بلا قید جسم کے ہو، بموجب ارشادِ اللہ ص ۱
 وَذَابَهُمْ مَّحِيطٌ اور فناۃ ثانی کا سالک اپنے وجود کو اور ہر شے کے وجود کو کثرت محبت میں
 خدا جاتا ہے، اس میں انانیت باقی ہے اسی واسطے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ
 علیہ فرماتے ہیں، "انا گفتن آسان ست و انا زائل کروں شکل است" اور یہی فنا الفناء ہے
 اور یہی فنا صریحہ ان تعبد اللہ کانک ترا لا الخ سے مناسبت رکھتی ہے اور یہی فنا
 شریعت سے چپال اور طریقت سے وابستہ ہے، اور یہ توحید صوری جہانی صورت توحید
 اور توحید بلا جسم و اللہ ص ۱ وَذَابَهُمْ مَّحِيطٌ اصلی اور حقیقی توحید ہے، اولیائے فناۃ ثانی اور

فناء الفناء کا وجود خلق کے واسطے رحمتِ حق اور ذاتِ اسکی کبریتِ احمر ہے اگرچہ تینوں قسم کی فناء والی جماعتِ اولیاء میں داخل ہیں، لیکن مرتبہ میں اور فیض میں اور قربِ خدا اور اثرِ صحبت میں ان کے بہت بڑا فرق ہے، مولانا فرماتے ہیں:

آئینہ دل چوں شود صافی و پاک نقشہا بینی بروں از آبِ خاک

جب دل کا آئینہ پاک و صاف ہو جائے تو تجھے وہ چیزیں نظر آئیں گی جو ادویات سے بالاتر ہیں

سوال: یہ مقام اور حالات "ہمہ اوست" وغیرہ صحابہ کبارؓ سے ثابت نہیں اور

عقائد اوہ اولیاء سے افضل ہیں،

جواب: صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس مقامِ لہت کے حاصل کرنے کی ضرورت

نہیں تھی، کیونکہ ان کو ایک ہی توجہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ تقرب حاصل ہوا تھا کہ اگر وہ

لاکھ برس کی عمر پا کر ریاضتِ شدید کھینچے تو بھی صحابہ کبارؓ کے قربِ حق اور صفائیِ بطن اور قوتِ ایمان اور

مرتبہِ عالیہ کو نہیں پہنچ سکتا، کیونکہ جب ولی کی صحبت ایک ساعت کی دوسروں کے صد ہا سال کی طاقت

و عبادتِ بے ریا سے بہتر ہے، تو پھر سردارانِ نبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحبت یافتہ کے قرب کیا

پتہ اور کیا کہنا، جن کے آدھ سیر جو جو انھوں نے خدا کی راہ میں خرچ کئے، ہر ولی ہر اُمتی کے پہاڑوں

کے برابر سونا چاندی راہِ خدا میں خرچ کرنے سے بہتر نہیں صرف اسی حدیث کے صحابہؓ کے خلوص اور

مرتبہ کا پتہ ملتا ہے، اگر اس مقام "ہمہ اوست" کو مقامِ انتہائے قرب اور عالی مان لیا جائے تو علاوہ

ولایتِ صحابہؓ کے انبیاء کے مرتبہ کی بھی نفی ہو جاتی ہے کیونکہ جو مقرب زیادہ ہوگا اسی کا مرتبہ بھی زیادہ ہوگا

اگر کشف و کلامِ اولیاء صحیح اور معتبر مان لیا جائے تو کشف و کلامِ انبیاء اور احکامِ وحی الہی غیر صحیح مانا

پڑے گا، اور اگر یہ صحیح ہیں تو کشفِ اولیاء ماننے کے قابل نہیں ہو سکتا، اور احکامِ وحی وہ مرتبہ رکھتے ہیں جو سرد

انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام سے یعنی حدیث سے بھی افضل و اعلیٰ اور قابلِ عمل ہیں تو پھر کلامِ اولیاء

کلام خدا و خلافت کلام مصطفیٰ کیسے درست ہو سکتا ہے کہ جو شرعاً اور طریقتاً اور عقائد اور عقلاً بالکل بعید ہے، کیونکہ صحابہ کرام اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سب کا مشرب یہ ہے کہ خدا قدیم ہے اور مخلوق حادث اور خالق الگ اور مخلوق الگ خالق سے مخلوق کا، اور قدیم سے حادث کا کوئی حلول و اتحاد نہیں ہو سکتا چنانچہ حضرت مولانا رومی فرماتے ہیں:

چوں قدیم آمد صرث گردد عبث پس کجا دانند مستدلی را صرث

جب قدیم آیا، تو حادث معدم ہوا پس ایسی صورت میں حادث قدیم کو کب پائے سکتا ہے

اور کفر کو برا اور اسکے مٹانے میں کوشاں ہے، اور اسلام کو اچھا اور اس کے بڑھانے میں سعی ہے پس اولیاء کے حالات سُکر اور صحابہ اور انبیاء علیہم السلام کے حالات میں فرق ہیں اور معاملہ ضدین ہے، اب دیکھنا صرف اس بات کا ہے کہ آیا انبیاء پر اولیاء کی اتباع ہرام میں واجب ہے، یا اولیاء پر انبیاء علیہم السلام کی، پس یہ بات کسی مسلمان (ادنیٰ ہو یا اعلیٰ عالم ہو یا جاہل) پر مخفی نہیں ہے کہ اتباع انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اولیاء اور ہر مخلوق پر فرض ہے، ثبوت میں اس کے نص قطعی مَا أَتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (یعنی اے مومنو! جو میرا رسول تمہارے پاس لائے اُسکو لیں اور جس بات سے منع کرے اُس سے باز رہو) اور جو اسکی یہ ہے کہ رسول صلعم کے فعل اور ارشاد میں کوئی لغزش اور خرابی نہیں ہوتی، اور اولیاء اللہ کو جو شہادت اور الہام ہوتا ہے اُسکے سمجھنے میں غلطی اور سہوا اور دھوکہ شیطان کا ممکن ہے، اور یہ مسئلہ سلمہ تمام علمائے طریقت اور علمائے شریعت ہی (پس جس قول و فعل کی صحت میں تامل ہو اُس کو مان لینا اور جو قول و فعل انبیاء علیہم السلام کا ہر خرابی سے مبری ہو اُسکو نہ ماننا صریح اور فاش غلطی ہے، اور نعوذ باللہ اگر سب کو عین خدا سمجھ لیا جائے تو پھر کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اَوْرِ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ اَوْرِ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ اَوْرِ وَاللَّهُ مَعَ الْمُتَّقِينَ

وغیرہ آیات مبارکہ کا مضمون کیسے درست ہو سکتا ہے۔ یہ درست جب ہی ہو سکتا ہے کہ خالق الگ اور مخلوق الگ، نافرمان الگ اور فرمانبردار الگ، جہنمی الگ اور جنتی الگ ہوں، اور کلام حق حق ہے، اور ہر تحقیق اس کے خلاف غلط، جب یہ بات سب جانتے ہیں کہ کسی اولیاء سے حالت سکر میں بھی کھانا، سونا وغیرہ صفات انسانی دور نہیں ہوتی، تو پھر صفات بشری (کو دور کر کے خدا کیسے بن سکتے ہیں، جب دنیا میں آنکھوں ذات واجب الوجود کے دیکھنے سے مجبور ہے، تو تو بندہ خاکی خدا میں مل جانے یا خدا بن جانے پر کیسے قادر ہو سکتا ہے، جب بندہ کو روح اور پھول کی خوشبو اور آنکھوں کی روشنی اور ہوا اور آواز اور درد اور دوا کے اثر شفا و نقصان ہی نہیں دیکھتے تو ان کے خالق کو کیسے دیکھ سکتا ہے؟ اور پھر دیکھنا تو کجا خود خدا میں بلجانا یا خدا ہونا کیونکر اور کیسے ہو سکتا ہے، اگر کسی نے کہا ہے تو بجا لبت سکر کہا ہے اور کلام اہل سکر قابل ماننے کے نہیں ہوتا۔ اسی واسطے امام الطریقہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہر کہ

دیدہ شد و شنیدہ شد و دانستہ شد آں ہمہ غیر است" اور ارشاد فرماتے ہیں:

کس رائد ہر نہ تو نشانے	اینست نشان بے نشانے
کسی کو تیرا نشان نہیں دیکھتے	یہی ہے بے نشانی کی علامت

اور ارشاد فرماتے ہیں:-

بدر از علم ست و بیروں از عیاں	ذاتش اندر ہستی خود بے نشان
وہ علم سے بالا اور خیال سے باہر ہے	اسکی ذات ایسی ہستی میں بے نشان ہو
ز و نشان جز بے نشانی کس نیفت	چارہ جز جاں نشانی کس نیافت

اس کا سوائے بے نشانی کے کسی نشان نہ پایا اور سو اجاں نشانی اور حیرانی کے کوئی چارہ نہ دیکھا

گر عیاں جوئی نہاں آنکہ بود	ور نہاں جوئی عیاں آنکہ بود
----------------------------	----------------------------

جب تو اس کو ظاہر تلاش کرے تو وہ پوشیدہ ہوگا، اور اگر پوشیدہ تلاش کرے تو اس وقت ظاہر ہوگا

درہم جوئی چونچون ست او آں زماں از ہر دو بیرونست او

اور اگر ساتھ ساتھ تو اسکو تلاش کرے تو وہ بیچوں اور مثال ہو، اسوقت وہ دونوں حالتوں (عیان نہاں) باہر ہوگا

صد ہزاراں طور از جاں برتر است ہرچہ خواہم گفت اوزاں برتر است

لاکھوں طریقے سے وہ جان سے بالاتر ہے اور جو کچھ میں کہوں گا وہ اس کے کہیں زیادہ تر ہوگا

عجز ازاں ہمراہ شد با معرفت کونہ در شرح آید و نہ در صفت

معرفت کیساتھ اس سے عاجزی مٹی ہوئی ہے، کہ جو نہ بیان کیجا سکتی ہے اور اسکی تعریف کیجا سکتی ہے

حضرت خواجہ باقی باللہ کو اس درجہ اس مقام فنا و بقا میں ترقی نصیب ہوئی کہ بجائے نام

محمد عبد الباقی کے باقی باللہ مشہور خلافت ہیں، مگر بعد میں جب ترقی ہوئی تو فرمایا کہ توحید کو چہ تنگ است

شاہراہ دیگر است یعنی مقام وحدۃ الوجود تنگ است، ہر بڑا راستہ شاہراہ یعنی راستہ فرمودہ

انبیاء علیہم السلام اور ہے، اسی طرح شروع حال میں اولیاء متقدمین سے بعض بعض نے توحید

وجودی کے الفاظ بحالت سکر فرمائے ہیں، بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کو اس مقام سے ترقی نصیب

فرمائی ہے، چنانچہ حضرت فرید الدین عطار کے کلام سے بحالت سکر اشعار توحید وجودی وغیرہ کا

اظہار ہوا ہے، لیکن آخر میں یہ فرمایا،

نہی بینی کہ شاہ چوں ہمیں بر نیافت او فقر کل تو رنج کم بر

کیا تو نہیں دیکھتا کہ نبی کریم صلی علیہ وسلم جیسے سردار انبیاء بشریت سے پاک ہو کر خدا بن سکے تو تو کیوں خواہ مخواہ کوشش کرتا ہے

اور فرماتے ہیں :-

بے گناہ نگزشت بر ما ساعتے با حضور دل نہ کردم طاعتے

میری ایک گھڑی بھی اسی نہیں گزرتی جس میں مجھ سے گناہ سر نہواوڑا جب تک مجھ سے کوئی عبادت طلب نہ ہوئی

اطلاع: یہ حضرت فرید الدین عطار حضرت مولانا رومی سے پیشتر ہوئے ہیں۔ انکی تعریف میں حضرت مولانا نے فرمایا ہے کہ انھوں نے سات بازار عشق کے طے کئے ہیں اور میں ایک ہی بازار میں ہوں، اور حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

اے بڑوں از وہم و قال و قیل من خاک بر سرق من و تیشل من
 اے وہ ذات کہ جو وہم و چون چرا سے باہر ہے، میرے سر اور میری مثال پر خاک پرٹے
 قرب بیچون ست عقلت را بہ تو آں تعلق ہست بیچوں لے عمو
 عقل کے ذریعے ہی تجھ کو قرب حاصل ہے، اور وہ تعلق اور قرب بھی بیچونیت کے ساتھ ہی
 اتصالے بے کیفیت بے قیاس بست رب الناس را با جان ناس
 جو اتصال کہ پروردگار کا انسان کیساتھ ہی، وہ نہ قیاس میں آسکتا ہے نہ عقل میں
 زانکہ فصل وصل نبود در رواں غیر فصل وصل نندیشد گماں
 چونکہ اسکا قرب وصل و وصل سے بالاتر ہی اسلئے انسان کا گمان (خیال) بھی اس میں نہیں ہو سکتا بلکہ فصل وصل کی چیزیں بربا ہے
 مرصفا تش را چہاں وال لے سپر کز وہ اندر ناید ہم جز اثر!
 اسکی تعریف بس اسقدر سمجھ لو کہ انسان کے وہم و خیال میں سوائے اثر کے اور کچھ نہیں آسکتا،
 ظاہرست آثار و نور و حمتش لیک کے داند جز او ماہتیشش
 اسکی حمت کے انوار و آثار ظاہر ہیں، لیکن ان کی حقیقت سوائے اس کے کون جان سکتا ہے
 بیچ ماہیات اوصاف و کمال کس نہ داند جز بہ آثار و مثال
 اس کے وصف و کمال کی حقیقت کو سوائے اثر اور مثال کے کوئی نہیں جان سکتا،
 صد ہزار ان وصف گر کوئی ویش جملہ وصف اوست اوزیں جملہ بیش
 چاہے کوئی لاکھ اس کی تعریف کرے، لیکن وہ ان تمام اوصاف اور تعریفوں سے بالاتر ہے

وانکہ ہر مدحے نبود حق رود بر صور اشخاص عاریت بود
 جو تعریف کسی کی جائے وہ حقیقتاً اس کی نہیں بلکہ اللہ ہی کی تعریف ہے،
 چون نہایت نیست اور الاجرم لاف کم باید زدن بر بندوم
 چونکہ اس کی کوئی حد و انتہا نہیں ہے، اس لیے خاموشی بہتر ہے
 ہرچہ اندیشی پذیرائے فناست وانکہ در اندیشہ ناید آن خداست
 تم جو کچھ خیال کرتے ہو وہ سب فانی ہے، اور خدا وہ ہے جو خیال و گمان کے بالاتر ہے
 آں مگو چوں در اشارت نایدت دم مزن چوں در عبارت نایدت
 جو تیرے اشارہ و کنایہ اور عبارت سے بالاتر ہے، اس کے متعلق خاموش رہ
 نے اشارت می پرزید نہ عیاں نہ کسے زد علم دارو نہ نشاں
 نہ وہ قابل اشارہ ہے، نہ ظاہر ہے، اور نہ کسی کو اس کا علم اور پتہ ہے،
 ہرکے نوع دگر در معرفت می کند موصوف غیبے راصفت
 ہر شخص نئی نئی طرح اپنی حیثیت کے موافق اس کی تعریف کرتا ہے،
 فلسفی از نوع دیگر کرد شرح واں دگر مرگفت اور اگر دوجرح
 فلسفی کسی اور طرح اس کی تعریف بیان کرتا ہے (لیکن) کوئی دوسرا اس فلسفی کی تردید پر اڑاؤ نہ
 واں دگر بر سرد و طعنه می نڈ واں دگر از رزق جانے می کند
 ایک تیسرا شخص ان دونوں پر اعتراض کرتا ہے، چوتھا اس کے بھی خلاف دلائل تیار کرتا ہے
 ہاں وہاں گر حمد گوئی و سپاس ہچونہا نہ جام آں چو پاں شناس
 اگر کوئی خدا کی حمد اور اس کا شکر ادا کرنا چاہے تو وہ اس (موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے) چڑھا کی تعریف بھی ہوگی
 حمد تو نسبت بہ تو گر بہترست لیک آں نسبت بہ حق ہم ابرست

تمہاری تعریف خواہ تمہارے نزدیک بہتر ہو (لیکن) خدا کی شان کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی

جب موسیٰ علیہ السلام نبی اولوالعزم ایک پر تو صفات سے بیہوش ہو کر گر پڑے . اور
لَنْ تَرَانِي كَا وَاٰرْسَا، تو ولی بیچارہ خاک پائے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس جہان میں خدا کو
کیسے دیکھ سکتا ہے؟ جناب حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام شب معراج میں عرش معلیٰ
پر تشریف لگئے، اور خدائے پاک کو اپنی چشم مبارک ظاہر سے دیکھا اور قریب ہونے میں قاب
قوسین اودانی کا مرتبہ پایا اور اچھی طرح دیکھنے میں مَا زَاغَ الْبَصُوْرُ وَمَا طَغَىٰ كَا خلعت جناب
باری سے عطا ہوا، فَأُوْحِيَ اِلَىٰ عَبْدِهٖ مَا اُوْحِيَ كے روز تاج خاص سے خدانے مشرف
فرمایا، یہ مراتب یہ قرب، یہ رفعت، یہ عزت یہ خلعت کسی کو مخلوق میں سے نہ ملے گا ایسے
قرب کے وقت خاص میں بھی جناب باری کے سامنے ہی عرض کیا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِسْمِیْ گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود سوا
خدا کے نہیں ہے، اور یہ شہادت بھی دیتا ہوں کہ محمد اللہ تعالیٰ کے بندہ اور اس کے پیغمبر ہیں اور
ایسے وقت خاص میں کہ مخلوق الہی میں سے کسی کو یہ مرتبہ نصیب ہوا، اپنے کو اور اُمت گنہگار
اور صاحبین کو، اور خدائے عزوجل کو، الگ الگ جانتے رہے، اور فرق فرماتے رہے کہ جس
جگہ ولی کی روح بھی نہیں پہنچ سکتی، بعض مقام قرب و تجلیات میں روح کا گزر بھی نہیں ہے
اگر جائے تو جل جائے مگر سیر نظری روح کو ہوتی ہے وہ بھی بوسیدہ اور تعبت روح اقدس
رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جس کا حال آئندہ دوار میں آئے گا، اور سلمہ ضمیمت
صغریٰ و ضمیمت کبریٰ سے حال روشن ہوگا، جسکی تشریح یہ ہے کہ خاص خاص قرب میں تجلیات
الہی کی روح برداشت نہیں کر سکتی، تو اکمل اولیائے متقدمین کی روح کم درجہ کے اولیاء کی
روح کو اپنی روح کے احاطہ میں لیکر سیر کراتے ہیں اس کو ضمیمت صغریٰ کہتے ہیں اور بعض اعلیٰ مقامات

قرب میں اکمل اولیاء کی روح کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے احاطہ روح القدس میں لیکر سیر کراتے ہیں، اسکو ضمنیت کبریٰ کہتے ہیں، تو ولی بیچارہ کو نہ وہ مقام نصیب، نہ وہ قرب حاصل تو تو پھر ان کا "انا الحق" کہنا خلافت احکام قرآنی، و خلافت حدیث نبوی، و خلافت ارشاد صحابہ کب درست ہو سکتا ہے، اگر ہو سکتا ہے تو اتنا کہ اتنا سے سُکر اور غلبہ محبت خدا میں بحالت مدہوشی یا بہوشی ایسا فرمایا، لیکن یہ اُن کا بحالت بخیر کی کہنا ان کے واسطے نور ہے اور وروں کی واسطے بلال کہنا نار ہے، اور وجہ اسکی یہ ہے کہ خاصانِ خدا کعبہ مقصود کے اندر اپنے کو پاتے ہیں، اور دریائے معرفت میں غرق ہوتے ہیں، اسلئے وہ بقابلہ وروں کے مستثنیٰ ہیں، جیسے کہ حاجی وقتِ اُخلی بیت اللہ سمت کعبہ کے احکام سے مستثنیٰ ہیں، پھر ان کی نقل غیر کو کیونکر درست ہو سکتی ہے، چنانچہ مولانا رومی فرماتے ہیں:-

در ورون کعبہ رسم قبلہ نیست	چہ غم از خواص را پا چپہ نیست
کعبہ کے اندر قبلہ کی کوئی خاص سمت نہیں	جس طرح غوطہ خور کو چاٹو کی ضرورت نہیں؟
خون شہیدان را از آب اولیٰ تراست	زیر گناہ از صد ثواب اولیٰ تراست
شہیدوں کا خون پانی سے زیادہ پاک ہے	اور اسبوجہ یہ گناہ ہزاروں نیکیوں سے افضل ہے

بس ان بندگانِ خاص اہل حال کی واسطے اتنا کہنا کافی ہے اللہ کا رسی معذد دہون (سکر والے معذور ہیں) ان کا حال ان کے لیے نور ہے اور ان کے حال کی اتباع اہل حال کے واسطے نار ہے، قَاعْتَبِرُوا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ بِنُصْرَةِ تَعَالَى مِيرے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے طلبہ کو فتنائے ثانی میں ترقی نصیب ہوئی ہے، مگر اظہارِ نام کی مرضی نہ تھی، نہ ہے، اطلاع ضروری، مقام فنا و بقا سے مراد اور مقصد صرف خلوص اور یقینِ کامل یعنی ایمان حقیقی حاصل کرنا ہے، اور اگر کوئی یہ خیال کرے کہ مقام فنا و بقا کے حاصل ہونے پر بشرعین خدا

ہو جاتا ہے، یا خدا میں یہ شخص لمبجاتا ہے، ایسا خیال الحاد اور زندقہ ہے، نعوذ باللہ چنانچہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حد و شریعت کے اندر رہ، اگر شریعت سے باہر قدم رکھا تو گمراہ ہوا اور پھر ہوا، اور ضرور ہوا،

دادیم تراز گنج مقصود نشان
گرا نر سیدیم تو شاید برسی
ہم نے تجھے مقصود کے خزانہ کا پتہ اور نشان بتا دیا۔ اگر ہم نہ پہنچے تو شاید تو پہنچ جائے

فصل چھٹی ازہ ولایت کبریٰ میں

جب طالب ولایت صغریٰ کو کہ جو مقام ظلال اسما و صفات الہی ہے، اور یہ مقام ولایت اولیا ہے، طے کر چکتا ہے، تو ولایت کبریٰ میں اس کو عروج ہوتا ہے کہ جو اصل ہے، نطل کی یعنی اسما و صفات میں، اور یہ ولایت کبریٰ ولایت ہے انبیاء علیہم السلام کی اور مبدر یعنی نکاح اور اصل انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و ملائکہ کی اسما و صفات الہی سے ہے، اور اسما و صفات الہی جمیع نقصانات سے پاک ہیں، اسی وجہ سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ملائکہ کرام معصوم اور گناہوں سے پاک ہیں، انبیاء کو اس مقام میں ایسا قرب حاصل ہے جیسے مرکز اور اولیاء کو بطریق انبیاء علیہم السلام اور ان کی متابعت کی وجہ سے مثل دائرہ کے، اسی واسطے انبیاء کو معصوم اور اولیاء کو محفوظ کہتے ہیں، اس مقام میں علم شریعت ہے اور ذوق و شوق آہ و نعرہ سنا رہتا ہے، یہاں نیستی گزشتگی حاصل ہوتی ہے، یہاں سالک اپنے کو خوب جان لیتا ہے کہ یہی

اصل شرف و نساد ہے، اور جو کچھ خیر **دائرا** ہے وہ من جانب اللہ ہے، مَا
اصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ **ولایت کبریٰ** فَمِنْ اللَّهِ وَمَا آصَابَكَ

مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ (جو اچھی بات تمہیں پہنچے وہ اللہ کی جانب سے ہے اور جو
 برائی پہنچے وہ تمہاری طرف سے) چشمِ علم ظاہری و چشمِ علم لدنی سے دیکھ لیتا ہے، اور اس
 ولی کی پرورش بعض وقت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، جس طالب کی استعداد
 ضعیف ہوتی ہے تو وہ اکثر حضورؐ کی پرورش اور التفاتِ کجالتِ خواب دیکھتا ہے، اور جس
 کی قوتِ ولایت بدرجہ اوسط ہوتی ہے، وہ جناب صلی اللہ علیہ وسلم کو دل کی آنکھوں سے کجالت
 مراقبہ دیکھتا ہے، اور جس طالب کی ولایت قوی ہوتی ہے وہ حضورؐ پر نور صلی اللہ علیہ وسلم
 کو چشمِ ظاہر سے دیکھتا ہے اور پرورش آپؐ کی ذاتِ مبارک سے اور التفات اور انعام اپنے
 پر پاتا ہے، بعض خاصانِ خدا پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قدر عنایت ہوتی ہے اور
 اتصالِ روحانی ہوتا ہے کہ کبھی آپؐ اس ولیؒ کی شکل بن جاتے ہیں، اور کبھی ولی آپؐ کی
 شکل بن جاتا ہے اور کبھی دونوں ہم شکل بن جاتے ہیں، اس اتصال کو صوفیہ میں اتصالِ روحانی
 کہتے ہیں اور اس کو فنا فی الرسول بھی کہتے ہیں، فنا فی الرسول کے کئی اقسام ہیں، آپؐ کی
 محبت میں فنا ہونا، آپؐ کی اتباع میں فنا ہونا، وغیرہما، لیکن یہ اتصال روحانی ہم شکل ہو جانا
 سب سے اعلیٰ اور قوی تر ہے، لیکن کمالِ اتصالِ روحانی اور بدرجہ اتم آپؐ کے علوم و
 رموزِ باطنی سے جب کوئی مشرف ہوتا ہے کہ دائرہ حقیقتِ محمدی میں اس کو پورا عروج
 میسر ہو، اور اس ولایتِ کبریٰ کا تعلق اسمِ ہوا الظاہر سے ہے، اکھم اللہ میرے حضرت
 صاحبِ رحمۃ اللہ علیہ اور آپؐ کے کئی طلبہ اس ولایتِ کبریٰ سے اور ان حالات سے جو لکھے گئے
 مشرف تھے، لیکن ان کے نام اور تپہ تپانے کی ضرورت نہیں سمجھتا، اور نہ حضرت صاحب
 رحمۃ اللہ علیہ کی مرضی مبارک اظہار کی تھی اور نہ ہے، جس بندہ خاص کے پرورش یافتہ ایسے
 ہوں، اسکی تعریف کیا کی جائے؟ رب جانے اور اس کا حیدر جانے، صلی اللہ علیہ وسلم

واویم ترا ز گنج مقصود نشان
گرماند رسیدیم تو شاید برسی
ہم نے تجھے مقصود کے خزانہ کا نشان اور تپہ تبا دیا جو اگر ہم نہیں پہنچے تو شاید تو ہی پہنچ جائے

فصل سابع و ولایت علیہ السلام

ولایت علیہ فرشتوں کی ولایت ہے، اور تعلق اس کا اسم ہوا لباطن سے ہے۔ اور
یہ ولایت علیہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ولایت سے اعلیٰ ہے، چونکہ ولایت کبریٰ کا تعلق
اسم ہوا الظاہر سے ہے اسی واسطے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خلق پر ظاہر اور مسبوث ہوئے
اور ملائکہ کا تعلق اسم ہوا لباطن سے ہے، بایں وجہ وہ پوشیدہ رہے، اور ترقی ملائکہ اسما
وصفات و شئون ذات تک آہر چونکہ تعلق اسم ہوا لباطن کا ذات غیب الغیب زیادہ مناسبت اور قریب
رکھتا ہے بمقابلہ اسم ہوا الظاہر کے اسی واسطے فرشتوں کی ولایت انبیاء کی ولایت سے اعلیٰ ہے
سوال: انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بمقابلہ ملائکہ کرام افضل ہیں تو ولایت بھی ان کی
افضل ہونی چاہیے اور یہاں معاملہ اس کے برعکس ہے، خصوصاً حضور رسول خدا صلعم کا ہر
قرب حق تمام خلق سے زیادہ مانا گیا ہے،

جواب: تحقیقات رسالات و مقامات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ
پر اعتراض یا شبہ کرنا کہ جبکہ تصدیق ہزاروں بڑے بڑے علماء اور صلحا فرما چکے ہیں، اور جو
حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے، اسی طرح ان حضرات پر ظاہر ہوا ہے
اور حضرت شیخ کے فرمودہ میں سرسرفوق نہ ہوا، ذرا تمہید سے زور ہے، مگر چونکہ سوال کیا
گیا ہے، اس لیے یہ جواب لکھا جا رہا ہے، ولایت جزو کمالات نبوت ہے۔ جس کی خوبی

اور بھلائی عین کُل کی خوبی اور بھلائی ہے، جملہ قرب حق اور جملہ خوبیاں تمام خلق کی یہ سب بی بے
 رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی، لیکن بعض افراد کو بعض بعض معاملات
 بعض مخلوق میں سے بعض قوم، اور میں خصوصیت ہے، جیسے ملائکہ پورے
 رہتے ہیں، اور انبیاء علیہم السلام
 اسرار الہی سے واقف ہوئے اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام واقف نہ ہوئے، یا جیسے ترقی اسلام
 اور فتوحات امیر المؤمنین حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ہوئی، ویسی حضرت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں نہ ہوئی لیکن ان جزئی خصوصیات
 سے نہ حضرت خضر حضرت موسیٰ بنی سے منسل ہو سکتے ہیں اور نہ حضرت عمر اور حضرت ابو بکر صدیق حضرت رسول
 صلوات اللہ علیہم اجمعین سے بہتر اور افضل ہو سکتے ہیں، یہ فرق بشریت اور ملکیت کا ہے۔ فرشتوں کی ولایت کی ترقی انوار انوار
 صفات الہی اور شہونات ذات تک محدود ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ترقی کمالات
 نبوت میں ہے، جہاں تجلی ذات بے پردہ صفات ہے۔ اس جگہ ملائکہ کا گزرنہیں، اور یہ
 ترقی ملائکہ کو صدقہ ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا، اور یہ خصوصیت بشریت اور
 ملکیت کی یوں خوب سمجھ میں آجائے گی کہ جو کلام خدا یعنی وحی توسط فرشتہ حضرت جبریل
 علیہ السلام آئی، وہ افضل ہے حدیث قدسی سے، کہ جو کلام اللہ تعالیٰ نے خود حضور سے بلا توسط
 فرشتہ کے فرمایا، عقل معاش چاہتی ہے کہ یہ حدیث قدسی افضل ہو یا چاہیے وحی سے، کیونکہ خدا نے
 سب بہتر ذات صاحب لولاک سے خود کلام فرمایا تو پھر کم درجہ والے کی معرفت جو ارشاد
 فرمایا وہ کیونکر افضل ہو سکتا ہے، لیکن بھید اس کا یہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصوم
 اور گناہوں سے تو پاک ہیں، مگر بوجہ بشریت ببول ممکن ہے، جیسے سورہ کہف میں حضرت موسیٰ
 و حضرت خضر علیہما السلام کے حالات میں ارشاد ہے وَمَا أَسْتَأْنِبُ إِلَّا الشَّيْطَانَ (اور

داعیہ
 ولایت علیا

نہیں بھلایا مجھ سے اُن کو مگر شیطان نے) اور فرشتے علاوہ معصوم ہونے کے ببول سے بھی پاک ہیں، اسی واسطے وحی حدیث قدسی سے افضل ہے، اس فضل جزئی سے فرشتے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے نہ افضل ہو سکتے ہیں اور نہ اُن کی ولایت افضل ہو سکتی ہے یا جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان چہارم پر زندہ اٹھالیے گئے، اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ترسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی، اور قبر شریف زمین پر مدینہ منورہ میں بنی۔

تنبیہ: حضور انور نے وفات پائی، مگر صرف نقل مکان کیا ہے، اچھیات النبیؐ میں جیسے کہ دنیا کے ظاہر میں زندہ تھے، ویسے ہی قبر شریف میں زندہ ہیں، آپؐ تو کیا آپ کے غلام غلام بندہ خاص حسب مراتب حسب حیثیت قبروں میں زندہ ہیں جب شہداء فی سبیل اللہ کی واسطے ارشاد رب العباد ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءُ لَمْ يَسْمَعُوا سَمًّا وَلَمْ يَمُوتُوا (جو اللہ کے راستہ میں شہید ہوئے ہیں، اُن کو تم مردہ خیال مت کرو، بلکہ وہ زندہ ہیں، الی آخرہ)

اور اللہ تعالیٰ نے مرتبہ کا تفاوت خود ہی قرآن مجید میں فرمادیا ہے مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّالِحِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ، جب شہداء کو موت نہیں ہے اور وہ زندہ ہیں، تو صدیقین جو مرتبہ میں شہداء سے بہتر ہیں (یعنی اولیاء) تو وہ بالاولیٰ زندہ ہونا چاہئیں اور جب شہداء اور اولیاء غلامانِ غلام حضرت رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندگی میسر ہے، تو سردارِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حیات النبیؐ کہنا بالکل درست اور ہر طرح ٹھیک ہے، اور جب آپؐ حیات النبیؐ ہیں تو آپ کے غلام اولیاء کرامؐ بموجب اس حدیث شریف کے العلماء و رشتہ الاقرباء کو بھی حصہ حضور کی صفت حیات میں ملنا چاہیے، اگر کسی صفت میں حصہ نہ ملے تو وارث کہنا لازم نہ آئیگا اس جزئی خوبی سے حضرت عیسیٰؑ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت نہیں پاسکتے اور حضرت جبریل علیہ السلام مستقل طور پر سدرۃ المنتہیٰ پر تشریف رکھتے ہیں، مگر اس جزئی فضیلت کے

حضرت جبریل علیہ السلام حضور سے افضل نہیں ہو سکتے، ترقی شب معراج میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ اور حضرت جبریل علیہما السلام سے کہیں بالاتر مقام پر پائی۔ اور حدیث قدسی لی مع اللہ انہ میں ترقی درجات اور قرب مولیٰ کا حال تو بالکل صاف ہو گیا۔ کہ کوئی نبی مرسل یا فرشتہ مقرب حضور نور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ اور قرب میں شرکت نہیں رکھتا پس ہر نبی اور خاص فرشتے بعض جزئی فضیلت سے حضور کے فضل کلی پر سبقت نہیں پاسکتے یہی تفاوت ولایت کبریٰ ولایت علیا اور کمالات نبوت کا ہے، کہ ولایات میں فضل جزئی بڑا اور کمالات میں فضل کلی نصیب ہے، غرض کہ جبہ قرب حق اور جمہ صفات حمیدہ تمام خلوق کی پر تو ہے، ذات صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا، اور اظہار اس کا مختلف صورتوں اور مختلف اقوام اور مختلف افراد میں، وقتاً فوقتاً مجلاً اور مفصلاً ہوتا رہا، اور انشاء اللہ ہوتا رہے گا جیسے کہ فرمایا حضور نے، کہ مجاہد ملک شام اور ملک کسری کے فتح کی کنجیاں عنایت ہوئی ہیں، مگر حضور والا کے زمانہ میں یہ ملک فتح ہوئے، بلکہ خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ میں فتح ہوئے، لیکن یہ فتح خلفاء عین فتح خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہے یا جیسے تخم درخت کہ درخت کے شاخوں کی بلندی، پتوں کی سبزی، پھولوں کی خوشبو، پھل کا ذائقہ یہ سب تعریف تخم درخت کی ہے، شاخیں تپتے پھول پھل اپنے جزئی فضل سے درخت کے فضل کلی پر سبقت نہیں لیجا سکتے، یا جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بعض تعریفیں اور خصوصیتیں حضور نے ایسی فرمائی ہیں کہ وہ اور صحابہ میں نہیں پائی جاتیں، لیکن ان جزئی خصوصیات اور فضائل سے فضل کلی حضرات شیعین پر لازم نہیں آتا رضوان اللہ علیہم اجمعین، یا جیسے حضرت عبداللہ بن جعفر صحابی کو حضور نے فرمایا کہ تو میری مٹی سے پیدا ہوا ہے اور اس کو اصطلاح صوفیہ میں اصالت کہتے ہیں، اگرچہ یہ اصالت موجب فضیلت ہو، مگر اس جزئی خوبی سے حضرت عبداللہ بن جعفر نے حضرات خلفائے

راشدین اور عشرہ مبشرہ اور حضرت امام حسن امام حسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے بہتر
 نہیں ہو سکتے، اسی طرح ہر نبی مرسل فضائل اور خصوصیات جزئی جزئی رکھتے ہیں، جیسے حضرت موسیٰ
 کلیم اللہ حضرت عیسیٰ روح اللہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ حضرت داؤد خلیفۃ اللہ حضرت
 ایوب صابر و نعم العبد حضرت اسمعیل ذبیح اللہ وغیرہم علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ہمارے رسول
 پاک صاحب لولاک علیہ التحیۃ والبرکات فضائل اور خصوصیات کلی سے ممتاز ہیں اور جزو اور کل
 میں ایسا فرق ہوتا ہے جیسے شے اور سایہ شے میں، اسی طرح حضور کی مرتبہ قرب اور رفعت اور خلعت
 اور خلافت اور صداقت اور صبر اور حلم اور علم اور غفوا اور شجاعت اور سخاوت اور شفاعت اور
 رحمت کو کوئی نہیں پہنچ سکتا، کیونکہ سب فرشتے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور تمام خلق آپ
 ہی کے نور سے پیدا ہوئے ہیں، شہس

خوبی و شکل و شمائل حرکات و سکنات

انچہ خواہاں ہمہ دارند تو تنہا داری

چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 کا قدم غالب ہو ولایت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قدم
 غالب ہو کمالات نبوت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے، چونکہ ولایت جزو نبوت ہی اسی
 وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں، یا جیسے شب کو ماہتاب
 روشن رہتا ہے اور آفتاب پوشیدہ ہو جاتا ہے، یہ جزئی فضیلت ماہتاب کو آفتاب پر ضرور ہے
 لیکن روشنی ماہتاب میں خود بخود نہیں بلکہ قیام روشنی ماہتاب آفتاب کے ہے، لہذا صفت جزئی
 ماہتاب صفت کلی آفتاب پر سبقت نہیں پاسکتی، اسی طرح قرب ولایت صغریٰ، کبریٰ، علیا
 جزئی جزئی فضیلت سے کمالات نبوت کے فضل کلی پر سبقت نہیں پاسکتیں، جس سالک کی
 ولایت علیا قوی ہوتی ہے، اور اس کو کشف دیا جاتا ہے، اس پر فرشتے ظاہر ہوتے ہیں اور

بہت سی راز کی باتیں اُس پر کھلتی ہیں اور بوجہ مناسبت ملائکہ اس سے گناہ بہت کم ہوتے ہیں چنانچہ حضرت مرزا جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ اپنے خلیفہ قاضی شہار اللہ بانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کو اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اے قاضی صاحب تم کیا عمل کرتے ہو کہ جب تم ہمارے پاس آتے ہو تو فرشتے تمہاری تعظیم کو اٹھتے ہیں اور تمہارے بیٹھنے کے لیے جگہ خالی کرتے ہیں اس ولایت کے متعلق جو مقامات انتہائی بیان کیے جائیں گے، ان کی تحقیقات مفصل کوئی دیکھنا چاہے تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف دیکھے، اور اس ولایت علیا میں تین عنبر آگ پانی ہوا کے لطائف سے ترقی ہوتی ہے، حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے طلبہ میں سے ایک آدھ کو اس مقام میں ترقی اجمالی طور پر ہوتی مفصل نہیں لیکن فرشتے بعض وقت دیکھتے تھے۔

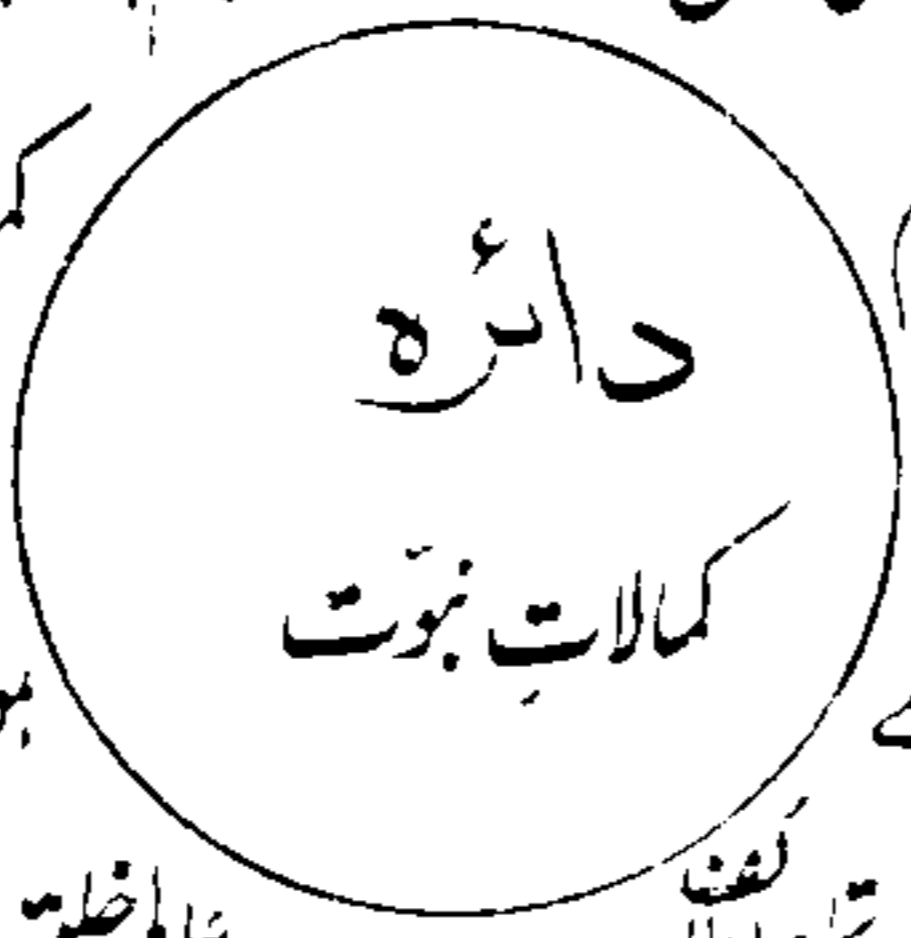
بَابِ اَحْمَادٍ

فصل اول در کمالات نبوت میں

طالب جب ولایت علیا کے فیضان و انوار سے مشرف ہو چکتا ہے، اور طلب اس کی اعلیٰ ہوتی ہے تو اس کو مقام کمالات نبوت سے اللہ تعالیٰ مشرف فرماتا ہے اس مقام کا ولی ایسی ذاتِ اکمل ہوتا ہے اور ان کمالات سے مشرف ہوتا ہے کہ اولیائے ولایت صغریٰ و کبریٰ و علیا، اس کے کمالات کا احاطہ اور پورے طور پر ادراک نہیں کر سکتے اور یہ سندہ

خاص العلماء و رشتہ الٰہ جنیبا کا پورا پورا مصداق ہوتا ہے۔ اور علماء اُمّتی کا نسب یا زبّی اسرائیل کی شکل

مجسم ہوتا ہے، اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو ایسی



ذات اکمل بنی ہوتا، اس مقام

میں ظہورِ نبوی ذات بلا پردہ

اس جگہ لطیفہ عنصر خاک سے

اسی لطیفہ خاک پر ہوتا ہے اور تمام لفظ

کمالات نبوت

صفات ہوتا ہے اور ترقی

ہوتی ہے اور انعام و اکرام الہی

عالم خلق عالم امر اس کے تابع ہوتے ہیں

اور چونکہ یہ عنصر خاک مخصوص بہ بشر ہے، اس واسطے خاص بشر خاص ملائکہ سے اور عام بشر عام ملائکہ سے افضل ہوتے ہیں۔

سوال: بشر تو کفار بھی ہیں؟

جواب: اس جگہ بشر سے مراد مومن ہے، فرشتوں کے واسطے ایک مقام مخصوص ہے نہ ترقی ہے نہ تنزل، اور بشر کی ترقی غیر محدود ہے، بشر حامل اور فیضیاب جمیع انوار اسماء و صفات الہی کا ہے، فرشتے اس سے محروم ہیں، جیسے جب آدمی بھوکا ہوتا ہے تو شانِ رزاقی اور سخی حقیقی کے دروازہ کو ڈھونڈتا ہے اور جب بیمار ہوتا ہے تو فیضانِ یاشانِ یاسلاہ کا انتظار کرتا ہے اور جب گناہ ہو جاتا ہے تو صفت رحیم و کریم ستار و عقاس کی طرف جھانکتا ہے اور جب نادار ہوتا ہے تو غنی مطلق کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور جب کوئی زبردست دشمن رہتا ہے تو بادشاہ حقیقی کی اعانت طلب کرتا ہے، اور کفار کے واسطے شانِ قہار و جبار اور مومنین اور ضعیفوں کے واسطے شانِ رؤف و رحیم کی صفت سے متصف ہوتا ہے اور جب اپنی تحقیق و ادراک میں عاجز اور متحیر ہوتا ہے تو عرض کرتا ہے ربّ نزدنی علماً اور جب تکلیف پہنچتی ہے تو اس پر صبر اور نعمت پر شکر کرتا ہے

لہذا بموجب ارشاد اَدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ وہ جو مانگتا ہے اور جو چاہتا ہے خداوند تعالیٰ
 سب کچھ اسکو عنایت فرماتا ہے اور اپنے دروازہ سے محروم نہیں پھیرتا، اسی وجہ سے فرشتوں سے
 بشر سبقت لے گیا ہے اور ان فیضان و انعامات سے فرشتے محروم ہیں اور انہی وجوہات سے
 اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً کا لقب اس کو عنایت ہوا ہے اور بار امانت کے اٹھانے
 میں بھی یہ سب پیشقدم رہا ہے، اور قاعدہ کلیتہً ہے کہ ظہور ہر شے کا ضد کیسا تھا ہوتا ہے چونکہ
 اصل انسان میں مٹی ہے اور مٹی کو پستی ہے اور مٹی میں اندھیری ہے، اندھیری کے مقابلہ
 میں انوار الہی اور پستی کے مقابلہ میں بلندی و رفعت لازمی ہے یہی وجہ ہے کہ خاتم النبیین
 صلعم عرش معلّے پر پہنچے اور کوئی مخلوق ناری یعنی جنات اور کوئی مخلوق نوری یعنی ملائکہ اس رفعت
 اور بلندی اور ترقی پر نہ پہنچے اور قدرت حق نے ثابت کر دکھایا کہ قَلَّا تَزْكُوْا اَنْفُسَكُمْ
 بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (پس تم اپنے نفس کا تزکیہ
 نہیں کرتے ہو بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اُس کے نفس کو صاف کر دیتا ہے، اور اللہ ہر
 بات پر قادر ہے) کو مخلوق پر ظاہر ثابت کر دیا اور سُبْحٰنَ الَّذِيْ اَسْرٰى سَعْدَةَ
 مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى وَقَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى پرختم کر دیا، اس مقام میں
 ذوق و شوق اور بیابانی وغیرہ کچھ نہیں ہوتی، صرف برویقین اور رضا و تسلیم اور اتباع سنت
 خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی ہے اور عاجزی اور فرستی اور دیدِ قصور زیادہ ہوتا ہے اور
 ہر ایک عبادت کو رب کے لائق نہیں جانتا اور بموجب حدیث شریف ما عبدناك
 حق عبادتك وما عرفناك حق معرفتك ولا احصى ثناءك (ہم نے جو
 تیری معرفت کا حق تھا ویسا نہیں پہچانا، اور میں تیری حمد و ثنا کا احاطہ نہیں کر سکتا) اور
 خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُصِفُوْنَ (اور پاک ہے اور برتر ہے اللہ ان

صفات سے کہ جن سے لوگ اسکو مستصف کرتے ہیں، اس کے پیش نظر ہوتا ہے، اور جیسے عام لوگ جناب باری میں گناہ کر نیسے ناوم ہوتے ہیں، یہ بندہ خاص عبادت کر کے عبادت کو ناقص جان کر ناوم ہوتا ہے، جیسے سعدی فرماتے ہیں:-

عاصیاں از گناہ توبہ کتند عارفان از عبادت استغفا
عام گناہ کرنے والے اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں (لیکن عارف اپنی عبادت کو وسیع سمجھ کر استغفا کرتے ہیں اور حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

بے گناہ گذشت بر ما ساعتے با حضور دل نہ کروم طاعتے
ایک گھڑی بھی بے گناہ کے ہم پر نہیں گذرتی اور ہم نے حضور دل سے کوئی عبادت نہیں کی

اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اکثر فرمایا کرتے تھے کہ شکے عبد اللہ کا ایک

سجدہ ہی قبول ہو جائے، اور یہ خیال عارف کا بالکل یوں درست ہے کہ سب مخلوق میں بشر افضل ہے، اور سب عبادتوں میں نماز افضل ہے اور نماز کے تمام ارکان میں سجدہ افضل

ہے اور خلق میں نبی کریم صلعم افضل ہیں تو ہر نماز کے ہر سجدہ میں آپ کی جیسی ذات سر مبارک زمین پر رکھ کر اور اللہ تعالیٰ کی حمد سبحان ربی الاعلیٰ عرض کر کے سر مبارک سجدہ سے اٹھا کر جب یہ عرض کریں اللہ اکبر یعنی جو کچھ حمد و ثنا تیری میں نے مٹا پر اپنا سر رکھ کر کی تو

اس سے بھی بڑا ہے، تو دلی بیچارہ کیا حق حمد و ثنا کا ادا کر سکتا ہے، اسی واسطے عارف ہر عبادت سے استغفا کرتا ہے، حضرت مولانا رومی فرماتے ہیں:

باں دہان گر حمد گوئی و سپاس ہچونانست جام آں چو پائ شانس

انسان جو خدا کی تعریف کرے (وہ) ایسی ہی جیسے گدڑیہ نے حضرت موسیٰ کے دین بے سجدے کی تھی

حمد تو نسبت بہ تو گر بہتر است لیکن آں نسبت بحق ہم ابرست

محمد اتیری تیرے لیے اچھی ہو لیکن خدا کے لائق ہرگز نہیں ہے

سوال : ولی کو بیچارہ کیوں کہا جاتا ہے، حالانکہ ان سے بڑے بڑے کمال ظاہر ہوتے ہیں؟
 جواب : اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات نامتناہی کے مقابلہ میں کہا گیا ہے، اسی واسطے حضرت مجدد و صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عریفہ کے جواب میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا: "یقین ترکامل تر" جس قدر یقین قوی ہے، اسی قدر ولایت قوی ہے، چنانچہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں کہ "میرا یقین ایسا ہے کہ اگر میں جنت و ذرخ کو دیکھوں تو ان کے دیکھنے کے بعد میرا یقین جو موجود ہے اس سے زیادہ نہ بڑھے" اور اس مقام میں سوائے جہل و حیرت کے کچھ محسوس یا دیدیا اور اک حاصل نہیں ہوتا، چنانچہ قرب نہایت کے اور اک میں امیر المؤمنین خیر البشر عبد الانبیاء بالتحقیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں العجز عن درك الادراك ادراك (اور اک کے درک یعنی معلوم یا محسوس ہونے سے عاجز رہنا یہی اور اک ہے) اور جو اذکار صوفیہ میں جاری ہیں اس مقام میں کچھ سود مند نہیں ہوتے، یہاں ذریعہ ترقی تلاوت قرآن مجید با ترتیب و ادائے نماز و آداب و وہ اذکار کہ جو حدیث شریف سے ثابت ہوں، اور اتباع حبیب خدا صلعم فائدہ مند ہے، اس مقام کمالات نبوت میں بھید و قاب قوسین اذنی و دنی فتدلی فاوحی الی عبیدہ ما اوحی کا منکشف ہوتا ہے

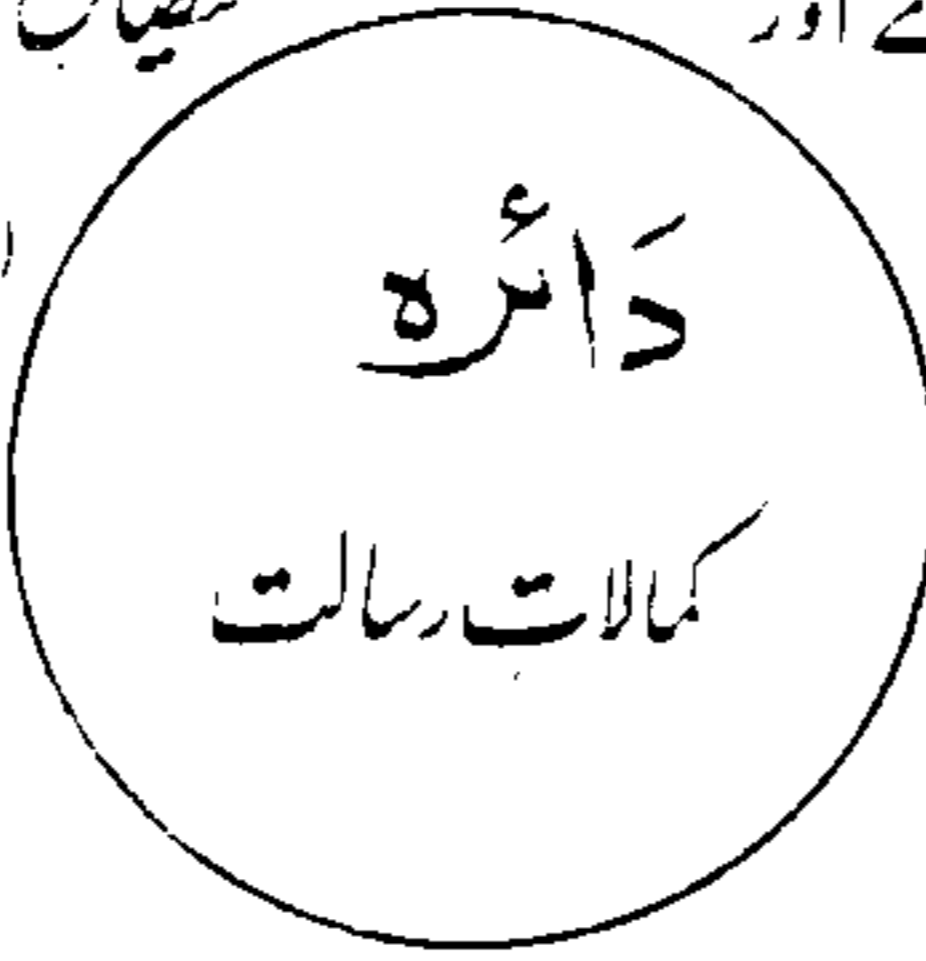
اطلاح : میرے حضرت صاحب کے طلبہ نے اس مقام میں ترقی مفصل نہیں پائی

مجھلا پائی جو نہ ہونے کے برابر ہے،

فصل دسویں اور کمال رسالت

کمال رسالت کمال نبوت سے افضل ہیں، جیسے نبیؐ اور مہل میں فرق مراتب ہے، اسی طرح قرب حق میں بھی فرق ہے، فیضان ذات بخت سے بے پردہ صفات بندہ خاص مشرف ہوتا ہے اور

قوت پر وارد ہوتا ہے ترقی
قرآن مجید و نماز با طول قرات
اس مقام میں کثرت تلاوت
اور اتباع سنت سے ہوتی ہے



فصل تیسری اور کمال اولوالعزم میں

مقام کمال اولوالعزم کمال رسالت سے قوی تر اور ذات بخت سے اقرب ہے جیسے تمام مخلوق میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء بہترین مخلوق ہیں اور اس تعداد انبیاء علیہم السلام سے تین سو تیرہ مریدین بہتر اور افضل ہیں، اور ان میں سے پانچ نبی اولوالعزم حضرت آدمؑ حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت محمد رسول اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام جناب باری میں زیادہ مقرب ہیں، اور اسی حیثیت کے فیضان و انوار الہی و انعام و اکرام و اسرار و رموز ربانی سے مشرف ہیں، انبیاء پر کتاب آسمانی نازل نہیں ہوتی، نبی مہل کی اتباع کیا کرتے ہیں اور

مسلمین پر صحیفہ آسمانی اترے ہیں پیغمبران اولوالعزم کو نیا دین اور نئی کتاب عنایت فرمائی جاتی ہے اور وہ کتاب آسمانی کتابہائے سابقہ اور دین ہائے سابقہ کی نسخ ہوتی ہے، اسی طرح

ہمارے پیغمبر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبران اولوالعزم سے بھی اولوالعزم ہیں اور قرآن پاک نسخ کتبہائے آسمانی سابقہ ہے اور دین ان کا نسخ او ان ہے صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم اسی طرح قرب میں بھی آپ تمام پیغمبروں سے جناب باری میں سبقت رکھتے ہیں، اور کوئی نبی مرسل اور کوئی فرشتہ مقرب آپ کے قرب خاص کو نہیں

پہنچتا، اسی واسطے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم حدیث شریف میں فرماتے ہیں لی مع اللہ وقت لا یسعی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل (مجھے اللہ تعالیٰ کے پاس ایک

ایسا وقت حاصل ہے کہ جس میں نہ تو فرشتہ

مقرب میری برابری کر سکتا ہے اور نہ

نبی مرسل، حضرت جانی نے

اس کتاب قرآن پاک کی واسطے

خوب فرمایا ہے کہ جو کتاب

آخری پیغمبر پر نازل ہوئی ہے

توریت کہ بر موسیٰ و انجیل بر عیسیٰ

شکوہ بیک نقطہ فرقان محمد

توریت کہ جو موسیٰ علیہ السلام پر اور انجیل عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن کی

ان مقامات کمالات نبوت کمالات رسالت اور کمالات اولوالعزم کے دو اور حالات تبرک

اور اتبعا لکھو ویے گئے ہیں: ورنہ بڑے بڑے عقلا اور عرفاء ان کی تحقیق اور فہم میں عاجز ہیں، کتنا

ہی بڑا متقی اور عابد و زاہد ہو اور اپنی دانست میں وہ عمل بے ریا کرتا ہو، لیکن بلا حصول مقامات فنا و بقا اس کے ہر فعل میں ریا مشترک ہوتی ہے، اور صورت اتقا و ولایت صغریٰ میں اور حقیقت اتقا و ولایت کبریٰ میں اور کمال اتقا و کمالات نبوت میں حاصل ہوتی ہے، قبل فنا و بقا جو افعال نیک ہیں یا زیادہ نظر نہیں آتی یا اس کے خود علم کی خرابی ہے جیسے کہ ہر ایک کان میں ہر وقت ذرا اڑتے رہتے ہیں لیکن وہ دیکھتے نہیں اور جب وقت

دائرہ
کمالات اولوالعزم

شکوہ بیک نقطہ فرقان محمد

اس مکان میں کسی سورج یا دیکھی کے ذریعہ شعاع آفتاب پڑتی ہو تو اس نور آفتاب میں ذرا بالکل صاف نظر آتے ہیں اسی طرح قبل حصول ولایت اعمال میں یا نہیں دیکھتی اور جب خانہ دل میں شعاع انوار الہی پڑتی ہے تو اعمال میں یا اور ہر فعل خیر و شر کی صاحبِ ولایت کو تیز ہوتی ہے، جیسے کہ حدیث شریف میں وارد ہو ہے **التَّقْوَى فِرَاسَةٌ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّهِ** (ڈرو، مومن کی فراست سے اس لئے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے)۔

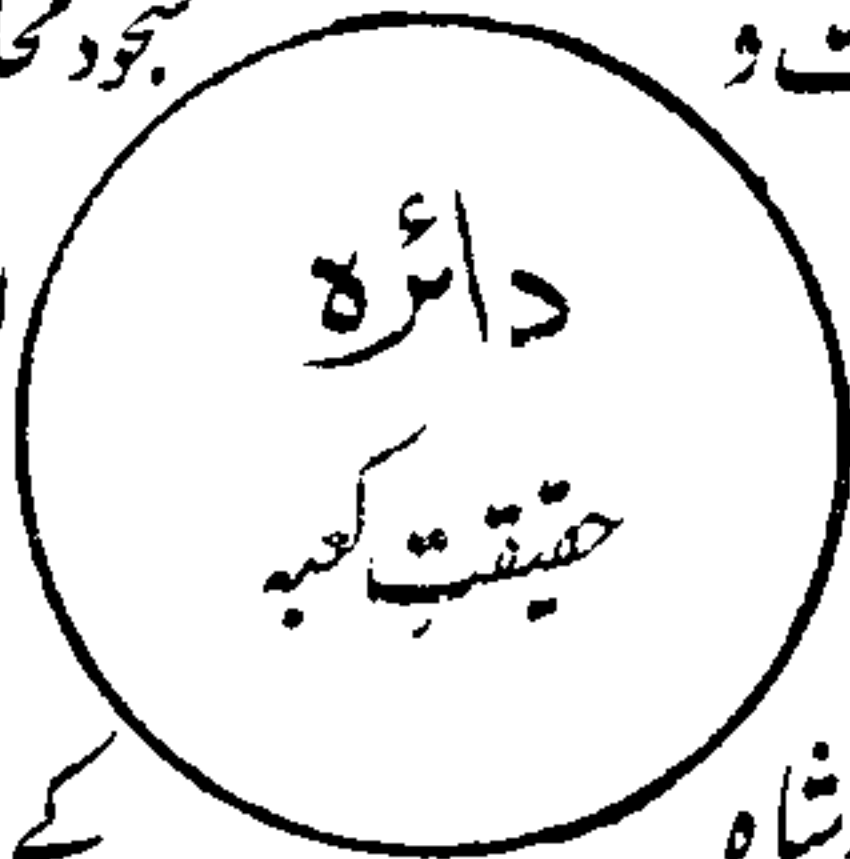
اگلاھی! کمالات اولو العزم کے بعد راستہ قرب حق کا دو طرف جاتا ہے، ایک راستہ حقائق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرف اور دوسرا حقائق اللہ کی طرف، ان کمالات مذکورہ بالا اور حقائق اللہ و حقائق انبیاء علیہم السلام کی تصدیق ہزار باعلما را اور صلحا حضرات مجددیہ نے تواتر کے ساتھ کی ہے اور جو لوگ ان کمالات سے شرف نہیں ہوئے ہیں اور وہ لوگ حق پسند ہیں اور آیت شریف **فَضَّلْنَا بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ** ان کے پیش نظر ہے وہ ساکت ہیں اور یقین کرتے ہیں اور بعض ناموں نے حضرت امام ربانی شیخ احمد مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام معرفت پر اعتراض کیا ہے، لیکن اس کا جواب حضرات مجددیہ نے کافی دیدیا ہے، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصیت نامہ میں فرمایا ہے کہ اگر کسی کو تحقیقات ولایت دیکھنا ہے تو حضرات نقشبندیہ کے رسائل و کتب دیکھے، کہ ان حضرات نے ولایت کی خوب تشریح فرمائی ہے۔“

اطلاح: ایک ولایت بفتح الواو ہے اور ایک کسر الواو، یعنی ولایت اور ولایت جو ولایت واو کے زیر کے ساتھ ہے، اس کا تعلق اور انکشاف انوار اسما و صفات الہی سے ہے اور جو ولایت واو کے زیر کے ساتھ ہے، اس کا تعلق زیادہ تر انکشاف حالات دنیا سے ہے صاحب ولایت مرتبہ میں صاحب ولایت سے بدجہا افضل ہے۔

فصل چوتھی دائرہ حقیقت میں

اس مقام میں سالک پر حقیقت کعبہ ربانی کے اسرار اور شان کبریائی کا اظہار ہوتا ہے جب حقیقت کعبہ ربانی میں سالک کو کامل ترقی ہوتی ہے تو تمام مخلوق کی عبادات و سجدوں اپنی طرف دیکھتا ہے، وہ عبادات و

ہوتی ہیں، لیکن سالک چونکہ اس حقیقت سے قریب ہوتا ہے اور اپنے کو اس حالت میں محو کر دیتا ہے جیسے کسی بادشاہ کے پاس کوئی نقیب چوہدار کھڑا ہو



اور جو رؤسا اور رعایا حاضر دربار شاہی ہوں تو ان کا آداب و سلام حقیقتاً بادشاہ کو ہوتا ہے نقیب چوہدار کو نہیں ہوتا، مگر بوجہ قرب شاہ اور سمت ہونے کے سلامیوں کا رخ اسی طرف ہوتا ہے، یا جیسے دو آدمی ایک آگے اور ایک پیچھے جاتے ہیں اور ان کے سامنے سے جو شخص آتا ہو وہ سلام سامنے سے آنے والوں میں سے پچھلے آدمی کو کرتا ہے، لیکن آگے والا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ یہ شخص مجھ کو سلام کر رہا ہے، حالانکہ واقعہ اس کے خلاف ہے، اسی طرح اس مقام کا سالک مخلوق کی عبادات اور سجدہ کو اپنی طرف دیکھتا ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ حقیقتاً سجدہ و عبادات اللہ کے لئے ہوتے ہیں، نہ کہ اس سالک کے لئے، لیکن علم کی غلطی سے وہ اپنی طرف سمجھتا ہے،

فصل پانچویں دائرہ حقیقت قرآن میں

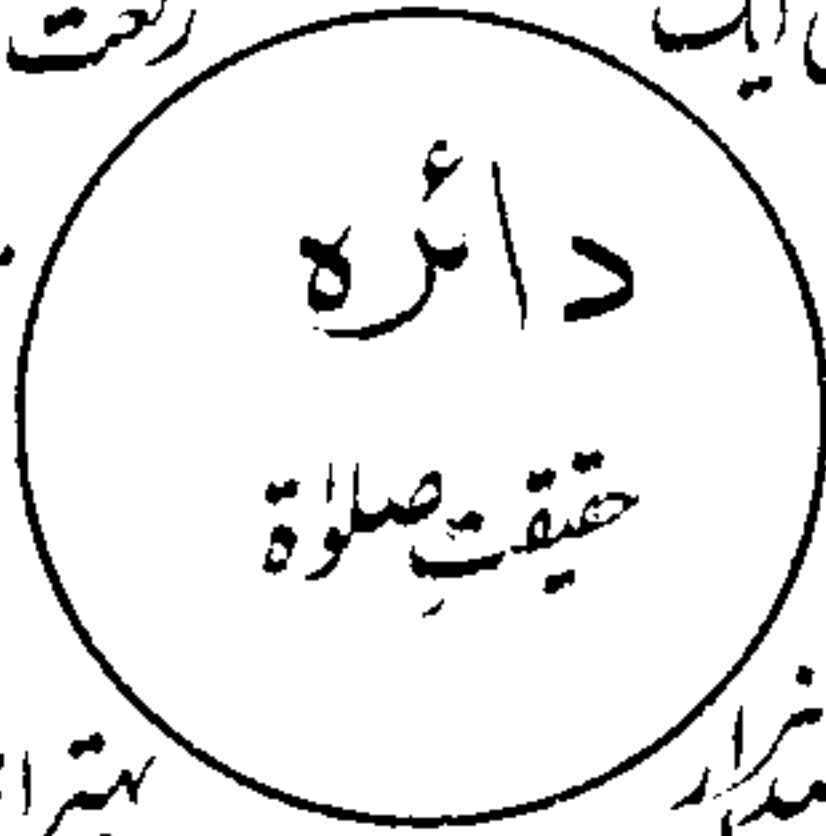
بندۂ خاص جب اس مقام حقیقت قرآن سے مشرف ہوتا ہے اور کلام قدیم اور اسکے
 انوار و اسرار و برکات سے تمتع ہوتا ہے تو ہر حرف قرآن پاک کو دریائے ذخار و بے کنار تارا
 ہوا اور اللہ تعالیٰ اس بندۂ خاص سے بھی کلام فرماتا ہے کہ جس کلام کی حقیقت اور ماہیت اور فیضان
 کو وہی جانتا ہے دوسرا اس سے واقف نہیں ہوتا چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ
 علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے ایسا کلام فرمایا کہ اُس کو نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی
 آنکھ نے دیکھا اور حضرت غلام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دو مرتبہ میں نے خدا
 کا کلام سنا ہے، لیکن اُس میں نہ حرف ہے نہ صوت (آواز) حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ
 فرماتے ہیں کہ غارِ اکل سے اللہ تعالیٰ ایسا کلام فرماتا ہے کہ وہ کلام پھر وہ سروں سے نہیں فرماتا
 اس شرح سے یہ بات صاف ہو گئی ورنہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور دیگر عرفاء
 کے مرتبہ کی تفصیل واقع ہوتی تھی اور جو حالت خاتم النبیین صلعم
 پر نقالت کی بروقت نزول وحی معلوم ہوتی تھی اُس کا نمونہ
 بھی عکسی طور پر اس بندۂ خاص پر گذرتا ہے اور سینہ اس بندۂ خاص کا
 کلام ربانی کی نمیب کے واسطے نہایت وسیع ہوجاتا ہے اور اسرارِ حروف مقطعات الکر
 و طہ و لیس وغیرہ سے اپنی ایاقیت کے موافق واقف ہوتا ہے اور سورہ الکر شرح
 و سورہ اشرا کے فیضان سے مشرف ہوتا ہے ۶



ذوق ایری نے شناسی مجددانہ پیشی اخذ کی قسم تو اس شراب کے مزہ و آسودگی کا ذائقہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ نہ چکے

فصل چھٹی و آرزو حقیقتِ صلوٰۃ میں

مقام حقیقتِ صلوٰۃ ایسا مقام ہے کہ بلا پردہ بندہ کے سامنے رب اور رب کے سامنے بندہ ہوتا ہے، اور کوئی چیز درمیان میں حائل نہیں ہوتی اور اس مقام کے عارف پر الصلوٰۃ معراج المؤمنین اور قرۃ علیٰ فی الصلوٰۃ کے اسرار کھلتے ہیں اور جو رویت حق عالم آخرت میں نصیب ہوگی اُس کا نمونہ نماز میں میسر ہوتا ہے اور جو اسرار علوم اور انوار و برکات سے خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام مشرف ہوئے تھے اس کی اتباع اور اس کے عکس سے یہ بندہ خاص بھی مشرف ہوتا ہے اور اس بندہ خاص کی ایک رکعت اوروں کی لاکھوں رکعت سے بہتر ہے، اسی معنی میں حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،



یک رکعت اور رکعت تو صد بار بہتر از تو بہتر ست لے نا بجا ر
اسکی ایک رکعت تیری لاکھوں رکعتوں بہتر ہے، اسے ناکارہ انسان

فصل ساتویں و آرزو حقیقتِ معبودیت میں

یہ مقام نہایت عالی مقام ہے، یہاں ترقی قدمی نہیں صرف ترقی نظری ہے، یعنی قدم روح بھی یہاں آگے نہیں بڑھ سکتا، صرف نظریہ روح کا کام دیتی ہے جس مقام میں روح کا کبھی گذر نہ ہو اس میں علم قال کا کیا گذر ہو سکتا ہے۔

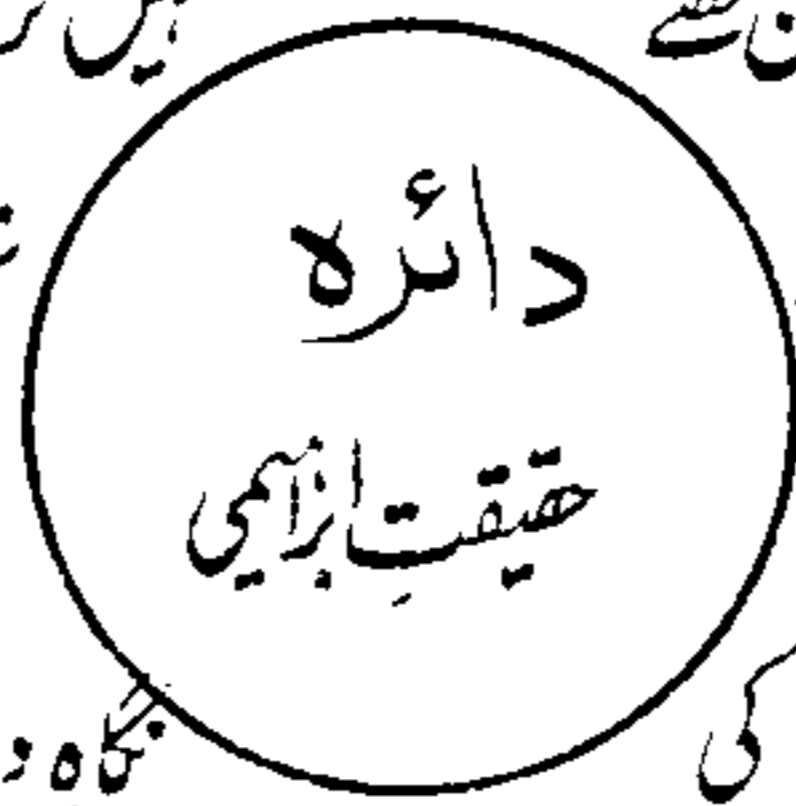


باب پانچواں

فصل اول دائرہ حقیقت ابراہیمیؑ

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا خلیل فرمایا، خلیل اسکو کہتے ہیں جو نہایت رازدار دوست ہو، آپ کی رازداری جو رب کیساتھ تھی، اس سے فرشتے واقف نہ تھے، اس کا اظہار فرشتوں پر اور خلق پر اس وقت ہوا کہ جب آتش نمرود میں آپ گئے تھے اور کسی فرشتہ سے یا اور کسی سے کسی قسم کی اعانت نہ چاہی اور دوستِ ازا حقیقی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

حَبِيبِي اللّٰهُ يَا بَرِّوَقْتِ قَرْبَانِي حضرت اسماعیل علیہ السلام آپ کی رازداری جو رب کے ساتھ تھی اس سے کچھ واقف ہوئے، مقامِ خلعت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قدم نہایت غالب ہے، آپ مرتبہ خلعت میں خاص شان رکھتے ہیں، ترقی اس مقام میں کثرتِ دعوہ نماز میں پڑھی جاتی ہے، سالک اس مقام کا اپنی حیثیت کے موافق تہذیب مشرف ہوتا ہے اور اس سالک کی نگاہِ دل حقیقتِ ذات کی طرف ہوتی ہے اور تمام خلق سے حقیقتاً رتولیس ہو جاتا ہے، ہو جب اس آیت شریفہ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ



لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حَنِيفًا وَمَا أَتَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ

فصل نویسی دائرہ حقیقت موسوی میں

بعد ختم سیر دائرہ حقیقت ابراہیمی سیر دائرہ حقیقت موسوی میں ہوتی ہے، حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رب العالمین کو جو محبت خاص تھی کہ جس کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام رب العالمین سے کوہ طور پر ایسے کلام بے خوف اور بوجہ ناز برداری کے عرض کیا کرتے تھے کہ جو کلام شاید ان عبدیت نہ ہوتا، اور اس قدر کرم رب العالمین کا تھا کہ وہ اس کا خیال بعض وقت نہیں رکھا کرتے تھے، جیسے کسی نے کہا ہے ع
 کرہائے تو مارا کردگستاخ

اس مقام میں ترقی کثرت درود
 واصحابہ وعلیٰ جمیع
 علیٰ کلیمک موسیٰ
 اللہُمَّ صَلِّ عَلَیْ مُحَمَّدٍ وَآلِہِ
 الْاَبْنِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ خَصًّا
 سے ہوتی ہے

دائرہ
 حقیقت موسوی

فصل نویسی دائرہ حقیقت محمدی میں

اس مقام کو حقیقت احقاق اور حقیقت مجہدی بھی کہتے ہیں، علیہ الصلوٰۃ والسلام یعنی تمام مخلوقات کی حقیقت اور تعلق اس مقام میں ان کمالات سے ہے، جن کا تعلق حضور کے جسم اطہر سے ہے، اور یہ جسم پاک وہ نور کہ جو شب معراج میں رب کے نزدیک عرش معلیٰ پر پہنچا

یہ جسم نورانی وہ ہے کہ جس کے قرب اور رفعت کے مقابلہ میں حضرت جبریل علیہ السلام
مقام سدرۃ المنتہیٰ پر پھٹ کر اور یہ کہہ کر رہ گئے۔

اگر ایک سبر سوئے برتر پیم فروغ تجلی بسوزد پیم

اگر میں ایک بال کے برابر بھی زیادہ ٹھول تو تجلی ذات بت میرے پر پرواز جلاؤ لے

یہ جسم لطیف وہ ہے کہ جس نے رب کے نزدیک اس قدر قرب حاصل کی تھی کہ جسکو خلعت

وَقَابَ قَسِيْنٍ اَوْ اَدْنٰى وَاَدْنٰى فَتَدَلٰى وَاَمَّا نَاغِ الْبَصْرِ وَمَا طَغٰى مَلَاہے اور یہ جسم

شریف وہ ہے جس کا سایہ نہ تھا، یہ جسم مطہر وہ ہے کہ جس پر ہر شجر و ہر سلام و درود بھیجتے تھے

یہ جسم الطیف یہ جسم مبارک وہ ہے کہ جس پر خود خدا و درود بھیجتا ہے اور یہ فرماتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى النَّبِیِّ یَا

اٰیہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا سَلٰمًا

(بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی (کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام)

پر اسے بوسہ، تم بھی ان پر درود اور سلام بھیجو) صاحب اس مقام کا اپنے کو اور خاتم النبیین صلعم کو

دیکھتا ہے کہ میں اور آپ ایک ہی چشمہ سے سیراب ہو رہے ہیں اور میں اور حضور ہم آغوش ہم کنار

ہیں اور ہم ایک ہی بستر پر ہیں اور ہم دونوں شمال شیر و شکر ہیں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے

اس قدر محبت ہوتی ہے کہ خدا کی محبت پر بھی آپ کی محبت غالب آجاتی ہے، چنانچہ حضرت امام باقی

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جب اس مقام حقیقتِ محمدی سے شرف ہوئے تو انکے حال میں یہ فرمایا

کرتے تھے کہ اللہ کو دوست رکھتا ہوں اس واسطے کہ وہ رب ہے محمد کا صلی اللہ علیہ وسلم، غرض کہ

اس مقام کا انعام و اکرام خداوندی ایسا ہوتا ہے کہ جس کے لکھنے سے مستسلم قاصر ہے اور بیان کرنے

سے زبان عاجز، اور خیال اپنی رسائی میں سزگوں ہے،

فصل چوتھی دائرہ حقیقت احمدی میں

یہ مقام حقیقت احمدی بڑا جلیل القدر اور عالی مقام ہے، اس میں عجیب و غریب عنایات

الہی اور تجلیات ذات نامتناہی سے مشرف ہوا ہے اور اس دائرہ حقیقت

اقدم سے ہے، جس قدر کہ روح

دائرہ

حقیقت احمدی

احمدی کا تعلق آپ کی روح

میں اور جسم میں لطافت اور

قدامت میں فرق ہے، اسی قدر

کے حالات میں کوئی کیا کہے اور کیا سنے!

ظہور تجلیات ذات میں فرق ہے اس

فصل پانچویں دائرہ حب صرفہ میں

یہ مقام حقیقت احمدی کے بعد ہے، اس مقام میں سیر نظری روحی ہے، سیرت مدنی

روحی سدود ہے، یہ مقام وہ ہے کہ جب خدائے تعالیٰ کو منظور ہوا کہ اپنے حبیب پاک

صلعم کو پیدا کروں اور آپ کی ذات سے تمام مخلوقات کو تو فرمایا کن یا محمد صلی اللہ

سبارک ظاہر ہو گئی، اس کی طرف حدیث

علیہ وسلم پس آپ کی ذات

کنزاً مخفیاً الخ اور دوسری

دائرہ

حب صرفہ

شریف میں ارشاد ہے کُنْتُ

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتَ الْاَفْلَاكُ

حدیث میں وارد ہوا ہے،

التحیة والتسليم کے واسطے، اس میں کسی نبی

اخ یہ مقام مخصوص ہے، نبی کریم علیہ

اور فرشتہ مقرب علیہم السلام کو رسائی نہیں، اسی واسطے حدیث شریف میں وارد ہوا ہے

لِي مَعَ اللَّهِ وَقْتُ الْخ (ع)

”تسلم این جا رسید سرشبکت“

فصل چھٹی دائرہ لاتعین میں

”دائرہ لاتعین“ میں ترقی ہوتی ہے

بعد طے دائرہ ”حب صرفہ“

نہیں اور یہ مقام بھی مخصوص

دائرہ

اس جگہ ترقی نظری ہے، قدمی

ہے اور یہ مقام وہ ہے کہ جو

لاتعین

بِسْمِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

و نشان بے وہم و گمان ہے جس کی

اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، لیکن بے نام

خبر مولانا جامی دیتے ہیں۔

بنام آنکہ آن نامے نہ دارو بہر نامے کہ خوانی سر برآرو

اس ذات کے نام سے شروع کرتا ہوں کہ جبکہ کوئی نام نہیں (لیکن) جس نام و صفت کے

اُس کو پکارو وہ اُس سے بالاتر اور برتر ہے،

اللہ تعالیٰ خود کلام پاک میں فرماتا ہے بِسْمِ اللَّهِ تَعَالَى عَمَّا يُصِفُونَ (پاک ہو اور برتر

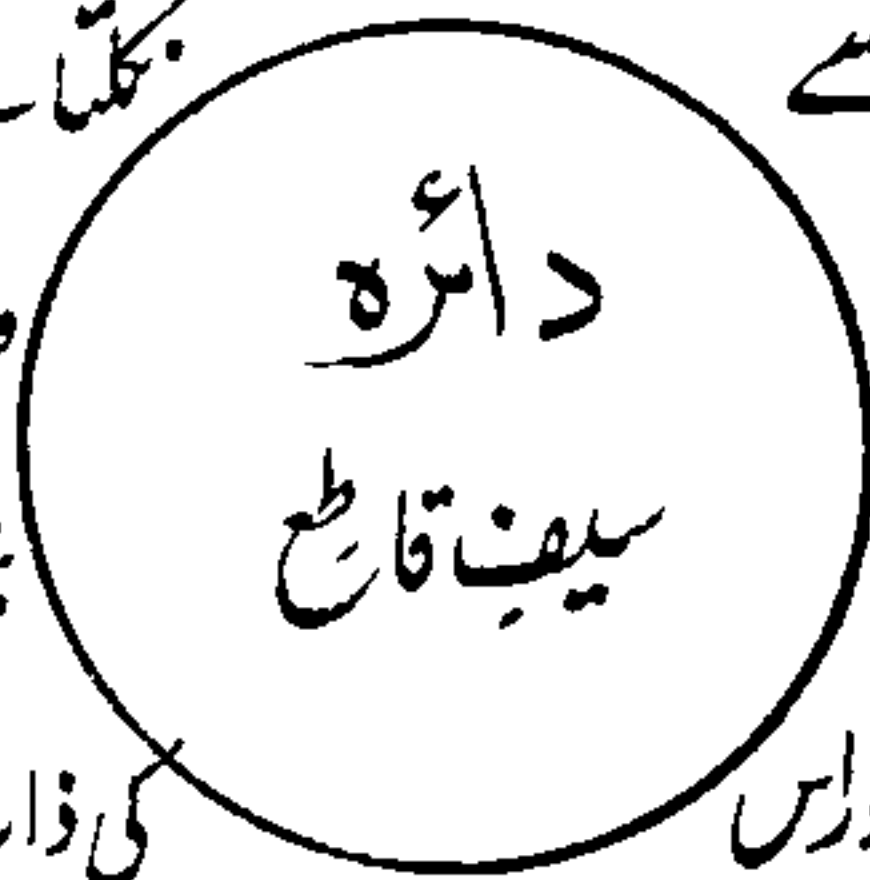
ہے وہ ذات اُس تعریف اور وصف سے جس سے لوگ اُس کو موصوف کرتے ہیں،

فصل ساتویں دائرہ سیف قاطع

دائرہ منصب قیومیت میں

دائرہ سیف قاطع داخل سلوک نہیں، بعض کو پیش آتا ہے اور بعض کو نہیں اور یہ دائرہ

سیف قاطع "ولایت کبریٰ" کے محاذ (مقابل) ہے اور دائرہ منصب قیومیت کا بھی داخل ہے۔
 نہیں، جیسے دائرہ سیف قاطع محاذ ولایت کبریٰ ہے، اسی طرح "دائرہ منصب قیومیت
 دائرہ کمالات اولوالعزم سے نکلتا ہے، اس مرتبہ منصب قیومیت
 سے خاص انبیاء علیہم الصلوٰۃ اولیاء شرف ہوتے ہیں اس
 اولیاء شرف ہوتے ہیں اس
 کا فیضان نازل ہوتا ہے، اور اس
 کی ذات سے تمام زمین و آسمان
 کا قیام رہتا ہے،



باجمہ ط

فصل اول پیر کو مرید سے پیمانہ کرنے میں

جب اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے لطیف پیرانِ عظام رحمۃ اللہ علیہم جمعین بعد فنا و بقا اجازت

طریقہ مرشد کامل سے ولادے تو چاہیے کہ ہر معاملہ میں پیران کبار کی تقلید کرے اور انکی کتابوں

کو دیکھتا ہے اور اسی کے مطابق ہر کام کو کرتا ہے، اپنی تحقیقات علمی یا کشفی یا الہامی پر بھروسہ

نہ کرے، کیونکہ ائمہ طریقت کا قول و فعل مقلدین کے قول و فعل کا امام ہے، جیسے کسی کا ارشاد

کلام الملوك الملوك ال کلام علاوہ اس کے ائمہ طریقت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم جمعین

کی تحقیقات اور ارشادات کی تصدیق و تائید تواتر کے ساتھ ہزاروں علماء اور صلحاء کر چکے ہیں کہ جنہیں سے ایک کی طرف بھی خیال کذب نہیں ہو سکتا، مثلاً امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی و حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اور جو کسی کو کشف یا الہام ہوتا ہے یا ہو تو اس کی تصدیق سوائے اسکے نفس اور عقل کے کوئی نہیں کرتا، تو ایسے ائمہ کے مصدقہ کلام کو چھو کر غیر مصدقہ پر چلنا سراسر دھوکہ ہے، اپنے مریدوں کے ساتھ نہایت محبت اور خلوص کے ساتھ پیش آئے، اور مصداق اس آیت شریف کا بنے، لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ الرَّحِيمُ (تمہارے پاس رسول اپنی قوم سے ہے جو کہ تمہاری ذاتوں کو عزیز رکھتے ہیں، اور تمہاری بھلائی اور نیکی میں تم پر حرصیں ہیں، اور ایمان والوں کے ساتھ مہربان اور رحم کرنے والے ہیں) اور اپنا کام طالب سے نہ لے جیتا کہ اس میں محبت خدا غالب نہ آجائے، کیونکہ جب محبت ہوتی ہے تو ہر کام سخت آسان معلوم ہوتا ہے، اور بلا محبت ہر آسان کام سخت معلوم ہوتا ہے، اگر کسی طالب کے کام لیا اور وہ گھبرا کر بھاگ گیا تو حشر میں مواخذہ ہوگا، کہ میرا طالب تیرے پاس آیا اور تو نے اپنا کام لے کر اس کو بھگا دیا اور اس مضمون کا وہ پیر مستحق ہوگا، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ چرواہے اور موسیٰ علیہ السلام کی حکایت میں فرماتے ہیں،

تو برائے وصل کردن آمدی نے برائے فصل کردن آمدی
 تو ملانے کے لیے آیا ہے! نہ کہ جدا کرنے کے لئے

بلکہ ہو سکے تو خود طالب کی خدمت ہاتھ پاؤں زبان روپیہ وغیرہ سے کرے اور اگر ہو سکے تو مرید کے انتقال کے بعد اس کے اہل و خیال کی بھی روپیہ پیسے سے اور ہر قسم کی خدمت کرے چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی ہوئی یا داؤد اذ سرایت طالباً

فَكُنْ لَهَا خَادِمًا (یعنی اے داؤد! جب تو میرے طالب کو دیکھے تو اُس کا خادم ہو جا)

حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تک طالب میں جذب پید نہ ہو

اُس کو مثل شیر کے سمجھے، یعنی اس سے خدمت لینے سے دور بھاگے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

کبھی کفار کے واسطے بھی بددعا نہیں کی، تو پیر کو چاہیے کہ مرید اور مسلمان کے واسطے بھی کبھی بدعانا

کرے، طلبہ حق سے خصوصاً اور مسلمانوں اور غیر قوموں سے عموماً نہایت خلق سے پیش آئے اور انکی

باتیں جو اُس کی مرضی کے خلاف ہوں اُن پر غصہ نہ ہو بلکہ معاف کرے، اور ان کے حق میں

دعائے خیر کرے، جیسے اپنی اولاد کی خطاؤں پر درگزر کرتا ہے، ویسا ہی معاملہ مریدوں سے

برتنا چاہیے، حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت سید

نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرید نے بُرا بھلا کہا اور گالیاں دیں مگر آپ نے جواب نہ دیا اور

دوسرے وقت وہ جماعت مخلصین میں توجہ لینے کو حلقہ میں آ بیٹھا، میں نے چاہا کہ اسکو سزا دلوں

تو آپ نے منع فرمایا اور مثل دیگر مخلصوں کے اُسکو توجہ دی، میں نے عرض کیا کہ حضرت نے مثل

مخلصوں کے اس کو توجہ دی، اسکا کیا سبب؟ تو آپ نے فرمایا اے مرزا صاحب اگر میں اسکو توجہ

نہ دیتا تو خداوند تعالیٰ جب مجھ سے حشر میں پوچھتا کہ تیرے سینہ میں ہم نے نور ہدایت عطا کیا تو نے اس

سے ہمارے بندہ کو کیوں محروم کر دیا تو میں کیا جواب دیتا؟ کیا یہ کہتا کہ اسنے مجھے گالیاں دیں ہیں

اور یہ جواب کب قبول ہوتا سبحان اللہ یہ ہے درویشی! جیسے از روئے شرع (وسئلہ شرعی)

اپنے اہل و عیال کے حقوق کو مقدم رکھ کر دوسرے غیر مستحق کو روپیہ کپڑا وغیرہ دینا ناپسند کرتا ہے

اسی طرح غریب مریدوں کے اہل و عیال کے حقوق کو مقدم سمجھ کر ان سے کچھ نہ لے، تاکہ اہل حقوق

کی حق تلفی نہ ہو، اور مواخذہ عاقبت سے پیر و مرید دونوں بچیں، کیونکہ جب خاتم النبیین صلعم کا نائب

ہے تو اپنے خلق کو اور ہر معاملہ کو ناسب کر کے دکھانا چاہیے اور مومنہ اس آیت کا وَ اِنَّكَ

لعلی خلق عظیم ہونا چاہیے، حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

اے برادرِ گرجہ درواری تمام نرم و شیریں گوئیے با مردم کلام

اے عزیز اگر تو کمل عقل رکھتا ہے (تو) لوگوں سے ہمیشہ نرم اور میٹھی باتیں کر

ہر کہ با شد تلخ گوئیے ترش روئیے دوستاں از تو بگرداندروئیے

جو شخص کم بفرج اور کڑوی باتیں کہیے والا ہوگا (اس سے) دوست بھی منہ پھیرنے لگیں گے

جیسے پیر اپنی بیوی اور بہنوں اور بیٹیوں کا پردہ مریدوں سے کرنا مناسب سمجھتا ہے اسی

طرح مرید عورتوں سے پردہ کرنا چاہیے، اور پردہ کی ہمیشہ احتیاط رکھے اور اپنے مریدوں کو پردہ

کے معاملہ میں تاکید کرتا رہے کیونکہ بیعت ہونا سنت ہے اور پردہ فرض ہے، جب پردہ نہ کیا،

اور ترک فرض کیا تو سنت بیعت کیسے قائم اور فائدہ بخش رہ سکے گی؟ نامحرم عورت سے پردہ نہ ہونا

ہبت سی خرابیاں پیدا کرتا ہے، نفس شیطان سے کسی کو اطمینان نہ ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے چنانچہ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ

عنه ایک مکان میں یہ دونوں باپ اور بیٹی بیٹھے ہوئے تھے، اور یہ دونوں ذات مبارکؐ ہر کہ جن کی

پاکیزگی اور بزرگی میں قرآن پاک میں کئی جگہ آیات نازل ہوئی ہیں تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ان دونوں کو تنہا بیٹھا دیکھ کر یہ فرمایا کہ "اے ابو بکر شیطان دور نہیں ہے، تنہا بیٹھی کے پاس بھی

نہ بیٹھا کرو، بلکہ میرے آدمی کو ساتھ لے لیا کرو" جو پیر پردہ نہیں کرتے وہ نہایت خطرہ اور اندیشہ

میں ہیں، سوال کسی چیز کا کسی سے نہ کرے، اگر کوئی خود بخود کوئی شے پیش کرے تو اسکو وہیں بھی

نہ کرے بشرطیکہ وہ شے اسکی تحقیق میں حرام نہ ہو، جب پیر ایسا معاملہ مریدوں سے برتے گا، تو مریدوں

کو خواہ مخواہ محبت ہوگی، اور جب محبت ہوگی تو اس کو جلد ترقی ہوگی، جب کوئی شخص بیعت

ہونے کو آئے تو اس مرید کے ذریعہ سے اللہ کی جناب میں اپنی گناہوں کی بخشش اور فتوحات

دارین کی دعا کرے، اور اپنے کو ہمیشہ مریدوں اور غیر مریدوں پر ترجیح نہ دے، نہ معلوم عاقبت میں کون اچھا ہو؛ کیسا ہی مسلمان گنہگار ہو اُس پر اپنی ذات کو ترجیح دینا حرام ہے، مریدوں کی قربت جسمانی و تعلقاتِ دنیوی و حالتِ لغوی و خشکی و تقاضائے عمر وغیرہ پر لحاظ کر کے اس قدر ذکر اذکار و وظائفِ تعلیم کرے کہ جسکو وہ باسانی بطیب خاطر روزمرہ ادا کر لیا کرے، مرید کو ہر وقت پس نہ رکھے کہ اس میں اندیشہ کمی محبت اور خلافِ عادت کی وجہ سے بیزاری کا باعث ہوگا، کیونکہ شیعوں میں فرق ہے، اسی طرح ہر انسان کی عادتوں میں بھی فرق ہوتا ہے، اسی طرح ہر وقت پیر بھی مرید کے پاس نہ رہے، مرید کے معاملات خانہ داری و خرچ اخراجات میں دخل نہ دے، کیونکہ ہر شخص اپنے ضروری اور غیر ضروری اخراجات کو خوب جانتا ہے، اگر یہ اپنے مرید کو یا کسی مسلمان کو باسباع آیت شریف کُلُوا وَاشْرَبُوا وَلا تُسْرِفُوا إِنَّ اللہَ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ (کھانا پیو لیکن فضول خرچی مت کرو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فضول خرچ کو دوست نہیں رکھتا) ہدایت کرنا چاہتا ہے تو تذکرۃ و حکایتہ سمجھا دے، ذکر حق و فکر حق کی طرف زیادہ رغبت دلائے، جب ذکر حق و فکر حق غالب جائیگا تو مرید کی سب برائیاں خود بخود دور ہو جائیں گی، اور سب بھلائیاں اس میں پیدا ہو جائیں گی، اور کوئی بات ایسی نہ کرنا چاہیے کہ مخلوقات کی نفرت کا باعث ہو اور مرید کی نظر میں ذلت و خواری ہو، اور مریدوں میں زیادہ خلا ملا نہ ہو، اور فضول باتیں اور حکایتیں بیان نہ کرنا چاہیے، اس سے رعب اب شیخی میں فرق آتا ہے، اور جب مریدوں کے دل میں شیخ کی وقعت اور ہیبت اور آداب نہ ہوگا تو فائدہ نہیں ہو سکتا

فصل دوسمے بیعت اور توجہ دینے کے بیان میں

جب کوئی خدا کا طالبِ بیعت کیلئے آئے تو اسکو حکم استخارہ کرے اور خود بھی استخارہ کرے

بحالت اطمینان طرفین کے پھر بیعت کرنے، لیکن قبل بیعت کے یہ ضرور کہہ دے کہ فلاں فلاں
 بزرگ اس شہر میں ہیں اُن سے ملو اور مجھ سے وہ ہر طرح بہتر ہیں جب طالب مصر ہو کہ میں تو
 آپ ہی کے ہاتھ پر بیعت کروں گا تو پھر انکار نہ کرنے کیونکہ زیادہ انکار کرنے سے طالب کا دل
 پتھر مردہ ہوتا ہے اور بعض طالب مایوس ہو کر چلے جاتے ہیں بیعت سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 اور پیرانِ عظام کی ارواح طیبات کو اکٹھے شریف اور تین یا پانچ یا سات یا نو یا گیارہ وقت
 عدو سے قل ہو اللہ شریف پڑھ کر بخشنے اور ان کے توسل سے اپنے اور طالب کے واسطے فتوحات
 ظاہری و باطنی جناب الہی سے چاہے اور آپ قبلاً رو ہو کر با وضو بیٹھے، اور مرید کو با وضو اپنے سامنے
 سٹھ کر کے اور کعبہ شریف کی طرف اس کی بیٹھ کر کے دو زانو بٹھلائے، پہلے کل شہادت اور استغفار
 تین تین مرتبہ خود بھی پڑھے اور مرید کو بھی اسی کے پڑھنے کا حکم کرے، جب چکے تو مرید کا سید ہاتھ
 اپنے سیدھے ہاتھ میں اور بائیں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ میں کپڑے اور اپنے کو ذلیل و خوار اور رُتہ سمجھ کر
 سجائے اپنے پیر یا امام طریقیہ یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو
 کر کے مرید سے کہے تو کہہ کر قبول کیا میں نے طریقیہ نقشبندیہ یا جس سلسلہ میں بیعت کرنا چاہتا ہے، اور یہ
 الفاظ تین مرتبہ خود کہے، تاکہ مرید سن کر ان الفاظ کو ادا کرے اور پھر اس کے بعد انگشت شہادت سے
 طالب کے دل پر اسم ذات لکھ دے، یہ لکھنا اسم ذات کا کسی سیاہی یا رنگ سے نہ ہوگا، بلکہ انگشت
 شہادت سے اسم ذات میں جیسے حرف ہوتے ہیں ان حروف پر صرف انگلی پھیری جائیگی پھر طالب
 کو ہدایت کرے کہ وہ اپنے دل سے بقوت خیال اسم اللہ جاری کرے اور منہ بند ہے اور آواز
 نہ نکلے اور زبان حرکت نہ کرے اور طالب سے کہے کہ تو اپنی آنکھیں بند کر کے یہ ذکر دل سے جاری کر
 اور شیخ طالب کے دل کی طرف متوجہ ہو کر اور بہت باطنی سے نور باطنی اپنے قلب سے اُس کے قلب
 میں ڈالنے توجہ کی اصل وہ تفسیر ہے کہ جب سورہ استرا نازل ہوئی تو جبریل علیہ السلام نے خاتم النبیین

علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تین مرتبہ اپنے سینہ سے لگا کر دیا۔ تیسری مرتبہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم
 پڑھنے لگے، علاوہ اس کے توجہ کی اصل وہ حدیث شریف ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے حضرت
 ابو ہریرہ سے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ بچھاؤ اسے چادر اپنی، تو حضرت ابو ہریرہ نے بوجہ ارشاد
 چادر اپنی بچھا دی اور حضور نے اس چادر میں تین مرتبہ تین لب اپنے سینہ اقدس کی طرف سے بھر بھر کر
 اس میں ڈالے، پھر فرمایا حضور نے کہ اے ابو ہریرہ باندھ لے، پس انہوں نے اس چادر کو باندھ
 لیا، فرماتے ہیں حضرت ابو ہریرہ اُس روز سے نہ بھولائیں کوئی بات جو سنائیں نے برابر یاد رہا مجھ کو
 علاوہ اس کے اور احادیث شریف سے بھی توجہ اور اتقا کی اہمیت ثابت ہے، اور یہ خیال کر
 کہ نور دل حضرت خاتم النبیین صلعم سے جاری ہے، اور اولیائے کبار کے سینوں میں ہوا
 ہوا علی قدر مراتب سلسلہ یعنی قلب میں ہوتا ہوا اسریت کرتا ہوا میرے قلب میں آتا ہے اور میرے
 قلب سے قلب طالب میں جاتا ہے، میرے قلب سے مراد وہ قلب ہے کہ جس کو اس پیر نے اپنی جگہ
 قائم کر رکھا ہے اور اپنے کو برا اور ناکارہ جان کر علیحدہ کر دیا ہے، اس کو توجہ کہتے ہیں اس طرح ہر لطف
 اور ہر مقام کی توجہ طالب کو دینا چاہیئے اور اسی طریقہ سے توجہ دیتا ہے، یہاں تک کہ طالب
 کا دل ذکر اللہ سے جاری ہو جائے اور توجہ کم سے کم تین ہفتہ تک طالب کو دے اور زیادہ جس قدر
 ہو سکے بہتر ہے، اور طریقہ عورتوں کے بہت کرنے کا یہ ہے کہ عورت پردہ میں ہوسانے نہ جو الفاظ
 مردوں سے کہلائے جائیں گے وہی عورتوں سے لیکن اتنا فرق ہوگا کہ عورت کا نہ باہر کھڑا جائیگا اور نہ
 اسکے قلب پر انگشت شہادت کے اسم ذات لکھا جائے گا، اسم ذات صرف قوت خیال سے عورت کے
 قلب پر لکھنا چاہیئے، اور عورتوں کا صرف زبانی اقرار کافی ہوگا اور بروقت بہت مستورات کے
 اگر عورت کا محرم داخل سلسلہ ہے تو اس کو اپنے اور عورت کے درمیان چھٹا لیا جائے اور اگر
 داخل سلسلہ نہیں ہے تو اس کو اپنے سامنے اتنی دور چھڑایا جائے کہ وہ تلقین کے الفاظ کو نہ سن سکے

اور جیسے پیر کو مریدہ عورت نامحرم کا دیکھنا ناجائز ہے، اسی طرح عورت نامحرم کو بھی پیر کا دیکھنا
 جائز نہیں اور عورت کو بحالت حیض و نفاس بھی بیعت کرنا جائز ہے کیونکہ مقصود بیعت تو یہ ہے کہ کرنا اور تزکیہ
 نفس ہے۔ پہلے زمانہ میں جن بزرگوں کی روح پیدائشی قوی تھی، جیسے حضرت غوث اعظم شیخ محی الدین
 عبدالقادر جیلانیؒ و حضرت خواجہ نقشبندؒ و حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ و حضرت خواجہ مجدد الف ثانیؒ
 و حضرت مرزا منظر جانجاناں شہیدؒ وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم جمعین، یہ بزرگوار باوجود پیدائشی ولی ہونے کے
 بیس بیس تیس تیس برس اپنے شیخ کی خدمت میں رہے ہیں اور ذکر و فکر خدا اور خدمت شیخ کی ہے
 اسی واسطے یہ بزرگ بڑے بڑے پایہ کے گذرے ہیں اور ہر سلسلہ کے پیشوا اور مہنما اور توسل دارین میں
 اور جیسے وہ تھے ویسے ہی ان کے پیر بھی زبردست تھے، اب ایسے طلبہ ہیں، اور نہ ایسے شیخ، نہ اتنا
 زمانہ طلب میں صرف کرتے ہیں نہ ویسا خلوص اور نہ زمانہ قرب نبوت، اب جو کچھ تقویرے زمانہ میں
 تقویریں ریاضت میں طلبہ کو فیض اور نور باطنی ملتا ہے یہ سب بفضل خدا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 اور پیران عظام کا صدقہ اور توسل ہے، طالب کی ہمت کو بلند کرنا چاہیے، ایسی بات کہنی چاہیے کہ
 جس سے طالب مایوس ہو کر طلب حق سے باز رہ جائے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے روز بروز ہر معاملہ میں
 آسانی بوجب ارشاد لَا تَكِلِفُ اللَّهُ نَفْسًا أَهْلًا وَسَعَهَا (اللہ تعالیٰ ہر نفس کو اُس کی طاقت
 اور قوت کے اندازہ سے تکلیف دیتا ہے) فرماتا ہے اور نہ چند خوابوں، یا کشف، یا انوارِ لطائف نظر
 آئیے طالب کو کمال حاصل ہونے یا تعریف کرنے سے نہ باور کرے اور نہ اجازت کم از کم سلطان
 الاذکار حاصل ہونے سے پہلے دے اور اجازت طریقہ غیب کے نہ ہو جائے تب تک نہ دے، اور اجازت
 دینے میں جلدی نہ کرے، ظاہر میں تبع سنت باطن میں ولایت صغریٰ اور یا سلطان الاذکار
 اسکو حاصل ہو اور صحبت بھی عرصہ تک رہی ہو، اور معاملات شرعیہ و ظرائف میں اسکو استقامت
 نصیب ہو، ہر معاملہ میں مرید کو بوجب ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم خَيْرُ الْأُمُورِ أَوْسَطُهَا

اعتدال پر کار بند ہونے کا حکم کرے، قلب کے اجراء میں جہانتک ہو سکے پیر و مرید دونوں کو شاہ
 رہیں، قلب تمام مقامات کا مرکز ہے، جس قدر قوت ذکر قلبی میں ہوگی اسی قدر ہر مقام میں ترقی اور قوت
 ہوگی اور ذکر قلبی اگر قوی ہوگا تو حالات سلطان الاذکار کے بھی زیادہ منکشف ہوں گے اور سلطان
 الاذکار اگر قوی ہوگا تو انشاء اللہ ولایت صغریٰ بھی نہایت قوی ہوگی، اور ولایت صغریٰ تمام
 مقامات عالیہ کی سیڑھی اور کنجی ہے، جب طالب ذکر قلبی نہایت قوی ہو جائے تو چاہیے کہ لطیفہ
 نفس کی نور باطن سے پرورش کرے، جب لطیفہ نفس پر اثر ذکر کا قوی ہوگا تو درمیانی لطیفہ روحِ سرخی
 اور اخفیٰ خود بخود منور اور ذاکر ہو جائیں گے اور سلطان الاذکار جاری ہو جائیگا۔ یہ طریقہ اختصار عروہ
 الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، اسی طرح سلطان الاذکار کو نہایت قوی بننے
 دے، یہاں تک کہ علاوہ جسم کے تمام شجر درود و یوار ذرہ ذرہ اور آسمان و زمین اور دیگر مخلوقات
 سے آواز ذکر کی طالب کو آنے لگے، جب سلطان الاذکار قوی ہو جائے گا تو نور ولایت صغریٰ
 بہت جلد اثر کرے گا اور بلا کسی تعلیم کے حال تمام ہمہ دست کا اسپر طاری ہو جائے گا اور اسی
 طرح ولایت صغریٰ کو مثل ذکر قلبی سلطان الاذکار کے خوب قوی اور پختہ ہونے دے، یہاں تک کہ علم لک
 میں غیریت اٹھ جائے، بلا اس فنا و بقا کے آگے مقامات میں ترقی نہیں ہوتی، جیسے مولانا رحمی
 رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

بچ کس رات نہ گرد و این فنا نیست رہ در بارگاہ کبیرا

جب تک کسی آدمی کو یہ نیست نہ ہو (اسوقت) اُس کو بارگاہ ایزدی کا راستہ نہیں ملتا

فصل تیسری اس میں مرید کیا کرنا چاہئے

بعد بیت ہونے کے جو کچھ شیخ تعلیم فرمائے اُس کو اور اتباع سنت کو خوب مضبوط کرنا

اور شب و روز اس میں مشغول رہے اور جس قدر محبت پیر سے زیادہ ہوگی، اسی قدر ترقی جلد ہوگی چنانچہ حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "فقیر نے جو کچھ پایا ہے وہ اپنے پیر کے غلبہ محبت سے پایا ہے" اور جو کچھ اور ادو وظائف سعیت سے پہلے پڑھتا ہو اس سب کو پیر پر ظاہر کرنے جس چیز کے واسطے پیر منع کر دے اسکو چھوڑ دے اور جس کی اجازت دے اس کو پڑھے اور جس معاملہ میں پیر ساکت رہے اس میں بار بار کہنا اور حسب نشار اس معاملہ کا طے ہونا یا طے کرانا نہیں چاہیے، اس میں نقصان کی صورت ہے، مریشل بیمار کے ہے اور پیر شل حکیم کے، لہذا جو دوا اور پیر بتلائے اسی پر عمل کرنا چاہیے پیر کے کہنے سے کسی معاملہ میں اپنی طرف زیادتی کمی نہ کرے اگر ذکر فکر یا وظائف میں ذرا زیادتی یا کمی کیجائیگی تو فائدہ ہرگز نہیں ہوگا، جو بات سمجھ میں آئے اس کو دریافت کر لے، اسی معاملہ سختی اتباع میں حضرت حاقط شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بے سجادہ رنگین کن اگر پیر مغال گوید کہ سالک بخیبر بود ز راہ و رسم منزہا
جائے نماز کو شراب میں رنگ لے اگر پیر مغال کہے کیونکہ سالک راہ حق کی منزل کے راہ و رسم بخیر ہوتا

اور حضرت مولانا رومی فرماتے ہیں:

از اطاعت شیخ خود قاصر شو بیجو موئی زیر حکم خضر شو

پیر کی خدمت میں با ادب رہنا چاہیے کہ جس کا ذکر باب اول کی چھٹی فصل میں آچکا ہے پیر کی خدمت میں سوائے ذکر فکر کے اور کسی طرف مخاطب نہونا چاہیے بلکہ یہ بہتر ہوگا کہ بجائے ذکر فکر کے اگر اپنے دل کو پیر کے قلب کی طرف کر کے ہمہ تن اس خیال میں مشغول ہے کہ قلب شیخ سے میرے قلب میں نور باطن آ رہا ہے، اس سے جلد ترقی ہوتی ہے، پیر کی خدمت میں زیادہ بات نہیں کرنا چاہیے، بلکہ خاموش رہنا افضل ہے، تاکہ تو حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد کی حقیقت سے واقف ہو:

چشم بند و گوش بند و لب بند گرنہ بینی سحر حق بر ما بخند
 آنکھ - کان - منہ بند رکھ (پھر بھی) اگر تو اسرار حق سے واقف نہ ہو تو ہم پر نہیں
 خنجر خاموشی و شمشیر جوع نیزہ تنہائی و ترک ہجوع
 خاموشی کا خنجر اور بھوک کی تلوار، تنہائی کا نیزہ اور ترک خواب یا تیرا سر ارجح واقف کرانی ہے
 پیر کے معاملات خانہ داری و اخراجات میں دخل نہ دینا چاہیے اسکی عادات کہ جو اسکی شانہ
 کے خلاف ہوں ان پر اعتراض کرنا چاہیے، بعد کمالات کے پیر کے حالات اور معاملات مثل عام
 لوگوں کے سے ہو جاتے ہیں، ان حالات سے اس کو عام نہ سمجھنا چاہیے، کیونکہ باطن اس کا نورانی اور
 ظاہر اس کا عام بندوں کا سا ہوتا ہے، پیر سے اس وقت میں گفتگو کرے کہ جس وقت پیر گفتگو کرنے
 کو مخاطب ہو بروقت ذکر و فکر حلقہ و مراقبہ اس سے کوئی گفتگو نہ کرے، ایسی حالت میں گفتگو کرنے
 سے مرید کو نقصان پہنچتا ہے، اپنی عورتوں کا پیر سے پوہ کرنا چاہیے، پیر کے پاس شہ روز
 اکثر ہے، بلکہ حلقہ اور مراقبہ کے وقت ضرور حاضر ہے، اور روزمرہ کی حاضری صحبت کے متعلق
 حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

نماز را بحقیقت قضا بود لیکن نماز صحبت مارا قضا کجا بود
 ذکر حق چاہے قضا ہو جائے لیکن ہماری نماز صحبت قضا نہیں ہوتی

اور بعد نماز تہجد نماز صبح تک اور ہو سکے تو اشراق تک مراقبہ اور ذکر کرتا رہنا چاہیے
 اور بعد مغرب سے عشاء تک یہ دونوں وقت خاص نزول فیضان و انقبات رواج طیب پیران
 عظام کے ہیں ہر وقت قریب رہنے سے بعض باتیں پیر سے بوجہ بشریت ایسی صادر ہوتی ہیں کہ جس
 سے مرید کو اچھی نہ معلوم ہوں اور بہت سی باتیں مرید کی ایسی ہوتی ہیں کہ جس کے سرزد ہونے
 سے پیر کی منشاء کے خلاف ہوں، اور یہ دونوں کی عادتیں محبت للہ فی اللہ میں فرق ڈالنے والی

نماز حقیقت سے مراد
 ذکر حق ہے

ہوتی ہیں اور یہی محبت یا دل میں اعتقاد کے فرق آنے سے طالب نور باطن سے محروم رہتا ہے
 پیر سے روپیہ قرض نہ لے اور نہ پیر مرید سے قرض لے، اگر بحالت مجبوری و معذوری قرض لیا بھی
 جائے تو معامدہ کی صفائی رکھنا چاہیے، ورنہ محبت اور خلوص میں فرق آتا ہے، پیر کے انتقال کے
 بعد اس کے اہل و عیال کی خدمت کرنا چاہیے، اسمیں خوشنودی حق و خوشنودی ارواح طیبات
 پیران کبار کا باعث ہے، پیر کے پاس سونا نہ چاہیے، کیونکہ بعض وقت خراٹوں کی آواز سے
 اور بعض وقت کھانسی سے اور بعض وقت نیند میں بر آنے سے دوسرے آدمی کی نیند اچھٹ جاتی
 ہے اور بعض وقت بوجہ بشریت اخراج ریح کے شرم دامنگیر ہوتی ہے، اور جو وقت پیر کے آرام
 اور سونے کا مقرر ہو اس وقت اس سے علیحدہ ہو جائے کیونکہ وقت پر نہ سونے سے طبیعت کدر
 ہوتی ہے اور پھر پچھلی شب کے اٹھنے میں سستی اور کابلی پیدا ہوتی ہے، اور یاد خدا اور وظائف
 میں پورا حظ اور ذائقہ نہیں آتا، بعض وقت جاگتے ہیں اور بعض کو سوتے میں شیطان شکل بشر پیر کی
 ایسی برائیاں کرتا ہے کہ جس سے محبت میں فرق آئے اور طالب نور باطن سے محروم رہ جائے، یہ
 باتیں مجھ پر خود گذر رہی ہیں اور ایسی حالت میں لا حول و استغفار پڑھنا چاہیے علاوہ ذکر و فکر
 کے خدا توفیق دے تو پیر کی ہر قسم کی خدمت میں دریغ نہ کرے، جب پیر کی طبیعت خوش ہوگی تو خدا
 بھی خوش ہوگا، کیونکہ پیر کی خوشی اور ناخوشی کے ساتھ خدا کی خوشی اور ناخوشی وابستہ ہے، پیر کی خوشنودی
 سے ترقی باطن اور ظاہر کی جلد ہوتی ہے کہ جو ذکر و فکر سے نہیں ہو سکتی ہے، چنانچہ حضرت محبوب سبحانی
 قطب بانی شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں "اے درونگو تو دعویٰ کرتا ہے دنیا داروں کے ساتھ
 محبت کا اور اپنے دنیا رو در ہم ان سے چھپاتا ہے، کہ کہیں کسی کو دنیا نہ پڑے، حالانکہ اُن کے قرب
 اور مصاحبت کا خواہاں ہے، پیر کی خدمت دنیا و آخرت میں مصیبت سے بچانے والی اور آفات
 دین و دنیا سے نجات دلانے والی اور ہر آرزو سے دین و دنیا کو پورا کرنے والی ہوتی ہے جیسے کہ

نانبائی صاحب نے حضرت خواجہ بانی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اور خوشنودی سے ایک ہی توجہ

میں کامیابی حاصل کی اسی واسطے حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

تا تو انی اے پسر خدمت گوین تا شود اسپادت زیر زین

جہاں تک ہو سکے اے عزیز خدمت کہ تاکہ تیسری مرادیں پوری ہوں

ہر کہ پیش صاحبان خدمت کند ایزدش بادولت و حرمت کند

جو خاصان حق کی خدمت کرتا ہے حد تعالیٰ اسکو صاحب عزت و دولت بنا دیتا ہے

بہر خدمت ہر کہ بر بند و کم از درخت معرفت یابد ثمر

جو شخص خدمت پر کمر بستہ ہو جائے (بندہ خاص کے) وہ معرفت کے درخت کا پھل حاصل کرتا ہے

بندہ چوں خدمت مرداں کند خدمت او گنبد گرداں کند

جو بندہ خاصان خدا کی خدمت کرتا ہے تو اسکی خدمت اسکو سر بلند کر دیتی ہے

فصل چوتھی نماز با ضروری میں

بیان نماز تہجد

حضرت قاضی ثنار اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مکالمات میں نماز تہجد کو

سنت مؤکدہ فرماتے ہیں، حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعد نماز و وضو

پہنجانے کے کوئی نماز اشرف و اعلیٰ نماز تہجد سے نہیں ہے، نماز تہجد کی ایک رکعت نماز نافلہ کی ہزار

رکعت سے بہتر ہے، پس طالب ہمیشہ اس نماز کے گزارنے میں سستی اور کاہلی نہ کرے اور اسکی

ادائیگی کو بہتر لے اور اسے نماز پنجگانہ جانے، اگر التماس سے قنما ہو جائے تو دن میں اس کو ادا کرے

اور پچھن شب کو تضرع و زاری و عار و استغفار کرے کیونکہ وہ اس وقت کی جلد قبول ہوتی ہے
 اور کپڑا آلودہ اور شہ غفلت و معصیت کا اس وقت کی تضرع و زاری کے پانی کے بغیر پاک و صاف نہیں ہوتا
 ہے اور ویسے رحمت و مغفرت ہے کہ اگر استغفار جو ش زک نہیں ہوتا، چنانچہ حضرت سرور کائنات
 علیہ الصلوٰۃ و التسلیمات نے صبح پڑھے فرمایا تم کو معلوم ہو کہ شب بیدار ہو کہ یہ رفتار انبیاء و مرسلین
 اور اولیاء کی ہے تم بھی اس کو اختیار کرو شب بیدار ہو کہ وہ وقت قرب حق اور رحمت حق تعالیٰ کا
 ہے اور سبب گناہوں کے کفارہ کا، اور شب بیداری کی فضیلت آیات قرآن پاک اور حدیث
 شریف سے ثابت ہے "ہم ہوا کلام حضرت نوح علیہ السلام شہید رحمۃ اللہ علیہ کا" اور یہ بھی حدیث شریف

ہے کہ اللہ تعالیٰ آخر شب میں آسمان اول پر جلوہ افروز ہو کر اپنے بندوں کو پکارتا ہے ہے
 کوئی بندہ جو مغفرت چاہتا ہے اس کو بخشوں ہے کوئی روزی مانگنے والا اُسے روزی دوں ہے
 کوئی حاجت والا اسکی حاجت رکھوں ہے کوئی غمگین ہو گیا اسکی غم دور کروں ہے اور حضرت مولانا فرماتے ہیں

ہاگ می آید کہ اسے غالب بنا جو محتاج گدا یاں چوں گدا

اللہ تعالیٰ کی عبادت سے آرزوئی ہرگز مانگنے والا اور باری بخش و بخشنے والا ہے اور کسی غمگین کو غم دور کر دیتا ہے

جو دئی جوید گدا یان و ضیانت ہجو خواباں کما آئینہ جویند صاف

ہماری سخاوت و عنایت فقیروں اور بے گناہوں کی ایسی شاق ہے جیسے عشق (صاف) آئینہ کے خواہشمند رہیں

روے خواباں از آئینہ زیبا شود روے احساں از گدا پیدا شود

خوب صورتی آئینہ سے معلوم ہوتی ہے اور بخشش کا اظہار مانگنے والے سے ہوتا ہے

چوں گدا آئینہ جو دست ہاں دم زور بر روے آئینہ زیاں

چونکہ فقیر مانگنے والا بخشش و سخاوت کا آئینہ ہے اس لئے اسکو نہ دھکا دے کیونکہ جب آئینہ پر منہ کی بجائے لگتی ہے تو وہ جھٹکتا ہے

زاں سبب فرمود حق زور را نسجی ہانگ کم زن اسے چھڑ کر گدا

اسی سبب پروردگار عالم نے سورہ وانشجی میں فرمایا ہے کہ اسے چھڑ کر گدا بن جائے اور کبھی نہ دھکتا

اسے بندہ خدا، اسے طالب خدا ایسے وقت کو ہرگز ہاتھ سے نہ جانے دو، اور وقتوں میں تم خدا کو پکارتے ہو، اس وقت خود خدا تم کو پکارتا ہے۔

ہر شبِ آخر میں رب العالمین
تا صبح صادق یہ فرمائے خدا
مانگو محمد سے میں وہی دوں گا ضرور
منعم و غنم اور رحمن و رحیم
آؤ دیکھو میرا انعام و کرم
بیکسوں کے در پہ پھرتے ہو سدا
از گدا تا شاہ سب محتاج ہیں
در پہ محتاجوں کے اے محتاج کیوں
فَسَدَّ جَنَّتَا یہ میرا وعدہ ہے عام
میں غنی ہوں اور سب محتاج ہیں
اے برا در کب تک سوتا ہے
روئی غفلت کان سے اب تو خال
نیند نے رکھنا نہ تجھ کو کام کا
اے محبتِ خواب دشمنِ ثابت
رب پکارتے اور تو غافل ہے
دعوے حبِ خدا کرتا ہے تو
اے منافق، کاذب و ابوالفضول
از طفیلِ رحمۃ اللعالمین
بخشش و رحمت کا در میرا کھلا
اٹھو حاضر ہو نہ بھاگو دور دور
میں ہوں رازق اور تار و کریم
سب خطا میں بخش دے گا یک قلم
قادر مطلق سے مانگو تو ذرا
انبیاء و اولیاء محتاج ہیں
آرزو لیکر کے تو جاتا ہے کیوں
میرے بندہ مانگتا تیرا ہے کام
ہیں گدا یا خواہ صاحب تاج ہیں
عمر اپنی مفت میں کھوتا رہے
سُرمہ وید حق کا اسے نکھو نہیں ڈال
تو مسلمان رہ گیا بس نام کا
عاقبت ہو سے خراب و رآخرت
نیند سے اٹھنے میں تو کاہل ہے
اور خلاف اس کے سدا کرتا ہے تو
کب کرے نور خدا دل میں نزل

یہ خمارِ سیند تیرا کب تلک	بسترِ راحت پہ سونا کب تلک
یہ جوانی یہ تغافل کب تلک	یہ لپریہ مال و دولت کب تلک
ایک دن یہ خاک میں ملجائیں گے	جسم تیرا جانور کھا جائیں گے!
اُٹھ خدا کے واسطے اب تو ذرا	معصیت بھاگ بے دل لگا
بندگی ہے کام بندہ کا سدا	صابر و شاکر بہ تسلیم و رضا
گرنہ کی تو نے یہاں کچھ بندگی	حسرت و افسوس ہو شرمندگی
حضرت مولانا رومیؒ جناب	اُمتِ احمدؐ کو کرتے ہیں خطاب
زندگی آمد برائے بندگی	زندگی بے بندگی شرمندگی
مخلقتِ الحجت والانس بخواں	جز عبادت نیست مقصود از جہاں

کیا انصاف اسی کا نام ہے کہ جس وقت شب کو تمھاری بیوی تمھارے بچے تمھارے دوست تمھارے حاکم پکارتے ہیں تو تم فوراً آواز دیتے ہو، خدمت کرنے کو تیند چھوڑنے کو تیار ہو جاتے ہو، افسوس! ہزار افسوس! شبِ آخر میں خدا بندہ کو پکارتے، اور بندہ ذلیل پڑا رہے تم خود انصاف کرو کہ تم خدا کی پکار کی کس قدر وقعت جانتے ہو؟ اور عزیزوں دوستوں کو جو فانی ہیں، بے وفا ہیں اور وہ خود محتاج ہیں، اپنی حاجتوں اور غیر کی حاجتوں کے روا کرنے میں، پھر ایسے بیکار اور بے وقار اور بھکاریوں کی آواز کی تم کس قدر وقعت کرتے ہو، اے عزیز! عیسائے نزدیک اور بے کام اپنے آرام کیلئے پکارتے ہیں، اور خدا تمھاری راحت اور تمھارے کام کے لئے پکارتا ہے، عورتیں جو ضعیف اجنبہ اور ضعیف العقل ہیں، پھلپھل شب کے اپنے شوہر اور اپنے بچوں کی خوشی و راحت کے واسطے اُٹھ کر محنت نشاۃ کھینچ کر چکی پستی ہیں، خاکروب بہت صبح سے اُٹھ کر راستوں کا کوڑا کچوڑا صاف کرتے ہیں، دھوبی بہت صبح سے پانی میں کھڑے

ہو کر کپڑے دھوتے ہیں، لیکن اسے بندہ خدا تجھ کو شرم نہیں آتی کہ طلبِ خدا کا دعویٰ ہے اور قوی القویٰ اور قوی العقل ہو نیکام دعویٰ ہے مگر بجائے چکی پیسے کے اور راستوں میں جھاڑ دینے کے ذرا وضو کر کے چند رکعتیں رب کے سامنے کھڑے ہو کر پڑھنا دشوار ہے، دل کے گرد وغبارِ معصیت کو ذکر کی جھاڑو سے صاف کرنا تجھ کو بہا نظر آتا ہے، اسے منافق اپنے کلامِ منافقانہ کو چھوڑ، محبت اور دعویٰ کا ثبوت اعمال سے دے، زبانی جمع خرچ بیکار ہے، پھلپل شب کو اٹھ، اپنے گناہوں پر روتا کر تیرے خشک شدہ باغِ دل کو رحمتِ حق کا پانی سرسبز کر دے، ورنہ غمِ قریب موت تجھ کو ایسا لگی کہ تو حشر تک نہ اٹھے گا، اور تیری سب رزوں کا خاتمہ کر دیگی،

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سایہ تلے حشر تک سوتا رہے گا خاک کے سایہ تلے
گریہ وزاری عجب نعمت ہو اور خصوصاً گریہ وزاری شبِ آخر کی، حضرت مولانا رومی فرماتے ہیں،

تاناہ گریہ ابر کے خست دو چین تاناہ گریہ طفل کے جوشِ دلین
جب تک بادل نہ روئے (یعنی نہ برسے) اسو چمن کیسے کھل سکتا ہے اور جب تک بچہ نہ روئے دودھ کیسے پی سکتا ہے

طفل یک روزہ ہی داند طریق کہ بکریم تار سد دا یہ شفیق
ایک دن کا بچہ بھی یہ بات جانتا ہے کہ جب میں روؤں گا تب میری ماں مجھ کو دودھ پلائے گی

تونی دانی کہ دا یہ واگال کم دہ بے گریہ شیرت راگال
کیا تجھے معلوم نہیں کہ جب تک تو نہ روئے گا (عبادت نہ کریگا) اس وقت دا یہ حقیقی (اللہ تعالیٰ) تجھے دودھ نہ دے گا

گفت ولینکوا لکثیرا گوشوار تا بریزد شیرِ فضل کردگار
اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ زیادہ گریہ وزاری کرو تا کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا فضل فرمائے

کار تو موقوف بر زاری دلست بے تضرع کامیابی شکل است
تیری کامیابی گریہ وزاری پر منحصر ہے کیونکہ بلا گریہ و زاری کامیابی شکل ہے

ہر کجا آب رواں حضرت بود ہر کجا اشک رواں رحمت شود
 جہاں پانی بہیگا وہاں سبزہ ہوگا او جہاں آنسو بہینگے وہاں رحمت ہوگی
 اے خنک چشمے کہ او گرہاں اوست دے پہا یوں دل کہ او برہاں اوست
 وہ آنکھ کس قدر ٹھنڈی ہو جو خدا کی محبت خورشیدوں میں اور وہ کس قدر مبارک دل ہو جو راہ حق میں سوختہ ہو

ترکیب نماز تہجد

نماز تہجد میں اکثر لوگ مختلف سو میں مختلف ترکیب پڑھتے ہیں، بعض حافظ قرآن لکھنے سے
 لیکر سورہ والناس تک سدا قرآن شریف ختم کرتے ہیں، بعض قرآن شریف کی ایک منزل روز
 پڑھ لیتے ہیں، بعض زیادہ اور کم، بعض سورہ اخلاص کو ہر رکعت میں بعد اچھ شریف تین تین بار یا پانچ
 پانچ یا سات سات یا گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھتے ہیں اور بعض اول رکعت میں ایک بار دوسری میں
 دو تیسری میں تین اسی طرح بارہویں رکعت میں بارہ مرتبہ پڑھتے ہیں، بعض اول رکعت میں بارہ مرتبہ
 دوسری میں گیارہ تیسری میں دس، اسی طرح ایک ایک کم کر کے بارہویں رکعت میں ایک مرتبہ پڑھتے
 ہیں، لیکن حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم جمہین اکثر نماز تہجد میں سورہ بقرہ شریف پڑھتے ہیں، حضرت
 خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تین دنوں میں جمع ہو کر دعا
 کرتے ہیں، تو دعا رد نہیں ہوتی، ایک سورہ بقرہ کہ جو دل ہے قرآن شریف کا، اور دوسرے شب آخر
 کہ جو دل ہے رات کا، اور ایک دل مومن بندہ خدا کا، لہذا جس وقت یہ تینوں دل جمع ہو جاتے
 ہیں تو دعا ضرور قبول ہوتی ہے، حضرت شیخ محمد عابد ستامی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مزار امیر جانجاہل
 شہید رحمۃ اللہ علیہ کے چوتھے پیر ہیں، نماز تہجد میں ساٹھ مرتبہ بقرہ شریف پڑھا کرتے تھے، پس طلبہ حق کو سنبھلے
 کہ نماز تہجد ضرور پڑھیں، اور اس میں بقرہ شریف بھی ضرور پڑھیں، اب یہ اپنی ہیبت پر حصر ہو کہ ہر رکعت

میں تیس شریف ایک مرتبہ پڑھیں یا زیادہ یا ہر رکعت میں نصف نصف یا ہر رکعت میں ایک ایک رکوع۔ اگر سورہ تیس شریف کسی کو یاد نہ ہو تو کچھ ستر آن شریف میں سے یاد ہو اور اسکو آسان معلوم ہو وہ پڑھے اور اتنا پڑھے کہ وہ ہمیشہ بخوشی دل اس کو ادا کرتا ہے، تاکہ خلوص میں فرق نہ آئے بہت نہ ہو، تھوڑا ہو لیکن ساتھ خلوص کے ہو اور اُس میں استمرار ہو، ایسی زیادتی عبادت میں نہ کرے کہ جس سے نفس تنگ آکر تھوڑے کار خیر سے بھی باز رکھ دے، نوحہ کچھلی شب کو اٹھنا اور اپنے رب کے سامنے زمیں پر سر گرانا اور اپنے گناہوں پر مہم ہونا یہی مطلب کی بات ہے اور جو سویا اُس نے کھویا جس نے اپنی نیند کو دوست رکھا، اُس نے اپنی راحت و آسائش کو تباہ و برباد کیا، سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خواب نوشین بامداد رحیل باز دار و پیادہ راز سبیل
میٹھی نیند کوچ کی صبح کو پیدل آدمی کو رات سے باز رکھتی ہے

طالب کو چاہیے کہ نماز تہجد کی ہر دو رکعت کے بعد بیٹھ کر مراقبہ و ذکر حق میں مشغول ہے نہ ایسا زیادہ کھڑا رہے کہ جس سے تھک جائے نہ ایسا زیادہ بیٹھا رہے کہ جس سے بیٹھے بیٹھے تنگ آجائے، وقت نماز تہجد کا آدھی رات گزر جانے کے بعد سے صبح صادق سے قبل تک ہے۔ رکعت نماز تہجد میں بارہ سے دو تک اجازت ہے۔

نماز اشراق

نماز اشراق کی دو رکعت ہیں، اول میں بعد الحمد سورہ کافرون اور دوسرے میں سورہ اخلاص لیکن پیرانِ عظام نے ان دو رکعت کے بعد دو رکعت صلوٰۃ استخارہ اکثر پڑھی ہیں، ان ہر دو رکعت صلوٰۃ استخارہ میں بعد الحمد پانچ پانچ بار سورہ قل ہو اللہ شریف پڑھنے کو فرمایا ہے، صبح کی نماز کے بعد اسی حکم کو

فکر میں مخاطب ہے آفتاب نکلنے کے بعد نماز اشراق پڑھے کہ یہی وقت آفتاب نکلنے کے بعد نماز اشراق کا ہے

نماز چاشت

نماز چاشت کی چار رکعتیں ہیں ، نماز چاشت کا وقت دھوپ تیز ہونے کے بعد سے زوال آفتاب سے قبل ہے

نماز فی الزوال

نماز زوال آفتاب کے زوال سے بعد اور ظہر کی نماز سے پیشتر چار رکعت ہیں

نماز اوابین

نماز اوابین کی چھ رکعتیں ہیں ، بعد نماز مغرب دو دو رکعتوں کی نیت کر کے پڑھی جاتی ہیں ان نمازوں کے پڑھنے سے فتح ابواب ہوتا ہے اور ہزاروں دین و دنیا کے فائدے ہیں اسکے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اتباع حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہے

فصل پنجم دعا حزب البحر کے بیان میں

دعاے حزب البحر کو تمام طرق صوفیہ رحمۃ اللہ علیہم جمعین میں پڑھتے ہیں اور اسکی برکتیں اور انوار جس پر جس قدر گزرتے ہیں وہ خوب جانتا ہے ، یہ دعاے مبارک نہایت مستجاب نہایت سریع القیام اور حل مشکلات ہے اس کا ہر جملہ توحید اور دعاے خالی نہیں ، اس میں قرب حق ہے اس میں تسبیح

اس میں تقیر ہے، اس میں رزق کی ترقی ہے، اس میں نفع امراض جسمانی و روحانی ہے غرض کہ جو بھی کام دین و دنیا کا ہو بشرطیکہ حلال ہو ضرور اللہ تعالیٰ اس کو حل فرماتا ہے حضرت مرزا مظہر جانجانا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس دعا کو نو سو اٹھانوے مرتبہ پڑھ لیتا ہے، وہ داخل جماعت اولیا ہو جاتا ہے کیونکہ اولیا محفوظ ہیں اور ۹۹ کا عدد بھی یلیحفظ کا ہے اور اس دعا کے شروع میں نَسْتَعِذُكَ الْعِصْمَةَ سے عَنْ مَطَالِعَةِ الْغُيُوبِ تک دعا کے الفاظ طلب ولایت کرتے ہیں اور یہ دعا حزب البحر کا مغز ہے، میرے دادا پیر حضرت شیر محمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میرے پیر حضرت علی شیر خان صاحب سے فرمایا کہ یہ دعا حزب البحر دشمن کے واسطے ملوار ہے اور دشمن کے وارے بچنے کے لئے ڈھال ہے، اور یہی ارشاد حضرت مرزا مظہر جانجانا رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دعا کی بہت تعریف کی ہے اور اسکی شرح اور تاثیر کے بارے میں ایک کتاب جو جامع حزب البحر لکھی ہے حضرت قاضی بنا، اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اس دعا کو چالیس برس تک برابر پڑھتے رہے اور کبھی قضا نہ کی، نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالی نے اپنی کتاب الدعاء والدواء میں اس دعا حزب البحر کی بہت تعریف کی ہے، نفس دعائیں اکثر اختلاف سے، لیکن اعتصام اور احتتام دعائیں اکثر صوفیہ نے اپنی فہمید کے مطابق زیادتی اور کمی کی ہے، لیکن میرے نزدیک جس قدر دعا کے الفاظ نفس دعائیں یا اعتصام یا احتتام دعائیں حضرت ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت ہو آنا ہی پڑھنا افضل و اولیٰ ہے کیونکہ وہ اس دعا کے امام ہیں اور انھیں کے صدقہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ عالم عنایت فرمائی ہے، اور وہ سلسلہ شاذلیہ کے بھی امام ہیں، یہ دعائے مبارک ان لوگوں کے واسطے بہت مناسب ہے کہ جو بعد فنا و بقا بالہام خدا کسی کام دریا کے انتظام یا خلق کے انتظام یا امت کی دعا اور حفاظت کے واسطے یا ناقصین کو خدا کی طرف لیجانے کے لئے مقرر کیے گئے ہیں، ہر سونا کس اور غیر محتاط کے پڑھنے کی دعا نہیں ہے، جو شخص محتاط نہ ہو، اور اس دعا کو اپنے نفس کی خواہش کے موافق ناحق پڑھتا

پڑھیکا، یعنی اپنے مخالف کو ناحق تکلیف پہنچانے اور ناحق فائدہ اٹھانے کو پڑھیکا تو اسکو خود تکلیف پہنچ جائے گی۔

ہدایت : طلبہ حق کو چاہتے کہ جب تک وہ ولایت صغریٰ سے شرف نہ جائیں اس وقت تک سوائے ذکر و فکر خدائے کسی وظیفہ کی طرف متوجہ نہ ہوں،

فصل چھٹی ختم خواجگان میں

ختم خواجگان بھی نہایت مشہور اور پزیرا اور وظیفہ ہے اکثر سلاسل میں اس کو بزرگ اور صاحب حاجت پڑھتے آئے ہیں، ہر مقصد ہر مطلب کیلئے اکیس کا حکم رکھتا ہے، اس کو ہمیشہ پڑھے تو بہت ہی اچھا ہے، ورنہ بوقت ضرورت جو کام مشکل سے مشکل پیش آئے اس کے حل ہونے کو ایک شخص یا چند اشخاص مل کر چالیس دن پڑھیں، انشاء اللہ ضرور مطلب برآری ہوگی، ترکیب ختم خواجگان یہ ہے کہ اول ہاتھ اٹھا کر سورہ فاتحہ ایک بار پڑھے، بعد اس کے سورہ فاتحہ سات بار بعد اس کے درود شریف توبار بعد اسکے سورہ ام لشرح آٹھ بار، بعد اس کے سورہ اخلاص ایک بار، بعد اس کے سورہ فاتحہ سات بار، بعد اس کے درود شریف توبار بعد اس کے ہاتھ اٹھا کر ثواب اس کا حضرت خواجگان نقشبندیہ کی ارواح ولیات کو بخش کر ان کی ارواح مقدسہ کے توسل سے اپنے کام کے حل ہونے کی دعا خدائے مانگے، بسم اللہ ہر سورہ کے ساتھ پڑھنی چاہیے، ختم خواجگان تو صرف آٹھ ہی لیکن بعض اشخاص اپنی ضرورت کے موافق اسمائے الہی میں سے سو توبار یہ اسم پڑھ لیا کرتے ہیں جیسے وقت امراض یا آفات کے یا دافع البلیات یا بضرورت روزی کے یا درتاق یا اشد کام کے یا حلول المشکلات یا بوقت بیماری کے یا شافی الامراض وغیرہ۔

ختمِ محمد

یہ ختم شریف بھی ہر در سے رادو او ہر مرضے راشفا کا مصداق ہے، یہ ختم شریف حضرت
 امام ربانی غوث الصمدانی قطب ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جس کا م میں کاسیابی کی امیری
 ہو چکی ہو اس کے پڑھنے سے کاسیابی ہوتی ہے، خصوصاً کوئی آفت ناگہانی یا ہیضہ یا طاعون آسانی نازل
 ہو چکے ہوں، تو اس کے دفع ہونے اور آفات ارضی و سماوی سے بچنے کے لیے اسکی تاثیر نہایت تو
 ثابت ہوئی ہے، اور کیوں نہ ہو کہ کلمہ الاحول کی تعریف حدیث شریف میں بہت کچھ آئی ہے، اسکو
 بھی تنہا یا چند اشخاص مل کر پڑھ سکتے ہیں، ترکیب پڑھنے کی یہ ہے کہ اول سو مرتبہ درود شریف پڑھی
 جائے پھر پانچ سو مرتبہ صرف الاحول و لا قوۃ الا باللہ پھر سو مرتبہ درود شریف علی العظیم
 کو شامل نہ کرے،

فصل ساتون ضروری وظام میں

وظیفوں میں سب اچھا وظیفہ کہ جو کسی حالت میں رو نہیں ہوتا (خواہ خلوص سے پڑھے
 یا بغیر خلوص، زبان اس کی محتاط ہو یا غیر محتاط) درود شریف ہے، اور درود شریف کے فضائل
 سے کتابوں کے ورق اور مسلمانوں کے دماغ لبریز ہیں، حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب والد ماجد
 حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ فقیر نے جو کچھ پایا ہے وہ درود شریف
 کی برکت سے پایا ہے، اور ہر طالب خدا مبتدی ہو یا پختہ وظیفہ درود شریف اور استغفار کا اس کے
 واسطے لازمی ہے، اسی واسطے حضرت غلام علی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ہر طالب کو لازم ہے

کہ روزمرہ ہزار مرتبہ درود شریف اور ہزار مرتبہ استغفار پڑھے اور اس قدر نہ ہو سکے تو پانچ پانچ سو مرتبہ
 اور اتنا بھی نہ ہو سکے تو کم از کم تین سو تیرہ مرتبہ ہر دو وظائف ضرور پڑھنا چاہیے، یہ عدد تین سو تیرہ
 نہایت مبارک اور بابرکت ہے، تین سو تیرہ نبی مرسل ہوئے ہیں اور تین سو تیرہ ہی اصحاب جناب
 بدر تھے اور تین سو تیرہ کو بقاعدہ اعداد جمع کیا جائے تو سات عدد ہوتے ہیں اور سات عدد کو سات
 منفر لیس قرآن مجید اور سات آیات اکہم شریف اور سات طبق آسمان اور سات طبق زمین اور
 سات یوم سے مناسبت ہے، جب تک کوئی شخص کسی شیخ سے بیعت نہ ہو اس کو لازم ہے کہ درود
 اور استغفار اور تلاوت قرآن پاک کو اپنے لئے کافی دانی سمجھے۔

باب ساتون

مختصر حال اور کبریا دین میں

فصل اول مختصر ارشاد احوالا حضرت عثمان علیہ السلام

سید و سرور محمد نور جاں

ہنتر و ہیست شرف مجرباں

حضور رسول پاک صاحب لولاک تمام النبوت و کلمات علیہ السلام و التسلیمات نہایت درجہ مبارک و بزرگوار

اور عظیم و عالیہ خطا و گناہوں کے اور شرم والے اور سخی اور ہر بانی کرمیوں اور مردوں والے اور پھر وہاں اور تھے، اور

اگتکو نہایت شیریں اور آہستہ آہستہ فرماتے تھے، ایک روز ایک یہااتی اعرابی نے بلا عرض کے اطلاع پیچھے سے چادر مبارک پکڑ کے اس زور سے جھٹکے کیسا تھکینچی کہ آپ گر گئے اور چادر کا نشان گن دن مبارک پر پڑ گیا اور پھر وہ کہنے لگا یا محمد خدا نے جو مال آپ کو دیا ہے اس میں سے مجھ کو بھی دیدے، حضورؐ اُسکی بیوقوفی پر ہنسنے لگے، اور کچھ دیدینے کو فرما دیا، مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ کی ضعیف عورتیں اپنے بازار کے کام کاج کیلئے آپ سے عرض کرتیں اور آپ خوشی سے ان کا کام کرتے۔

جنگ اُحد میں جب آپ زخمی ہوئے اور بہت سے صحابہؓ بھی شہید ہوئے، تو چند صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے لیے بڑے عا کیجئے، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بدگوئی کیلئے نہیں بھیجا ہے، اور یہ دعا فرمائی کہ یا اللہ! میری نادان قوم کو ہدایت فرما، آپ نے کہی کسی بیوی یا غلام کینرک کو نہیں مارا، آپ کو کسی سے تکلیف پہنچی تو اس کا بدلہ نہیں لیا، ایک یہودیہ نے آپ کو کھانے میں زہر دیا، اور بعد تحقیق اُسے اقرار جرم بھی کر لیا، لیکن حضورؐ نے اُس کو معاف فرما دیا، حضورؐ کی کوئی دعوت کرتا اور اس میں کوئی سالن سا ہوا یعنی جکا ذائقہ کچھ خراب ہو گیا ہو، کھلا دیتا تو آپ بطیب خاطر کھا لیتے، اور اسکی کوئی برائی نہیں فرماتے، ایک روز ایک بڑھیا نے آپ کی دعوت کی اور بلا جھکے کدو کچا لیا اور وہ کدو کھاتا آپ نے اُسکو کھالیا اور کچھ برا نہ مانا، اور نہ بڑھیا کو اس کے کڑے ہونے کی اطلاع فرمائی، بلکہ بڑھیا سے آپ مانگ کر سب سالن اُس کدو کا نوش فرما گئے، تاکہ اس بڑھیا کو اس کدو کے کڑوا ہونے کی اطلاع نہ ہو، آپ کسی سائل کو کسی سوال پر لا یعنی نہیں) نہیں فرماتے، جہا تک ہوا اسکے سوال کو پورا فرماتے ورنہ نہایت خوش خلقی اور نرمی سے یہ فرماتے کہ پھر کہنا یا پھر آنا، اپنے صحابہؓ سے ملنے، ان سے باتیں فرماتے اور ان کے بچوں کے ساتھ ہنسی بہلاؤ کی باتیں فرماتے، ان کے بچوں کو اپنی گود میں بٹھا لیتے، مدینہ طیبہ میں دور اور قریب رہنے والے مریض کی عیادت کو تشریف لیجاتے، کوئی عذر کرتا تو اُس کے عذر کو قبول کرتے، مسلمانوں سے سلام اور مصافحہ میں پیشقدمی فرماتے، جو کوئی آپ کی خدمت شریف میں حاضر ہوتا

اس کی تعظیم کرتے اور کسی کے لیے چادر مبارک بھی بچھا دیتے اور کسی کو مسند مبارک پر ٹھجلا لیتے، اور صحابہ کو اچھے ناموں اور ان کی کنیتوں سے یاد فرماتے، اور کسی کی بات کو نہ کاٹتے اور تکلف کرنے کو اور اپنے کو بڑا سمجھنے کو برا سمجھتے، ایک روز کسی کے یہاں حضور کی دعوت تھی، آپ کے گھر گھوڑے کی سواری پر تشریف لیجا رہے تھے، راستہ میں حضرت ابوہریرہؓ ساتھ تھے، آپ نے فرمایا آوازے ابوہریرہؓ تم بھی سوار ہو جاؤ، عرض کی یا نبی اللہ میں حضورؐ کیساتھ سوار نہیں ہونگا، مگر آپ نے ان کی عرض کو نہ مانا اور اپنے ساتھ سوار ہونے کا حکم فرمایا، حضرت ابوہریرہؓ تعمیل حکم حضورؐ سوار ہونے لگے تو گھوڑا اونچا تھا حضرت ابوہریرہؓ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر چڑھنے لگے، تو حضرت ابوہریرہؓ آپ بھی گرے اور سول پاک صلعم کو بھی لے کرے، لیکن پھر آپ سوار ہو گئے اور کچھ برا نہ مانا، اور پھر فرمایا اب ابوہریرہؓ آؤ سوار ہو جاؤ، عرض کی یا نبی اللہ اب تو میں سوار نہیں ہونگا، آپ نے فرمایا کہ نہیں، تو حضرت ابوہریرہؓ پھر سوار ہوئے اور پھر خود بھی گرے اور حضورؐ ان کو بھی لے کرے اور اسی طرح تیسری مرتبہ عرض پیش آیا سبحان اللہ! قربان ہوں ہمارے جان و مال بلکہ ہمیں کیا سارا جہان ایسے نبی پاک صلعم پر جبکہ ایسے اخلاق حمیدہ ہیں، ایسے شان والے نبی کہ جن کے غلام بلالؓ کی جوٹیاں شاہان رومے زین تاج سے بہتر ہیں، ان کے اخلاق کا یہ حال، کیوں نہیں؟ خدا ان کی شان میں یہ فرمائے وَإِنَّكَ لَعَلَى الْخَلْقِ عَظِيمٌ آپ اپنے صحابہؓ کے ساتھ اور غلاموں کے ساتھ برابر کام کرتے، اور ان کے بچوں کی اور ان کی بیویوں کی خبر گیری فرماتے، علماء ریادرویش جو مدعی نیابت ہیں، ان کو چاہیے کہ اپنے اخلاق و عادات خاتم النبیین صلعم جیسے کریں۔

حضور صلعم کے ارشاد

دو خصلتیں ہیں کہ ان سے بہتر کوئی شے نہیں، ایمان ساتھ اللہ کے، اور نفع دینا مسلمان

اور دو خصلتیں ہیں کہ ان سے بری کوئی شے نہیں ہے۔ شرک کرنا اللہ کیساتھ اور دکھ دینا مسلمانوں کو۔ لازم پکڑو علماء کے پاس بٹھینا اور حکیموں کا کلام سننا؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ دل مرے ہوئے کو نورِ حکمت سے جلاتا ہے، جیسے کہ مری ہوئی زمین کو مینھ کے پانی سے جلاتا ہے۔

مائیں چار ہیں۔ ماں دوائیوں کی۔ ماں اداب کی۔ ماں عبادتوں کی اور ماں آرزوؤں کی چنانچہ دوائیوں کی ماں کھانے کی کمی ہے، اور اداب کی ماں کلام (بات چیت) کی کمی ہے، اور عبادتوں کی ماں گناہوں کی کمی ہے، اور آرزوؤں کی ماں صبر ہے، ہمیشہ جبریلؑ وصیت کرتا رہا، حق ہمسایہ میں یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ وہ اسکو وارث کرے گا۔ اور ہمیشہ وصیت کرتا رہا عورتوں کے حق میں، یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ ان کی طلاق حرام ہوگی۔ اور ہمیشہ وصیت کرتا رہا مجکو غلاموں کے حق میں، یہاں تک کہ گمان کیا میں نے کہ ٹھہر گیا ان کے لئے ایک وقت کہ ہمیں وہ آزاد ہو جائیں گے اور ہمیشہ وصیت کرتا رہا مجکو سواک کی یہاں تک کہ گمان کیا میں نے کہ وہ فرض ہے اور ہمیشہ وصیت کرتا رہا مجکو نماز کی جماعت میں، یہاں تک کہ گمان کیا میں نے کہ اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرے تا نماز، مگر جماعت میں اور ہمیشہ وصیت کرتا رہا مجکو رات کے اٹھنے کی عبادت کے واسطے، یہاں تک کہ گمان کیا میں نے کہ رات کو سو نہا نہیں اور ہمیشہ وصیت کرتا رہا مجکو ذکر خدا کی یہاں تک کہ گمان کیا میں نے کہ فائدہ نہیں دیتی کوئی بات، مگر اس کے ساتھ۔

جرم تمام گناہوں کی محبت دنیا کی ہے، اور جرم تمام فتنوں کی عشر اور زکوٰۃ کا نہ دینا ہے، اسے ابو ذر غفاریؓ نے نبی اکرمؐ کی بنا کشتی کہ دریا گہرا ہے، اور لے تو شہ پورا کیونکہ سفر بڑا ہے، اور ملہکا کر بوجھ کہ گھائی سخت ہے۔ اور خالص کر عمل کو، کیونکہ پرکھنے والا نگاہ والا ہے؛ آئیگا زمانہ میری اُمت پر کہ دوست رکھیں گے پانچ کو اور بھولیں گے پانچ کو، دوست رکھیں گے دنیا کو اور بھولیں گے آخرت کو، دوست رکھیں گے گھروں کو اور بھولیں گے قبروں کو، دوست رکھیں گے مال کو اور بھولیں گے حساب کو،

۱۸۷ علماء سے مراد علماء شریعت سے اور حکماء سے مراد علماء شریعت

دوست رکھیں گے گھر کے لوگوں کو اور بھولیں گے حوروں کو۔ دوست رکھیں گے نفس کو، اور بھولیں گے اللہ کو۔ یہ لوگ مجھ سے ہزار ہیں اور میں ان سے ہزار ہوں نماز وین کا ستون ہے، اور اس میں دش باتیں ہیں، خوبصورتی منہ کی اور روشنی دل کی۔ اور آرام بدن کا اور دل لگنا قبر میں اور آرزو حشر کا اور کنجی آسمان کی اور بوجھ ترازو کا، اور خوشنودی پروردگار کی، اور قیمت بہشت کی، اور پردہ آگ سے۔ سو جس نے قائم رکھا اس کو، بیشک قائم رکھا دین کو۔ اور جس نے چھوڑا اس کو، بیشک گرایا دین کو۔ غنیمت جان پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے، بڑھاپے سے پہلے اپنی جوانی کو، بیماری سے پہلے تندرستی کو، فقیرئی سے پہلے توانگری کو۔ اور موت سے پہلے زندگی کو اور مشغولی سے پہلے فراغت کو۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، عجلوا بالتوبة قبل الموت وعجلوا بالصدقة
حضرت نبی کریم علیہ التحیة والتسلیم نے فرمایا ہے کہ موت سے پہلے توبہ جلد کرو اور مال کے منتقل ہونے
قبل تحویل المال وعجلوا بتزویج البنات قبل الفضيحة وعجلوا بدفن
سے پہلے صدقہ جلد دو، اور لڑکیوں کی شادی جلد ہی کرو سو ان سے قبل، اور میت کو حدیث
المیت قبل الحدیث وعجلوا بالصلوة قبل الفوت، وعجلوا باستعداد
پہلے جلد دفن کرو۔ اور موت ہو نیسے پہلے نماز جلد ادا کرو اور ملک الموت کے آنے
الموت قبل نزول ملک الموت وعجلوا باعمال الصالحة قبل فناء العمر
سے پہلے موت کی تیاری جلد کرو، اور عمر ختم ہونے سے پہلے نیک اعمال جلد کرو اور
وعجلوا بإرضاء الخصم قبل الندامة
دشمن کو ندامت ہو نیسے پہلے جلد خوش کرو۔

فصل دوسری مختصر حال اولیٰ خلفاء رضوان اللہ علیہم اجمعین

امیر المؤمنین خیر البشر عبد الاحیاء بالحق

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نہایت حلیم اور متواضع تھے، عام مسلمانوں میں اس طرح مل جل کر بیٹھتے کہ کوئی شخص تمیز نہیں کر سکتا تھا، آپ کی شان میں حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے میں نے سب کے احسانات کا معاوضہ کر دیا لیکن ابوبکرؓ باقی ہیں، قیامت کے دن اللہ آپ اس کا اجر دے گا۔ ابوبکرؓ سے بڑھ کر میری ذات پر کسی کا احسان نہیں، ابوبکرؓ نے اپنی جان سے زیادہ غنچاویٰ کی مال تصدق کیا، اپنی صاحبزادی سے عقد کر دیا۔ جو کچھ ڈالا اللہ نے میرے سینہ میں ڈالا میں نے اسکو ابوبکر کے سینہ میں، ابوبکر کا ایمان ایک پتہ میں رکھا جائے اور تمام امت کا ایمان دوسرے پتے میں تو بھاری ہوگا ایمان ابوبکر کا، عمرؓ کی تمام عمر کی نیکیوں سے ابوبکر کی ایک نیکی بہتر ہے۔ اگر میرے دل میں سوائے محبت خدا کے گنجائش ہوتی، تو میں محبت ابوبکر کی رکھتا۔ اسے صحابہؓ پر ابوبکر کو سبقت بوجہ کثرت نوافل یا تلاوت قرآن یا شب بیداری یا مال خرچ کرنے سے نہیں ہے بلکہ اللہ نے ابوبکر کے دل میں اپنی محبت ایسی دی ہے جس سے اس کو سبقت ہے، آپ بہت کثیر البکاء تھے۔ (یعنی بہت رویا کرتے تھے) آپ عبادت بہت پوشیدہ کیا کرتے تھے۔

آپ کے اقوال

ایک چڑیا درخت پر بول رہی تھی، آپ نے دیکھ کر فرمایا تو بڑی خوش قسمت ہو کہ جہاں چاہتی

ہے: مٹی جتنی ہے کھانے پینے میں آزاد ہے، بغیر حساب چلتی پھرتی ہے، کاش ابو بکر بھی ایسا ہوتا، کاش میں دخت ہوتا کہ کاٹ ڈالا جاتا، اور جانور کھا لیتے یا گھاس ہوتا کہ چارپائے چر لیتے جو شخص داخل ہوا قبر میں بے توشہ گویا سوار ہوا دریا پر بلا کشتی (توشہ سے مراد اعمال نیک) جسکی فاسد ہوئی زبان روتے ہیں اسپر جنات اور حیوانات اور جس کا خراب ہوا دل روتے ہیں اُس پر فرشتے تین چیزیں ہیں کہ تین چیزوں سے حاصل نہیں ہوتیں، دولت مندی خواہشوں سے اور جو آنی خضاب سے اور تندرتی و وایوں سے پسند میں مجکو دنیا کی تین چیزیں دیکھتا رہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی طرف اور خرچ کروں اپنا مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اور میری بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے۔ انھیرے پانچ ہیں اور چراغ اُن کے پانچ ہیں۔ محبت دنیا کی انھیرا ہے اور چراغ اُسکا پرہیزگاری ہے۔ اور گناہ انھیرا ہے اور چراغ اُس کا توبہ ہے۔ اور قبر انھیرا ہے اور چراغ اُسکا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ہے اور آخرت انھیرا ہے اور چراغ اُس کا عمل ہے پل صراط انھیرا ہے اور چراغ اُس کا یقین ہے۔ آٹھ چیزیں ہیں زینت آٹھ چیزوں کی، پرہیزگاری زینت ہے فقیری کی، اور شکر زینت ہے نعمت کی، اور صبر زینت ہے مصیبت کی، اور علم زینت ہے علم کی، اور عاجزی زینت ہے سیکھنے والے کی، اور روئے کی کثرت زینت ہے رخون کی، اور احسان نہ رکھنا زینت ہے احسان کی، اور نیاز کرنا زینت ہے نماز کی۔

یادداشت: سلسلہ نقشبندیہ آپ ہی کی ذات مبارک سے جاری ہے اور آپ ہی اس سلسلہ نقشبندیہ کے سر حلقہ ہیں، اسی وجہ سے حضرات نقشبندیہ فخر کرتے ہیں کہ جیسے آپ تمام امت میں بہتر ہیں ویسی ہی آپ کی نسبت بھی بہتر ہے، اور سلاسل کی نسبت سے آپ کے متبعین کو آپ کی اتباع چاہیے۔

یعنی سیکھنے والا جب تک کھانا یوالے کی خدمت اور اُس سے عاجزی نہ کرے گا اس کو کچھ حاصل نہ ہوگا۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

آپ کے عہد خلافت میں جس قدر اسلام پھیلا اور فتوحات ملک و مال ہوا آج تک کسی زمانہ میں نہیں ہوا۔ اسلام کی رونق اظہار اور قوت بھی آپ ہی کے ایمان لانے پر زیادہ ہوئی۔ آپ بہت بڑے عالی ہمت تھے، اور قوت ہمت باطنی کا ثبوت کثرت فتوحات ہے، آپ کی رائے نہایت صائب ہوتی تھی، اکثر اوقات آپ کی رائے کے موافق اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی جو آپ عادلوں کے سردار ہیں، آپ غریبوں کے نغمسار ہیں، آپ کفار و مجاہدین کے واسطے شانِ قہار ہیں اور مومنوں کی واسطے ظلِ رحیم و کریم و ستار ہیں، آپ عہد خلافت میں بھی صوف (اُون) کے کرتے اور وہ بھی پھٹے ہوئے اور اسپر چمڑے کے پیوند لگے ہوئے پہنتے تھے، پانچامے اور تہبند میں بھی پیوند لگے ہوئے ہوتے تھے، اور اسی لباس سے بازار میں اور دعوت میں تشریف لیا کرتے تھے، آپ فرماتے ہیں کہ امیر المومنین کو کیا حق حاصل ہو کہ وہ خدا کے مال میں سے باندی رکھے، میرے واسطے صرف دو جوڑے کپڑے ایک گرمی کا، اور ایک سردی کا اور اوسط درجہ کا کھانا بیت المال سے لینا جائز ہے، باقی میری وہی حیثیت ہے جو ایک عام مسلمان کی ہو، حضرت عبداللہ بن عیسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دونوں رخساروں پر روتے روتے دو لکیریں پڑ گئی تھیں، حضرت النضر فرماتے ہیں کہ میں نے سنا کہ آپ یہ فرما رہے ہیں کہ "اے عمر تو اور امیر المومنین؟ خدائے پاک سے ڈر ورنہ تجھے سخت عذاب ہوگا" حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن آپ نے تنکا زمین سے اٹھا کر فرمایا "کاش میں تنکا ہوتا اور میری مال بھگو نہ جلتی" حضرت عبداللہ بن عمر بن حفص رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر گردن مبارک پر رشک رکھے ہوئے جا رہے تھے لوگوں نے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ میرے نفس نے کچھ غور کیا تھا اسکی یہ سزا ہے، آپ نے

دن کو انصاف فرماتے، اور رات کو غریبوں کی خبر گیری اور عبادت کرتے جن عورتوں اور بچوں کو بھوکا پاتے اپنے کندھے مبارک پر سامان خورد و نوش لیجا کر دیتے اور ان کے چولھے جلانے اور آٹا گوندھنے وغیرہ میں امداد فرماتے آپ ایسے کیوں نہ ہوں؟ کہ آپ کی شان میں سول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اگر میرے بعد میں نبی ہوتا تو عمر فرما دیتا۔ آپ کی انگوٹھی مبارک پر یہ لکھا ہوا تھا کھنی بالہوت واعظا یعنی موت آدمی کے واسطے بڑی نصیحت ہے۔

آپ کے اقوال

عزت دنیا میں مال سے ہے اور عزت آخرت میں اعمال سے ہے، جس شخص کا ہنسنا زیادہ ہو اس کم ہونی ہیبت اس کی، اور جس نے خفیف کیا آدمیوں کو، خفیف کیا گیا وہ اور جس شخص نے کثرت کی کسی چیز کی پہچانا گیا اس نے اور جس شخص کے بہت ہوئے کلام، بہودگی ہوئی بہت اس کی اور جس شخص کی بہت ہوئی بہودگی کم ہوئی حیا اس کی اور جس شخص کی کم ہوئی حیا کم ہوئی پرہیزگاری اس کی اور جس کی کم ہوئی پرہیزگاری مراد اس کا جس شخص نے چھوڑی زیادتی کلام کی دیا گیا حکمت اور جس شخص نے چھوڑی زیادتی نظر کی دیا گیا عاجزی دل کی جس شخص نے چھوڑی زیادتی کھانے کی دیا گیا لذت عبادت کی اور جس شخص نے چھوڑی زیادتی ہنسی کی دیا گیا ہیبت اور جس شخص نے چھوڑی دل لگی ہنسی بڑا دیکھ بونہی اور جس شخص نے چھوڑی محبت دنیا کی دیا گیا محبت آخرت کی اور جس شخص نے چھوڑا شغل غیر عیبو دیا گیا صلاح اپنے عیبوں کی اور جس شخص نے چھوڑا جتو (نعمت دنیا) کو کیفیت (محبت اللہ تعالیٰ میں دیا گیا بیزاری نفاق سے۔

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

آپ کو سب بڑا شرف یہ حاصل ہے جو کسی کو نصیب نہیں کہ آپ کے عقد میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو صاحبزادیاں آئیں اور اسی لئے آپ کو ذوالنورین کہتے ہیں، آپ جامع قرآن

ہیں جو اُست میں سب سے بڑی نعمت ہے، آپ ایسی جیا والے تھے کہ فرشتے بھی آپ سے حیا کرتے تھے، آپ نہایت درجہ کے عابد اور نہایت درجہ کے سخی تھے، کثرتِ سخاوت سے لقبِ غنی کا پایا۔

آپ کے اقوال

جس نے چھوڑا دنیا کو دوست رکھا اُس کو اللہ تعالیٰ نے اور جس نے چھوڑا گناہ کو دوست رکھا اُس کو فرشتوں نے، اور جس نے چھوڑا طمع کو مسلمانوں سے دوست رکھا اُسکو مسلمانوں نے پائی صلاوت میں نے چار چیزوں میں، پہلے اللہ کے فرض ادا کرنے میں دوسرے اللہ کی حرام چیزوں سے بچنے میں، تیسرے نیک کام بنانے میں واسطے طلبِ ثواب اللہ کے، اور چوتھے برے کام کے روکنے میں واسطے ڈرنیکے اللہ کے غصہ سے، جس شخص نے نگہبانی کی پانچوں نمازوں کی وقت پر اور ہمیشگی کی اُن پر، اُس کو اللہ تعالیٰ نوبز رکیوں سے بزرگی بخشتا ہے، پہلے اللہ کا اُس کو دوست رکھنا، اور ہے بدن اُس کا ندرت اور نگہبانی کریں اُسکی فرشتے، اور اترے برکت اُسکے گھر میں اور ظاہر ہوں منہ پر اس کے نشانیاں نیکی کی۔ اور نرم کرے اللہ تعالیٰ دل اُسکا، اور گنہ جاسے پُل صراط پر مانند چمکنے والی بجلی کے اور نجات بخشنے اُس کو اللہ دوزخ سے۔ اور اُسکو اُن لوگوں کی ہمسائیگی میں اُتارے کہ نہ ہو خوف اُن پر اور نہ وہ نکلین ہوں گے۔

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

آپ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا زاد بھائی ہیں، اور حضور کے داماد ہیں اور چھوٹی عمر میں سب سے پہلے آپ ایمان لائے ہیں اور بڑی عمر والوں میں سب سے پہلے امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے ہیں۔ آپ مرکزِ ولایت ہیں آپ مرکزِ شجاعت ہیں، آپ مرکزِ علم ہیں آپ مرکزِ حلم ہیں، آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جیسی بی بی کے شوہر ہیں اور

حضرات حسین رضی اللہ عنہما کے باپ ہیں اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں اس سے زیادہ کیا شرف ہو سکتا ہے۔ آپ کی شان میں بہت سی احادیث آئی ہیں سجدان کے صفِ دو حدیثیں یہاں لکھی جاتی ہیں: نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے آپ کی شان میں فرمایا یا علی لحمک لحمی ودمک دمی (اے علی تمہارا گوشت میرا گوشت ہے اور تمہارا خون میرا خون ہے) اور یہ بھی فرمایا اذا مدینتا العلق علیٰ باہما (میں علم کا شہر ہوں اور علی اُس کا دروازہ ہیں) اور آپ کی بی بی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا منصبِ ولایت میں شانِ خاص رکھتی ہیں اور آپ کی خوشہ چیں ہیں، اور کیوں نہ ہو کہ خدا کے حبیب کی حبیب ہیں آپ (حضرت علیؑ) کی حیات میں خلفاء کے زمانہ میں جو سلسلے سخت سے سخت اور اوق سے اوق پیش آتے، آپ اُن کو بوجہ کثیرِ علمی یا سانی حل فرماتے، اس طرح کہ اس کے سمجھنے میں کوئی دقت اور مشکل باقی نہیں رہتی اسی واسطے آپ کو مشکل کشا کہتے ہیں۔ راہِ طریقت میں آپ کی اور حضرت بیوی فاطمہ رضی اللہ عنہما کی ارواحِ پاک ترقی ولایت کے واسطے ذریعہ خاص ہیں، بلا ان کے واسطے کے گزر نہیں ہو سکتا، یہ بات یوں سمجھ میں آجائے گی کہ حضرت محبوب سبحانی قطبِ بانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غروب ہوا آفتاب بچپلوں کا اور چمکا آفتاب میرا اس سے مراد ہے کہ اب میری ذات سے اُمت کو فائدہ پہنچے گا اور اس بات کو بڑے بڑے اولیاء اللہ نے مانا ہے۔

سوال: جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات فیض ولایت میں وسیلہ ہے تو تینوں خلفاء جو عقائد آپ سے افضل ہیں اُن کو بھی آپ ہی کی ذات سے مرتبہ ولایت میں فیض پہنچا ہوگا، اور انہی حضرت کے سب خوشہ چیں مانے جائیں گے، اور بزرگی قرب حق پر منحصر ہے تو پھر انصافاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو تینوں خلفاء سے افضل ہونا چاہیے۔

جواب: بیشک ولایت میں قدم غالب ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا، لیکن خلفاء

راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا کمالات نبوت میں قدم غالب ہے حضرت علیؑ سے، اور نبوت ولایت سے افضل ہے، اسی واسطے خلفائے راشدین عقائد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے افضل ہیں اور افضل مانے گئے ہیں، یہ چاروں خلفاء اس مصرعہ کے مصداق ہیں،

”ہر گلے رازنگ و بوئے دیگر است“

کوئی یہ خیال نہ کرے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو صرف ولایت ملی اور باقی خلفاء کو صرف کمالات نبوت سے حصہ ملا۔ یہ بات نہیں ہے بلکہ ان چاروں بزرگواروں کو ہر شے میں پورا پورا حصہ ملا ہے، لیکن جس کو جس میں غلبہ رہا وہ اسی نام سے نامزد کیا گیا ہے، جیسے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی و شاہ عبدالحق صاحب محدث رحمۃ اللہ علیہما، کیا یہ بزرگ فقیہ یا نصیر نہیں تھے، بلکہ بیشک تھے، مگر علم حدیث کے غلبہ کی وجہ سے ان کو محدث کہتے ہیں۔ یہی حال خلفائے رسول اللہ صلعم کا ہے،

آپ کے اقوال

جو علم کی طلب میں ہے، جنت اُس کی طلب میں ہے، اور جو کوئی گناہ کی طلب میں ہے وہ ورخ اسکی طلب میں ہے، نعمت چھ چیزیں ہیں، اسلام، قرآن، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، تندرستی، پرستش اور بے پروائی آدمیوں سے۔ بیشک دنیا کی نعمتوں سے کفایت ہے، تجھ کو۔ نعمت اسلام کی، اور بیشک شغل کرنے کو کفایت تجھ کو شغل بندگی کا۔ اور بیشک عبرت حاصل کرنے کو کافی ہے تجھ کو عبرت موت کی۔ علم اچھی میراث ہے اور ادب اچھا پیشہ ہے، اور تقویٰ اچھا گوشہ ہے، اور عبادت اچھی پونجی ہے اور عمل نیک اچھا کھنچنے والا ہے اور نیک خلق اچھا ساتھی ہے اور بردباری اچھا وزیر ہے اور قناعت اچھی تو انگری ہے اور توفیق اچھی مذہب ہے اور موت اچھی ادب دینے والی ہے، جو شتاق ہوا جنت کا دوڑا نیکوں کی طرف اور

سے یعنی خدا اور بہشت کی طرف

جو کوئی ڈرا دوزخ سے باز رہا شہوتوں سے، جس نے یقین کیا مرنے کا، ٹوٹ گئیں لذتیں اسکی
اور جس نے پہچانا دنیا کو آسان ہو میں مصیبتیں اس پر چار چیزیں تھوڑی بھی بہت
فقیر تھی، آگت اور دشمنی، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کیا اچھی ایک رباعی ہے، فرماتے ہیں

دع الدنيا وما فيها وفيها العيش لا تطمع
دنیا و ما فیہا کو چھوڑے اور اس میں عیش کی امید نہ رکھ

ولا تجمع من المال ولا تدري لمن تجمع
اور مال مت جمع کرے کیونکہ تمہے نہیں معلوم کہ تو کس کے لئے جمع کرتا ہے

فان الرزق مقسومٌ وسوء الظن لا ينفع

اس لئے کہ رزق تقسیم شدہ ہے اور بدگمانی فائدہ نہیں دیتی

فقير كل ذي حصٍ غني كل من يفتح

ہر حصہ فقیر ہے، اور قانع غنی اور مال دار

فصل مختصر حالات و کلمات مبارک محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی

۱. مختصر حالات و کلمات مبارک محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی
رحمۃ اللہ علیہ علم طریقت میں سب سے پہلے امام آپ ہی کی ذات مبارک ہے، جیسے علم شریعت میں
حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات ہے، اسی واسطے ان دونوں بزرگواروں کو لفظ
اعظم سے پکارتے ہیں، اور علم فقہ اور علم طریقت کی بنیاد رکھنے کی وجہ سے یہ دونوں بزرگوار
الذال علی الخیر کفاعلہ کے تمام فقہاء کے علم و عمل کا اجر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پانے کے

ستحق ہیں، اور اسی طرح حضرت محبوب سبحانی تمام علمائے طریقت کے علم و عمل کا اجر پانے کے مستحق ہیں، ان بزرگوں کے علم کی برابری کیسے ہو سکتی ہے، لہذا ان کو لفظ اعظم سے پکارا جاتا تو کوئی بیجا بات نہیں، بلکہ عین انصاف ہے، آپ کی ذات بابرکات میں اللہ تعالیٰ نے شان محبوبیت عنایت فرمائی تھی، آپ سے جس قدر کرامات ظاہر ہوئی ہیں، اُمت میں کسی اولیاء سے ظاہر نہیں ہوئیں۔ آپ کے لفظ لفظ اور ہر حرف میں اللہ تعالیٰ نے تاثیر اور کرامت عنایت فرمائی تھی، آپ کے حالات کوئی کیا لکھے؟ آپ کے بہت بڑے بڑے غلام جو آپ کے بعد ہوئے ہیں، اُن سے اس قدر خرق عادات ہوئی ہیں کہ جن سے کتابیں بھری ہیں، مگر جو کچھ کتابوں میں اولیاء کے کبار کے حالات لکھے ہیں، وہ بہت مختصر اور لکھنے والوں نے اپنے علم کے موافق لکھے ہیں، ورنہ اولیاء کا حال علم قال میں نہیں آسکتا، اس کو وہی کچھ جان سکتا ہے کہ جس نے علم قال سے علم حال میں ترقی پائی ہو، آپ کو اپنے سلسلہ کے متعلقین سے خصوصاً اور حلقہ مؤمنین سے عموماً نہایت محبت اور انسیت ہے، اور ان کے معاملات ظاہر و باطن میں آپ کی روح پاک دست بدعا رہتی ہے، اور اللہ پاک آپ کے توسل سے حل مشکلات فرماتا ہے، اور طلبہ کو آپ کی ذات مبارک سے برابر فائدہ پہنچتا رہتا ہے، آپ کے سلسلہ مبارک میں لاکھوں اولیاء ہو گئے اور انشاء اللہ حشر تک ہوتے رہیں گے۔

آپ کے کلمات

اے عزیز زبانی علم قلب کے عمل بغیر تجھ کو حق کی طرف ایک قدم بھی نہیں چلا سکے گا، رفتار قلب ہی کی رفتار ہے، اور قرب باطن ہی قرب ہے، اور عمل سعانی ہی کا عمل ہے، بشرطیکہ اعضا سے شریعت کی حدود کی محافظت ہو، اے عزیز اس سے بچ کہ حق تعالیٰ تیرے قلب میں اپنے غیر کو دیکھے، پس تو ذلیل ہو۔ بچ تو اس سے کہ وہ تیرے قلب میں اپنے غیر کا خون یا غیر سے توقع

یا غیر کی محبت ملاحظہ فرمائے، ان لوگوں سے میل جول ترک کر کہ جو تجھ کو دنیا کی رغبت لائیں اور انکی ہم نشینی تلاش کر جو تجھ کو اس سے بے رغبت بنائیں، جو شخص اللہ عزوجل اور اسکے نیک بندوں کے ساتھ اچھا گمان نہ رکھے اور ان کے سامنے تواضع نہ کرے، اس کو فلاح نصیب ہوگی، اے شخص تو ان کے سامنے تواضع کیوں نہیں کرتا حالانکہ وہ سردار اور امیر ہیں انکے مقابلہ میں تیری کیا ہستی ہے، حق تعالیٰ نے انتظامِ ملکی ان کے حوالہ کیا ہے، ان کی بدولت آسمان بارش ساتا ہے اور زمین میں سبزہ اگتا ہے، شجاعت دین کے بارہ میں اور اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے میں ہوا کرتی ہے، حکماء اور علماء کے کلام کو حقیر مت سمجھو کہ ان کا کلام دوا ہے، اور ان کے کلمات حق تعالیٰ کی وحی کا ثمرہ ہیں۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والوں کی اتباع کرنا گویا حضرت ہی کی پیروی ہے، اور ایسے لوگوں کو دیکھنا گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو دیکھنا ہے، جنت کی کبھی لا الہ الا کہنا ہے مگر نہ صرف زبان سے بلکہ اپنے نفس اور اپنے غیر اور اللہ کے سوا ہر چیز سے فنا ہو جائیے، کہ بجز اللہ کے کوئی مطلوب و موجود نظر ہی نہ آوے، اور یہ حالت بھی حد و شریعت کی حفاظت کے ساتھ ہو، ورنہ اکاد اور زندہ ہے، جو شخص جناب صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع نہ کرے اور اپنے ایک ہاتھ سے آپکی شریعت کو اور دوسرے ہاتھ میں آپ کی کتاب قرآن کو جو آپ پر نازل ہوئی تھی، نہ تھامے اور آپ کے چلے ہوئے راستہ میں حق تعالیٰ کی طرف نہ چلے وہ ہلاک ہو اور پھر ہو مگر وہ ہو اور پھر ہو، یہی دونوں قرآن و شریعت حق تعالیٰ کی طرف راستہ چلانے والے ہیں، قرآن تیرا رہبر ہے، حق تعالیٰ تک پہنچانے کو اور سنت تیری رہبر ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانے کو۔

حضرت محبوب سبحانی کے کلمات حمد اور دعا کے

یہ آپ ہر وعظ کے پہلے فرماتے تھے، حمد اللہ ہی کے لئے مخصوص ہے جو تمام جہان کا پالنے والا

ہے اتنی حمد کہ جو اس کی مخلوقات کے شمار اور اُس کے عرش کے وزن کے برابر اور اُس کے ذات
 کی خوشنودی اور اُس کے علم کے حد کے موافق اور ان تمام چیزوں کی گنتی کے مساوی ہو جو اسکی
 مشیت میں داخل ہوں اور جن کو اُس نے پیدا کیا اور بنایا اور لگایا، وہ غائب اور حاضر کا جاننے
 والا ہے نہایت رحم فرمانے والا ہے، بڑا مہربان ہے، بادشاہ ہے، غایت درجہ پاک ہے، سبک
 غالب ہے اور حکمت والا ہے، میں صدق دل سے اقرار کرتا ہوں کہ پرستش کے لائق کوئی
 نہیں مگر اللہ، یگانہ کہ اُس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کی حمد، وہی جلاتا مارتا
 ہے اور وہ سدا زندہ رہنے والا ہے کہ فنا نہ ہوگا، اسی کے ہاتھ میں ہر قسم کی بھلائی ہے اور وہ ہر چیز
 پر قادر ہے، اور اسی کی طرف سب کوٹ کر جاتا ہے، اور میں صدق دل سے اقرار کرتا ہوں کہ
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندہ اور اسی کے رسول ہیں، جن کو اُس نے ہدایت اور دین برحق عطا
 فرما کر بھیجا تا کہ اس کو جہلمذہبوں پر غالب کرے، اگرچہ ناگوار گذرے مشرکوں کو، یا اللہ! جنت
 کاملہ نازل فرما، محمد اور آل محمد پر اور حفاظت فرما، امام اور امت کی، اور پاسبان اور رعیت کے
 سارے نیک کاموں میں، ان کے قلوب کو باہم متفق بنا، اور انہیں ایک کاشر دوسرے سے
 دور فرما، یا اللہ! تو ہمارے باطنی حالات سے واقف ہے، پس انکی اصلاح کر اور تو ہماری حاجتوں کے
 آگاہ ہے پس ان کو پورا فرما دے، تو ہمارے گناہوں سے واقف ہے پس ان کو بخش دے اور تو
 ہمارے عیب سے واقف ہے پس ان کو چھپالے، ایسے موقعوں پر تو ہم کو حاضر نہ دیکھو، جن سے
 تو ہم کو منع فرما چکا ہے، اور ایسے موقعوں سے تو ہم کو غیر حاضر مت رکھو جن کا تو ہم کو حکم دیکھا ہے
 ہم کو اپنی یاد نہ بھلائیو، اور ہم کو اپنی سزا سے ڈرنے کیجیو، ہم کو اپنے غیر کا محتاج نہ بنائیو، اور ہم کو
 غفلت والوں میں شامل نہ کیجیو یا اللہ نیک خیال ہمارے قلوب میں ڈال دے اور ہم کو ہمارے نفس
 کے شر سے پناہ دے، اپنے ماسوا سے پھیر کر ہم کو اپنے ساتھ مشغول رکھ، اور جو قطع کرنے والا

ہمارا تعلق تجھ سے قطع کرے، اسکا تعلق ہم سے قطع کر دے، اپنا ذکر اور اپنا شکر اور اپنی اچھی عبادت ہم کو
 القار فرما، کوئی جہود نہیں بجز اللہ کے جو اسنے چاہا وہ ہو کر رہا۔ ہم میں نہ زور ہے نہ طاقت مگر اللہ تر
 و بزرگ کی مدد سے ہماری خبریں آشکارا نہ فرمائیو، ہمارے پوشیدہ عیوب کا پردہ نہ اٹھائیو، ہماری ابدیوں
 پر ہماری گرفت نہ کیجیو، ہماری زندگی غفلت میں نہ گزرو، ایو اور ہم کو اچانک مت پکڑیو کہ لو جو کائنات
 نصیب نہ ہو، اسے ہمارے پروردگار اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو ہم سے مواخذہ نہ کیجیو، او
 اسے ہمارے پروردگار ہم پر ایسے بوجھ نہ ڈالیو جو ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالے تھے اور اسے ہمارے
 پروردگار ہم سے اتنا بوجھ نہ اٹھو جس کی ہم میں سکت نہیں، اور ہم کو معاف فرما اور ہماری مغفرت
 فرما، اور ہم پر رحم فرما، تو ہی تو ہمارا کارساز ہے، پس ہماری مدد فرما، کافر قوم کے مقابلہ میں
 جناب کی وفات ۹ ربیع الآخر ۶۵۱ھ بعض کے نزدیک، اربے۔

مختصر الاما لطرہ سلسلہ حشتیہ خواجہ خواجہ حسین بن علی حشتی علیہ

حضرت کی ذات مبارک صبی اللہ کی بڑی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہو کہ جبکی وجہ ہندوستان
 میں نور اسلام پھیلا ہے، آپ نے ترقی اسلام کے لئے بہجیب ارشاد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
 ہندوستان میں قدم نیچے فرمایا اور اپنے نور ہٹان اور تصرفات اور کرامات اور جہاد سے ہندوستان
 جیسے کفرستان کو منور اور روشن کر دیا، اور ہندوستان کے مسلمانوں کی خوش قسمتی سے قبر شریف بھی
 آپ کی ہندوستان میں بقام اجیر شریف بنا اور اس قبر شریف کی برکت سے اجیر حبیبیا ظلمانی شہر
 نورانی ہو گیا، اور اسکو لوگ اجیر شریف پکارنے لگے جو انوار و برکات آپ کی قبر شریف پر برستے
 ہیں ان کو اب بصیرت بچشم بصارت دیکھتے ہیں، ہزاروں لاکھوں مخلوق آپ کے توسل اور برکت سے
 خدا کی جناب کے اپنے مطالب و آرزوؤں میں کامیاب ہوتی ہے، آپ کے بڑے بڑے جلیل القدر خلفاء

ہندوستان میں ہیں جن کے نورِ باطن سے ہندوستان کی زمین منور ہے جیسے حضرت قطب الدین
 خجیارا کاکی و حضرت فرید الدین گنج شکر و حضرت جمال الدین ہانسوی و حضرت نظام الدین محبوب اللہ
 و حضرت مخدوم علی احمد صابر و حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم جمعین آپ کی کوئی کیا
 تعریف کرے کہ جبکی پیشانی پاک پر وقت انتقال غیب بجز عربی، عربی زبان میں یہ لکھا گیا مگر کیا اللہ
 کا دوست اللہ کی محبت میں "آپ کے ملفوظات اور آپ کے پر حضرت عثمان ہارونی اور آپ کے خلفا
 رحمۃ اللہ علیہم جمعین کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بزرگ اور ان کے صحبت یافتہ غایت درجہ کے متبع
 سنت اور اعلیٰ درجہ کے اتقی تھے، ان حضرات کی نسبت میں شورش عشق ہی، ایسوجہ بزرگوار کا
 گا ہے کلام عاشقانہ توحید جو ان یا بڑھے آدمی سے سُن لیا کرتے تھے کہ جس کے سننے میں کسی اختلاف
 نہیں ہے، چنانچہ حضرت خواجہ قطب الدین خجیارا کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا سماع جائز سننے میں ہی انتقال
 ہوا ہے، حضرت کے سلسلہ کے جو لوگ غلام ہیں ان کو چاہیے کہ اپنے امام الطریقہ اور ان کے خلفا کی
 تقلید کریں تاکہ خدا تک پہنچیں اور جبرج انہوں نے سماع سنا ہے اور جتنے جتنے عرصہ کے بعد سنا ہے
 اور جتنی جتنی دیر سنا ہے اور جس مقام قرب حق میں پہنچنے کے بعد سنا ہے اسی طریقہ پر اگر کوئی سنا
 چاہے تو سُنے لیکن ساتھ ہی اُس کے یہ بھی کرنا چاہیے کہ جس قدر ان بزرگوں نے ریاضت اور یاد خدا
 اور ترک دنیا کی ہے، اسی قدر تم کو بھی کرنا چاہیے، یہ بات انصاف اور عقل سے بالکل بعید ہے کہ
 بوقت عباد غائب بوقت ترک دنیا غائب بوقت ریاضت غائب اور بوقت سماع اور وہ بھی امام الطریقہ
 رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف غنا اس میں حاضر امام الشریعت کے مقابلہ خود امام الطریقہ ہیں اور امام الشریعت
 کے خلاف کرنے کے وہ خود مجاز نہیں ہیں، تو ہم جیسے ادنیٰ سے ادنیٰ امام الشریعت کے خلاف کرنے
 کا کیا حق رکھتے ہیں، اور قرب حق کا کیا خیال پکا سکتے ہیں، بلکہ یوں کہا جائے تو بجا اور درست
 ہے کہ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ فرمایا ہے،

رسم نہری کعبہ اے اعرابی کیں رہ کہ تو میروی تبرکستان ست

مجھے خوف ہو کہ اے اعرابی تو کعبہ پہنچے کیونکہ توحسب اتہ چارہا ہو وہ ترکستان جا ہے

اگر امام الطریقہ کے برابر عبادت و ریاضت ترک دنیا نہیں کر سکتے ہو تو مت کرو جس قدر تم سے ہو سکے اس قدر کمی کے ساتھ کرو، لیکن اسی اندازہ کمی عبادت ریاضت ترک دنیا، زہد و ورع و تقویٰ کے سماع بھی کمی کے ساتھ سنو، اللہ تعالیٰ انہی بزرگوں کے طفیل سے ہم جیوں کو عقل سلیم اور صراط مستقیم عنایت فرمائے رحمۃ اللہ علیہم جمعین، آپ کی وفات ۶ رجب ۶۳۳ھ کو ہوئی۔

۳۔ مختصر لاو کلا حضرت شیخ الشیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ امام ہیں، طریقہ سہروردیہ کے اور حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر ہیں جن کے حضرت سعدی جیسے خلیفہ ہوں، ان کی تعریف عیاں چہ بیان آپ کی کتاب علم تصوف میں ایک عجیب و غریب اور لاجواب تصنیف ہے، جس کو "عوارف" کہتے ہیں یہ کتاب صوفیہ کے لئے گویا دستور العمل ہے، اس میں اسرار طریقت اور نکات شریعت ہیں، گویا رب روان طریقت کے لئے مشعل ہے، آپ کے کلمات نصیحت آمیز بہت تھوڑے اور معنائناہایت وسیع اور مغز شریعت اور جان طریقت ہیں، بطریق نمونہ کے صرف دو اشعار لکھے جاتے ہیں جن کو حضرت سعدی نے لکھا ہے،

دواندر ز فرمود بروئے آب

مرا پیر داناے مرشد شہاب

دو نصیحتیں کیں نہر دجلہ پر

مجھے میرے پیر کامل شہاب الدین نے

دگر آنکہ غریب سر بہ میں مباحث

کیے آنکہ بر خویش خود میں مباحث

دوسرے کہ دوسرے کے بارہ میں بزخیال رکھ

ایک تو یہ کہ تو اپنے آپ کو بڑا مست سمجھ

آپ کی وفات غزہ محرم ۶۳۲ء میں ہوئی، آپ کا مزار شریف بغداد میں ہے۔

۴۔ مختصر کلمات امام الطریقہ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

سرخند باحوال حضرت خواجہ نقشبندؒ: آپ کی پیدائش سے پیشتر اکثر اولیاء اللہ فرمایا کرتے تھے کہ عنقریب بخارا شریف میں ایک ایسا بزرگ پیدا ہونے والا ہے کہ اس کے نور سے جہان روشن اور منور ہوگا، جس روز آپ پیدا ہوئے اُس روز ایک بزرگ اس محلہ میں ہو کر نکلے اور فرمانے لگے جس کے پیدا ہونے کی خبر بزرگ دیتے آئے ہیں، اس کی بوائی ہے، کسی نے عرض کیا ایک سید کے یہاں فرزند تولد ہوا ہے، انہوں نے فرمایا کہ اس کو لاؤ، آپ کو ان کے روبرو پیش کیا گیا انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا کہ جس اولیاء اللہ خبر دیتے آئے ہیں، یہ وہی بزرگ ہے، اس کے نور سے ایک عالم فیضیاب منور ہوگا۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ پیدائشی ولی تھے آپ کو اللہ تعالیٰ نے صفت اجتنبی میں سے حصہ عنایت فرمایا تھا بچپن میں ہی آپ کے خرق عادات اور کمشوفات کا اظہار ہونا شروع ہو گیا تھا، جب آپ بات کرنے لگے تو آپ نے ایک روز اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کیا کہ اس گائے کے پیٹ میں بچہ ہے اور اس کے جسم پر فلاں فلاں جگ ایسے ایسے داغ ہیں آپ کی والدہ ماجدہ یہ سن کر متحیر ہوئیں، جب اس گائے کے بچہ پیدا ہوا تو بوجہ نشانات آپ کے اٹھنی مقامات پر ویسے ہی نشانات تھے، جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا۔ ایک روز چند شخص یہ باتیں کر رہے تھے کہ بعض اولیاء جسم سے ہوا پراڑتے ہیں، آپ نے ایک زنبیل میں مٹی بھر زنبیل سے فرمایا "ہر پرواز" (یعنی اڑجا) وہ زنبیل ہوا پراڑ گیا، پھر آپ نے فرمایا "بیا" (یعنی آجا) وہ زنبیل آگیا اسی طرح چند مرتبہ اپنے کیا۔ پھر ان لوگوں سے فرمایا "بیچ کمال نیست" (یعنی کچھ کمال کی بات نہیں ہے) ایک روز جنگل میں ہرن جا رہے تھے، آپ نے آواز دی "بیا سید" (یعنی ادھر آؤ) وہ سب ہرن آپ کی آواز

سنتے ہی فوراً حاضر ہو گئے، پھر فرمایا "بویذالعینی جاؤ" یہ منکر سب چلے گئے، ایک روز جنگل کی طرف
آپ تشریف لے گئے، آپ کے ہمراہ ایک شخص تھے، یکا یک آپ میں جذب ربانی پیدا ہوا اور آپ
کی زبان مبارک سے اس حالت جذب میں یہ کلام مردہ شو (یعنی مرجا) وہ شخص فوراً مر گیا، آپ کو
جب جذب کے افادہ ہوا تو آپ نے اس مردہ کو دیکھ کر نہایت افسوس کیا اور متحیر ایک درخت
کے نیچے بیٹھ گئے، اور اس کی طرف نگاہ حسرت و افسوس دیکھتے رہے، قدرت حق! پھر جذب سب
ہوا، اور آپ نے اُن کے جذب میں فرمایا "زندہ شو" (یعنی زندہ ہو جا) وہ شخص مردہ فوراً زندہ
ہو گیا، سبحان اللہ ایسی شان والوں کی شان میں حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے

آں دعائیں شیخے کہ نے چوں ہر دعا ست

فانی ست گفتہ گفت خدا ست

اس شیخ کی دعا عام دعاؤں کی طرح نہیں ہے

اکہ و ابرص چہ با شد مردہ نیر

مادر زاد انہا اور کوٹا رہی تو کیا مردہ بھی

آپ کی ذات بابرکات سے ہزاروں کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں، کہ جن سے کتابیں بھری ہوتی ہیں

اور یہ کتابیں بھی خرق عادات اور کرامات کا نمونہ ہیں ورنہ ادنیٰ ادنیٰ اولیاء اللہ کے حالات

واردات ایک شب کے اس قدر ہوتے ہیں کہ ان کے درج کرنے کو ایک کتاب ضخیم ہونی چاہیے،

سب زیادہ کرامات حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ لاکھوں قلوب مردہ کو ذکر حق سے

زندہ کر دیا اور ایسا نقش قلوب مومنین پر حضرت خواجہ نے باندھا کہ وہ نقش پھر نہ مٹا اور وہ

نقش قبر میں ساتھ گیا۔ جملہ اولیاء اللہ کے نزدیک یہ بات متفقہ طور پر مانی گئی ہے کہ کرامت مردہ کو

زندہ کرنے سے، مردہ دل کو زندہ کرنے کی بہتر ہے، کیونکہ اگر مردہ زندہ ہو گیا تو وہ دنیا سے

قریب ہوا اور پھر اس کو موت ہے اور جس کا دل زندہ ہوا وہ خدا سے قریب ہوا اور اس کو موت نہیں

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی کیا تعریف کیجائے؟ اور کس منہ سے تعریف کیجائے؟ ان کے اظہار مرتبہ کے واسطے اتنی ہی کافی ہے کہ ان کے خلفائے سلسلہ حضرت خواجہ علاؤ اللہ عطار رحمۃ اللہ علیہ، حضرت محمد یار رحمۃ اللہ علیہ و حضرت یعقوب چرخمی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ جن کی ایک توجہ سے انبائی صاحب درجہ کمال کو پہنچے۔ اور صورت و شکل و لباس اور نقشہ جسم ملیٹ کر تمام حضرت خواجہ جیسا ہو گیا۔ یہ سب کمالات اور برکات حضرت خواجہ باقی باللہ کا فیضان اور کمال حضرت خواجہ نقشبند کا ہے، رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، حضرت خواجہ نقشبند سے کوئی دریافت کرتا کہ کونسی چیز آپ کو خدا تک لگی، تو آپ فرماتے کہ مجھ کو توجہ ربانی کھینچ کر لگیا، آپ سید ہیں، لیکن آپ کے یہاں عمدہ عمدہ کپڑے بنے جاتے تھے، اور ان کپڑوں میں نقش و نگار نہایت خوبصورت اور نفیس بنائے جاتے تھے، کہ وہ کبھی نہ مٹتے تھے، اور نہ ماند ہوتے تھے، اسی طرح یاد حق کا نقش و لوہے پر بند ہوتے تھے کہ وہ نہ کبھی خراب ہوتے اور نہ مٹتے، اسی واسطے اس سلسلہ کا نام نقشبندیہ جاری ہوا، آپ کے حالات کثوفات کرامات کیا لکھی جائیں، بس یہی شعر حضرت سعدی کا آپ کے حالات کے واسطے کافی ہے،

نہ حُسن غایتی دار نہ سعدی را سخن باں بیزد تثنیٰ مستقی و دریا ہچناں باقی

نہ ان کی خوبیوں کی کوئی انتہا نہ سعدی کے کلام کا کچھ ٹھکانہ، مرضی جگہ بھر لوینی پیاسا م جاتا ہے اور یاویسیا کا ویسیا باقی رہتا ہے ان چاروں ائمہ طریقہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا حال میں نے بطریق تبرک لکھ دیا ہے تاکہ یہ کتاب ان کے صدقہ سے نورانی اور مقبول ہو جائے، ورنہ ان کے حالات اور کمالات کا کون احاطہ کر سکتا ہے اور کون ان کے معاملہ قرب اور حالات میں قلم چلا سکتا ہے ان بزرگواروں کے قرب اور مرتبہ کا حال اللہ جل جلالہ و اعظم شانہ ہی خوب جانتا ہے، یا اس کا حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم، کہ جس ذات

نے اُن کو رب تک پہنچایا، اور اُن کی اتباع کی وجہ سے انہوں نے یہ مرتبہ پایا۔ یہ چاروں بزرگوار
 اپنی اپنی شان میں لکھا و بے مثال ہیں، اور اس مصرعہ کے بالکل مصداق ہیں ع
 ہر گلِ رازگ و بوئے دیگرست "رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

آپ محرم ۱۰۰۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۳ ربيع الاول ۱۰۹۱ھ میں بروز دو شنبہ وفات
 پائی، مزار شریف آپ کا شہر خجائیں ہے، اشعار چند در وصف خواجہ نقشبند از غلام خواجہ
 نقشبند فقیر محمد ہدایت علی نقشبندی مجددی

حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ قاسمِ رحمت، رفیق و دردمند

حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ جو خدا کی رحمت کے تقسیم کرنیوالے اور مہربان و پھر دو

پیشواؤ رہنمائے عارفان نکتہ سنج و واقف رازنہاں

وہ عارفوں کے رہنما اور پیشوا ہیں اور راز کی باتیں جاننے والے ہیں

نورِ قلبِ مصطفیٰ برداشتمہ برستلوبِ مومناں انپاشتمہ

انہوں نے نبی کریم صلعم سے نور حاصل کر کے مومنوں کے دلوں کو اس سے منور کیا،

صد ہزاراں دل یہ نفسِ اسیر از نگہ خواجہ شند بدبر منیر!

لاکھوں سیاہ اور دنیا دار دل اُن کی ایک نظر سے روشن و منور ہو گئے

واقف رازِ شریعت ہم طریق دستگیرِ بکیاں مسکینِ غریب

وہ شریعت اور طریقت کے راز سے خوب واقف ہیں اور گنہگاروں اور بکیوں کے مددگار ہیں

آں طریق از لطف حق آورده اند در لمحہ صد سالہ رہ طے کردہ اند!

طریقہ نقشبندیان کو خدائے تعالیٰ کے فضل سے عطا ہوا ہے اس لیے انہوں نے ہزاروں برس کا راستہ ایک لمحے میں طے کیا ہے

تا پہ کبیرہ خاص ربّ دو جہاں سا نکالِ رامی بر بند از رہ نہاں

وہ پروردگار کی طرف، طالبانِ حق کو پوشیدہ راستوں سے لیجاتے ہیں

نورِ عرفاں در قلوب انداختند خیال ناقص از دلاں برداشتند

انہوں نے دلوں میں معرفت کا نور بکھرا اور مومنوں کے دل سے خیال سے پاک کر دیے

از وجودِ شاں منور شد جہاں ملک روم و شام و چین ہندوستان

ان کے وجودِ پاک سے ملک روم، شام، چین و ہندوستان بلکہ سارا جہاں روشن ہو گیا

صد ہزاراں قطبِ اوماد و نجیب صاحبِ ارشاد بودند و عجیب!

ان کی وجہ سے لاکھوں اولیائے خدمت اور اولیائے ارشاد ہوئے

ایں ہمہ فضل خلد از بہراں کردہ حق خالق زمین و آسماں

یہ سب کمالات خدا نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمائے

یک توجہ خواجہ کافی می شود بہتر از صد چلہ و جد و جہد

ان کی ایک توجہ سزا چلوں اور ریاضتوں سے بہتر ہے،

روحِ اقدس خواجہ محبوبِ خدا می کند مجذوب و تابع مصطفیٰ

ان کی روحِ پاک خدا اور رسول کی طرف کھینچتی ہے،

از زباں چوں خواجہ صادر شد عیال زندہ مردہ مردہ زندہ شد جواں

ان کی زبان سے جو کچھ نکلا وہی ہو گیا مردہ زندہ ہو گیا اور زندہ مردہ ہو گیا

حکم چوں زنبیلِ رانِ مرد آں بر ہوا پرواز کرد او آں زماں

تو وہ ہوا پر اڑنے لگا!

چوں نباشد ذاتِ آں منبعِ کمال خاصہ احمد و خاصہ ذواک جلال

انکی ذات سرچشمہ کمال کیوں نہ ہو کیونکہ وہ اللہ اور اس کے حبیب کے قبول ہیں

راست گفتہ مولوی معنوی واقعہ رازِ خدا در ثنوی

مولانا رومی نے اپنی ثنوی میں سچ کہا ہے

آں وعاشیخے کہ نے چوں ہر دعاست	فانیست وگفتہ گفت خداست
اس بزرگ کی دعا عام دعاؤں کی طرح نہیں	وہ فانی فی اللہ ہے اور اس کا کہنا گویا خدا کا کہنا ہے
کے تو اند مدح خواجہ نقشبند	وصف آں جن و ملک انساں کنند
بھلا خواجہ محمد نقشبند کی تعریف میں کیے گئے کہ کتابوں	جن کی تعریف جن و انسان اور فرشتے کیا کرتے ہیں
غرض این ست از خواجہ نقشبند	برہدایت کن نظر، نقشے : بند
حضرت خواجہ محمد نقشبند سے یہ التجا ہے کہ	خادم محمد ہدایت علی پر نظر کرم فرمائیے
نقش آں خواہم کہ وقتے جاں رو	نے رو واز دل نہ شیطان او برد
میں ایسا نقش چاہتا ہوں کہ مرتے وقت تک دل سے نہ مٹے اور نہ اس کو شیطان بھلا سکے	
من سگ درگاہ زسگ ادنی ترم	برسگ خود کن نگہ لطف و کرم
میں آپ کی بارگاہ کے کتے سے بھی حقیر ہوں	اسلے اپنا اس کتے پر بھی نظر لطف و عنایت فرمائیے
آرزو دارم کہ در روز حساب!	کفش خواجہ در برم مثل کتاب
میری یہ آرزو ہے کہ قیامت کے دن	خواجہ نقشبند کی نعلین مبارک میری نعل میں ہوں
گر شود نعلین خواجہ در برم	بے شبہ از فضل حق جنّت روم
اگر حضور کی جوتیاں میری نعل میں ہوں	تو یقیناً میں خدا کی مہربانی سے جنّت میں چلا جائیگا
اے خدا سامع دعاے انس جاں	اے خدا صانع زمین و آسماں
اے جن و انسان کی دعا سننے والے خدا	اور اے زمین و آسمان کے بنائے والے پروردگار
ایں دعا را استجب از فضل خویش	از برائے حمد مقبولان خویش

فصل چوتھم مختصر حال و اولاد ایشاد حضرت ازنی الف و حضرت عیسیٰ

حضرت علام علیشاہ و حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی

رحمة الله عليهم اجمعين

حضرت ازنی مجد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حال و اولاد

آپ کی ذات بابرکات اُمت محمدی میں ایک نعمت غیر مترقبہ ہے کہ جس کا عوض آپ کے بعد والے ادا نہیں کر سکتے چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ کی ذات اس الف ثانی کے واسطے ارباب ص ہے یعنی بنیاد اور آپ کا اُمت پر بڑا احسان ہے کہ اُس کا بدلہ نہیں ہو سکتا، اور آپ کا منکر ولایت فاسق ہے، اللہ کی سنت جاری ہے کہ ہر زمانہ میں نبی ہے، چنانچہ حدیث شریف میں تعداد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ایک لاکھ چوبیس ہزار تک آئی ہے، اور ان میں تین سو تیرہ مرسل اور پانچ نبی اولوالعزم ہوئے علیہم الصلوٰۃ والسلام، ہر زمانہ میں کئی کئی نبی ہر شہر میں، اور قصبہ دیا میں پانچ پہنچ کر توحید باری تعالیٰ بتایا کرتے تھے لیکن سوتو برس یا اس سے کم و بیش زمانہ میں نبی مرسل دنیا میں بھیجا جاتا تھا تاکہ وہ اپنے نور باطن اور دلائل حقہ سے دلوں کو منور کرے اور جو خرابی شرعیہ پھیلے اور اولوالعزم میں لوگوں نے پیدا کر دی ہے اس کو دور کرے۔ اور ہزار سال یا اس سے کم و بیش زمانہ میں نبی اولوالعزم صلی اللہ علیہ وسلم بھیجا جاتا تھا، اور نبی اولوالعزم کا نیا کلمہ اور نئی شرعیہ جاری ہوتی تھی اور کتاب سابقہ اور شرعیہ سابقہ منسوخ ہوتی تھی، جیسے حضرت آدم و حضرت ابراہیم و حضرت

موسیٰ و حضرت عیسیٰ و حضرت محمد رسول اللہ صلوات اللہ علیہم اجمعین نبی اولوالعزم ہیں اچھونکے
 نبوت ختم ہو چکی تو حضور صلعم کے بعد نبی کا ہونا تو موقوف ہو گیا لیکن بموجب سنت اللہ ہر زمانہ میں بجائے نبیوں
 کے ولی ربانی و علمائے حقانی خلق کو ہدایت کرنے پر مامور ہیں اور بجائے نبی مرسل کے ہر صدی
 پر ولی اکمل مجدد صدی ہوتا ہے اور ہر ہزار سال پر بندہ اخص انخاص بجائے نبی اولوالعزم کے بھیجا
 جاتا ہے لہذا امت میں مجدد صدی اولیا تو بہت سے ہو گئے اور انشا اللہ ہوتے رہیں گے مگر مجدد الف
 حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرمندی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات والاصفات ہی جیسے نبی اولوالعزم
 نے احکام نئی شریعت لایا کرتے تھے ویسے ہی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جدید
 معارف جدید کا جدید اسرار جدیدات مقامات علم تصوف میں فرماتے ہیں جو زمانہ نبوت کے بعد اور آپ کے زمانہ
 تک کسی بزرگ سے ثابت نہیں یہی وجہ اور دلیل ہیں آپ کے مجدد الف ہونے کی ہے آپ کے
 مکتوبات شریف امت کے واسطے رہبر اور مشعل کا کام علم شریعت و طریقت میں دیتے ہیں اور جو جو
 خرابیاں علم تصوف میں اور جو برتاؤ اور بدعات شریعت کے خلاف زمانہ اکبر بادشاہ میں پیدا ہو گئی
 تھیں وہ آپ کے وجود باوجود کے ظاہر ہونے پر دور ہو گئیں آپ نے ان شریعت اور طریقت
 کی خرابیوں کو جو شریعت اور طریقت میں لوگوں نے شامل کر دی تھیں براہین شریعت سے
 اور اثرات نور باطن بظنیانے دور کر دیا اور جو جو معارف جدید آپ نے فرمائے جنہیں بڑے بڑے
 اولیاء اسکی فہمید میں حیران رہ گئے مگر آپ نے اپنے طلبہ کو جن مقامات کی خبر دی تھی ان پر پہنچا دیا
 اور ان حالات کا مشاہدہ کرا دیا کہ جسکی تصدیق ہزاروں صلحاء و علمائے مجددیہ نے کی انہی وجوہات
 سے آپ کو مجدد کہا جاتا ہے آپ کی ذات مبارک و ذات ہے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ
 نے اپنے مرشد حضرت خواجہ محمد انکلی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ اس الف ثانی میں ایک بزرگ بندہ خاص
 ہو گیا ہے کہ جسکی بزرگی خبر دیتے آئے ہیں زبے قسمت اس پیر کی کہ جس کو الیامرید نے حضرت خواجہ

باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ حسب ارشاد اپنے مرشد کے اور بموجب اشارہ باطنی تلاش اس بندہ خاص کے
 ہندوستان میں تشریف لائے، دہلی میں قیام فرمایا اور حضرت خواجہ کے خرق عادات اور کثرت
 عبادات کی شہرت دہلی میں ہوئی اور آپ کے ارد گرد ہزاروں طلبہ جمع ہو گئے، مگر جس کی تلاش میں
 آئے تھے، وہ ابھی تک آپ کو نہیں ملے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس زمانہ میں سرسبز
 شریف سے بقصد حج دہلی تشریف لائے، اور آپ حضرت خواجہ کی شہرت سن کر حضرت خواجہ کی
 خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواستِ بیعت سلسلہ نقشبندیہ کی، حضرت خواجہ نور باطن جان گئے
 کہ میں جس کی تلاش میں آیا ہوں وہ یہی ہے، بلا توقف درخواستِ بیعت قبول فرما کر بیعت کر لیا
 اور چند روز توجہ مبارک میں رکھ کر اجازتِ طریقہ نقشبندیہ عطا فرمائی، اور لوگوں کے بیعت کرنے
 سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، اور تمام خلفاء اور مریدوں کو ہدایت فرمائی کہ میاں شیخ احمد کے پاس جاؤ
 اور اخذ فیضان باطن کرو، اور ان کی صحبت میں رہو، اب میرا ایسے شخص کے سامنے بیعت کرنا،
 مناسب نہیں ہندوستان میں آنے کا مقصد میرا ان کی تربیت تھی، حضرت خواجہ کے چند خادم
 اور خلفائے کچھ انکار کیا کہ ہم آپ کو چھڑ کر ان کی خدمت میں جانا مناسب نہیں سمجھتے، تو ان کے
 جواب میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا: "میاں شیخ احمد آفتاب ست و ماہچو ستارگان درو
 گم اند" یعنی شیخ احمد آفتاب ہیں اور ہم مثل ستاروں کے اسکی روشنی میں گم ہیں پس اس ارشاد
 حضرت خواجہ سے شان حضرت مجدد الف ثانی کی ہر شخص دریافت کر سکتا ہے، وہ حضرت خواجہ باقی باللہ
 کہ جن کی ایک توجہ سے نانباتی جیسا عام آدمی اعلیٰ درجہ کا ولی اکمل بن جائے اور اسکی شکل و صورت
 و لباس تمام حضرت خواجہ کا سا ہو جائے، اور تبدیل بھی ہو تو ایسا کہ لوگ پہچان نہ سکیں کہ حضرت
 خواجہ کون سے ہیں، اور نانباتی کونسا؟ یہ زبردست کرامت کسی اولیاء اللہ سے ہونا ثابت نہیں
 بعض اولیاء اللہ کی ایک توجہ سے اولیاء تو ہوتے ہیں، لیکن کم درجہ کا اولیاء اپنے عیب اولیاء

کسی اولیاء کی توجہ سے نہیں ہوا۔ یہ مخصوص کمال حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کو خدا کے
 قادر نے عطا کیا تھا اور ہزاروں خرق عادات اور تصرفات اور کرامات اور کشفات حضرت خواجہ سے
 ظاہر ہوئی ہیں جو خلق سے پوشیدہ نہیں ہیں مگر باوجود اس قدر اکل ہوئے حضرت شیخ کی تعریف سن
 کر تلاش مرید میں نکلے اور پھر اس مطلوب کو پا کر کمال پر پہنچانا اور پھر یہ فرمانا کہ شیخ احمد آفتاب ہے
 اور ہم جیسے مثل ستاروں کے ہیں جیسے آفتاب کی روشنی میں دن کو ستارے چھپ جاتے ہیں اسی
 طرح شیخ احمد کے آفتاب نور ہدایت و فیضان میں ہم چھپ گئے ہیں۔ سبحان اللہ! شیخ ہوں تو
 لیسے ہوں، مرید ہوں تو لیسے ہوں۔ پس اس ارشاد حضرت خواجہ سے حضرت مجدد الف ثانی
 کے مرتبہ عالی کا پتہ ہر شخص لگا سکتا ہے، آپ نہایت درجہ کے متبع سنت اور عالم قہر تھے اور غایت
 درجہ کے اتقی تھے، اور تمام خصائل حمیدہ و صفات پسندیدہ سے مرصع تھے اور اس شعر کے مصداق تھے
 خوبی و شکل و شمائل حرکات و سکنات انچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ فرماتے ہیں کہ جس قدر میرے سلسلہ میں حشر تک مرید ہوں گے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ان
 کے نام اور صورت اور جائے سکونت دکھلا دی ہے اور یہ بھی بار بار الہام ہوا ہے کہ لے شیخ احمد
 جس کسی نے واسطہ پکڑا تیری ذات کے ساتھ ہم نے اُس کو بخش دیا، کسی کو آپ کے حالات دیکھنا ہو
 تو کتاب میں جو آپ کے حالات میں لکھی گئی ہیں اُن کو دیکھنا چاہیے، میں جناب کا اس مختصر کتاب
 میں کیا حال لکھوں۔ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے کلمات نصیحت آمیز و ضروری

اس جہان میں رویت حق محال ہے، اپنے ہر ایک حال اور کشف اور الہام کو کتاب اللہ
 و حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطابقت کرنا چاہیے، اگر موافق ہوں وہ قابل عمل اور
 قابل اعتبار ہیں اگر خلاف ہوں وہ نفس و شیطان کا دھوکہ ہے، اس کو چھوڑنا چاہیے، اللہ تعالیٰ کی ذات

وراء الوراہ اور پھر وراء الوراہ ہے، کسی کا خیال اور گمان اور کشف اور اک اس تک پہنچ سکتا ہے
 نہ اسکا احاطہ کر سکتا ہے، طریقہ نقشبندیہ کا اصول نہایت آسان ہے، اور خدا تک جلد پہنچانے
 والا ہے، کام کا مدار دل پر ہے، اگر دل حق تعالیٰ کے غیر سے گرفتار ہے تو خراب و اتر ہے،
 صرف ظاہری اعمال اور زمی عبادتوں سے کچھ نہیں ہو سکتا، اور بلا اعمال صالح بدنی جزا شریعت
 نے حکم دیا ہے، دعویٰ سلامتی دل کرنا باطل ہے، علم و عمل شریعت سے حاصل ہوتے ہیں، اور
 اخلاص کا حاصل ہونا طریق صوفیہ پر منحصر ہے، کہ جو علم و عمل کی روح ہے، دل کی سلامتی نیا
 ماسوی اللہ بغیر نہیں ہو سکتی۔ تمام سعادوں کا سرمایہ سنت کی تابعداری ہے، اور تمام فسادوں
 کی جڑ شریعت کی مخالفت ہے۔ فقراء کی خاکروبی دولت مندوں کی صدر نشینی سے بہتر ہے، حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسدی ہوئی۔ اور دیدار حق آنکھوں سے ہوا، فقرار کی محبت اور صحبت
 ضروری ہے، جس نے اولیاء اللہ کو پہچانا، اُس نے خدا کو پایا، جو مرنے سے پہلے نہ مرا اسی پر تم
 پرسی ہے، اور جو مرنے سے پہلے مر گیا اُس کا مرنا اُس کے لئے باعث خوشی، اور اوروں کے لئے
 باعث غم ہے، منازل سلوک صرف اس لیے ہیں کہ ایمان حقیقی نصیب ہو جائے، توبہ اور سکوت کو
 لازم پکڑو۔ اور موت اور قبر کو روبرو رکھو۔ نیک بات دوستوں کو پہنچادے اور مخالفوں سے بچت
 مت کر۔ کفر کے بعد سب بڑا گناہ دل آزاری ہے، خواہ مومن کی ہو یا کافر کی علمائے سلف
 پر طعن کرنے والا گمراہ اور بدعتی ہے، بزرگوں کے کلام کے معنی خلاف شریعت مراد لینا احاد
 اور زندقہ ہے، ہر شخص کو جو جہاں میں ہے اپنے سے بدرجہا بہتر جانتا ہوں، دولت مندوں کی صحبت
 زہر قاتل اور آخرت کی موت ہے، فضول کاموں کی شغولی حق تعالیٰ سے روگردانی کی علامت
 ہے، تمام فسادوں کی جڑ شریعت کی مخالفت ہے، سر و و نغمہ ایک زہر ہے جو شہد میں ملا ہوا
 ہے، حرام فعل کو مستحسن جاننے والا اسلام سے نکل جاتا ہے، اور مرتد ہو جاتا ہے، جو سالک اپنے

آپ کو خیس کتے سے بھی بہتر جانتا ہے، وہ بزرگوں کے کمالات سے محروم ہے، اولیاء اللہ کی نظر دوا ہے اور کلامِ شفا ہے، اور صحبت سرایا نور، نقشبندی وہ ہے جو اپنی زبان ببردقت ذکرِ حسد سے ترک کئے، جس شخص کو حرص کی بیماری ہو اس کو چاہیے کہ قبرستان میں چلا جائے اور فرارِ دل پر غور کرے ان سے معلوم ہوگا کہ دنیا کی کل کوششوں کا نتیجہ کیا ہوتا ہے، کبھی اس کا مکان بھی وہاں ہوگا، تھوڑی سی مٹی چادر کا کام دے گی، اور تھوڑی سی مٹی اس کا تکیہ بنے گی، بزرگوں کی بے ادبی اور بار کا پیش خمیہ ہے۔

پیدائش آپ کی ۱۲ شوال ۱۰۴۱ھ یومِ جمعہ بوقتِ نصفِ شب ہوئی اور وفات آپ کی

۲۴ صفر ۱۰۳۴ھ کو ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ مختصر حال و کلماتِ حضرت منظر جانان شہید اللہ علیہ

حضرت مرزا منظر جانان شہید رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں خاص خلفاء میں گزے ہیں، ان جناب کے اور آپ کے خلفاء جیسے حضرت غلام علی شاہ صاحب و حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی، و حضرت نعیم اللہ صاحب ہڑاچی وغیر ہم سے نور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ بہت پھیلا ہے، آپ عالمِ متبحر ہیں، آپ نے بڑے بڑے پیچیدہ مسائل اپنی کثیر علمی اور نور فراست سے اپنے مکتوبات میں حل فرمائے ہیں، جن کو اب علمِ پڑھ کر آپ کے تبحر علمی کا اندازہ کر سکتے ہیں، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کا زمانہ ایک ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اور آپ نے ایک استاد سے پڑھا ہے اور اس زمانہ میں وہی ہیں بڑے بڑے بزرگ صاحب کمال تھے، جیسے حضرت خواجہ محمد زبیر و حضرت خواجہ محمد ناصر غنڈلیب، حضرت سید نور محمد بدایونی، و حضرت شاہ گلشن و حضرت شاہ محمد افضل ساکن کوٹلی

حضرت حافظ سعد اللہ و حضرت شیخ محمد عابد سناسی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، آپ کی ذات مبارک کئی ایشی ولی تھی، ایام بچپن میں جناب امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اولیا اللہ کی زیارت چشم ظاہر سے جاگتے ہیں حالت ہوش میں ہوا کرتی تھی، حالانکہ آپ اس وقت کسی سے بیعت نہیں ہوئے تھے، آپ کی عشق و محبت کی ایام شیر خوارگی میں موجود تھی، آپ کو ایام شیر خوارگی کے حالات اور پیش عشق خوب یاد تھی، آپ اپنے زمانہ کے قطب ارشاد تھے، آپ کی خدمت شریفین میں شہروں کے اہل خدمت اولیا اللہ قطب، ابدال وغیرہ فیض صحبت اور زیارت کے لئے حاضر ہوا کرتے تھے، آپ کے خلیفہ حضرت قاضی سنار اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم فرشتے کیا کرتے تھے، جس کے خلفاء کی تعظیم فرشتے کریں، پھر اس کی شان کا کوئی کیا بیان کرے؟ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انجک کشف دیا ہے کہ تمام روئے زمین مجھ پر مثل خطوط کف دست کے عیاں ہے، اور فقیر نے حرمین شریفین کا سفر بھی کیا ہے، مگر فقیر کی تحقیق میں حضرت مرزا مظہر جانجانا کے برابر کوئی بزرگ اس وقت نہیں ہے، آپ کو ایک رافضی شقی نے شہید کیا ہے اور اسی شہادت کی اطلاع آپ پیشتر سے فرما چکے تھے،

بلوح تربت من یا فتم از غیب تحریر کراں مقتول راجز بیگناہی نیست تقصیر

آپ کے کلماتِ ناصحانہ

طریقِ ورع و تقویٰ پیش گیر، متابعتِ مصطفیٰ جہاں بپذیر، صلی اللہ علیہ وسلم، احوالِ راستہ پر بہرگاری کا اختیار کر، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی جان سے قبول کر خود برکتاً سنت عرض نما، اگر موافق سنت شایان قبول انکار، و اگر مخالف سنت مردود

اپنے حالات قرآن شریف اور حدیث شریف سے ظاہر اگر موافق ہے تو اس کو قبول کرنے کے قابل جان
پندار التزام عقیدہ السنن و اجماعت حدیث و فقہ آموز و در صحبت علماء ثواب اخروی
اور اگر مخالف ہو ناقابل قبول سمجھ لزوم کے ساتھ عقیدہ السنن و اجماعت حدیث و فقہ سیکھ اور عالموں
اندوز و عمل بر حدیث موافقت کن۔ اگر می توانی، والا کا ہے عمل آرتا از نوران محروم زمانی
کی صحبت میں آخرت کا ثواب حاصل کر عمل کرنے میں حدیث پر دوام و ہمیشگی کر اگر تجھ سے ہو سکے، ورنہ کبھی
عمل بنیت اتباع حبیب خدا یا محض برضائے مولا اختیار کن و دل را از اغراض ہر دو جہاں بیزار
اس پر عمل کر تا کہ تو اس کے نور سے محروم نہ رہے اپنا عمل اتباع رسول کریم صلعم یا محض خوشنودی حق کے
کن۔ عملت چہیت کہ آزاد و معرض بیج آدمی استطاعت از کسیت؛ کہ آزاد بخود منسوب
لئے اختیار کرے کہ وہ لوگوں جہاں کی خواہشات اور غرض سے بیزار و دور رکھ تیرا عمل کیا ہے؛ کہ تو اسکو فروخت کرے
پنداری ہا لہ ام خلوت نہ فیانی وقت بہت آرا کہ سرمایہ درویشی نقد صفاست از اسباب دنیا
دینی اس کے عوض جنت مانگے یہ طاقت و استطاعت کس کی جانب ہے جس کو تو اپنی طرف منسوب کرتا ہے
انچہ گیری منتہی غیر کہ حلام دیون را روز حساب در قفاست در عبادت و ذکر خدا خود را گرم ساز
گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر تیرے کی صفائی حاصل کر کہ فقیر می کنی بونجی ہی دولت صفائی ہو دنیا کے اسباب سے جو کچھ تھوڑا
عمل امر و نہ ہنسہ سروا پیدا از در محبت مشائخ راسخ عقیدت بیفزار کہ دوستی دوستان خداست
ایسے کہ زوی حقیر دولت قیامت کے روز گردن پر اٹھانی پڑگی یعنی حساب نیا ہوگا، ذکر خدا اور عبادت میں اپنے کو مشغول
موجب قرب خدا، در حضور پیر القمات بغیر نما، و در صحبت او بر ناسل طاعت
راج کے عمل کو کل پرست ال بزرگوں کی محبت میں عقیدہ کو نصب و ذکر خدا کے دوستوں کی دوستی قربت کا باہر بیرون کی
بیشتر سزا ناممکن ست اوقات بصبر و توکل بسر کن، و انہ لیسۃ التجا بغیر از
موتورگی میں تیرے کی ہمارے ہرستہ میں اور کسی صحبت میں عبادت کر جہاں تک ممکن ہو اپنے وقت کو صرف میں گزار

سربردکن۔ کار خود را بنحدا سپار۔ وموت یقین وصدق وعد اور اسر مایہ خلوت انکار دل کو
دوسری طرف آرزو اور التجا کا خیال دماغ سے نکالنے اپنا کام خدا کے سپرد کر اور تیرا وعدہ حق کو اپنی گونجیسی کا مایہ دینا
اگر تردد نیست عزلت می باید کہ رزق بوقت معین خود می آید، اگر اندیشہ عیال تشویش فرست
سمجھ اگر تیرے دل میں تردد نہیں ہو تو تنہائی چاہیو، اس لیے کہ رزق اپنے مقررہ وقت پر آتا ہو۔ اگر اہل عیال کی فکر ہے تو نبی کریم
تثبث بسبب سنت انبیاء است علیہم السلام، وجہ معین کہ دل را برآں اعتماد نہ بود، منافعی
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقوں کو (یعنی تجارت زراعت مزدوری) کو اختیار کر، ایسی مقررہ وجہ کہ دل کو اسی پر پھرو
توکل وسیلہ نشاد نہ بود، اس المال فقیر انسان را غ بال وجمیت خاطر است، دولے دارست
نہ ہو، توکل اور راہ راست کے خلاف نہیں ہے، فقیر کا اصل سرمایہ قاغ البالی اور کجی ہے، اور دنیا کے
در انتظار مقصود ناظر، مبادا جمیعت تفرقہ بل شود و در توجہ و کیوئی خاطر خلل شود، قناعت پیش
تعلقات چھوٹا ہوا دل اپنے مطلب و مقصود کے انتظار میں خدا کی طرف دیکھتا ہو۔ کہ کہیں اطمینان دل پریشانی
گیر، حرص و طمع از دل برگیر، از یار و اغیار نا امید باش، و بود و نا بود شاں کیے شناس
سے نہ بدل جائے اور توجہ اور کیوئی میں خلل واقع ہو، قناعت اختیار کر، اور حرص و لالچ کو دل سے نکال
ور، بیچ کس کس چشم حمارت منگر، و خود را از ہمہ کمتر و قاصر شم، در راہ طلب مولیٰ کبر از سر نہ و نقد
اپنے دوستوں اور غیروں سے نا امید رہو، اور ان کے عدم وجود کو برابر جان، کسی کو حمارت کی نظر سے
غور از کف بیرون دہ، از نیجا گفته اند، درویشی آنست کہ انچه در سرداری پہنچا و از انچه بر سر
مت دیکھ، اور اپنے آپ کو سب برا اور چھوٹا سمجھ خدا کی طلب میں تجر دماغ سے نکالے اور ستر غر و
آید نہ ہی۔ و از اندیشہ و فردا بزی، بر طاعت عبادت خود مشاڑ، و دید تصور و نیستی را
پھینکے، اسی واسطے بزرگ کہتے ہیں کہ فقیری یہ ہو کہ جو کچھ تو دماغ میں رکھتا ہے (یعنی غور) اس کو نکالے، اور جو
آئے اس سے نہ گھبرائے اور کل اور رسول کے خیالات سے نجات پائے، اپنی طاعت اور مشاڑ پر تامل کر اور تصور خدا اور

سرمایہ خود ساز، مخالفتِ نفس چنداں کہ بود زیباست، امانہ آں قدر کہ تنگ آید و نشاطِ شوق
اپنا سرمایہ بنا، نفس کی مخالفت جس قدر کہ درست، لیکن نہ اس قدر کہ وہ تنگ آجائے اور شوق کی فرود بخشی
در طاعت نیز فراہم گاہے با او مواسات باید نمود، کہ رضائے نفس مومن موجب ثواب می گردد
عبادت میں رہے، کبھی کبھی اس سے غمخواری کرنی چاہیے، اور مومن کے نفس کا خوش کرنا ثواب کا باعث ہی
یک بار نفس فقیر متمثل گردیدہ آرزو کر دے کہ مرا میں چنیں طعام بخوراند، ہر مقصود
ایک مرتبہ میرے نفس نے صورت اختیار کر کے آرزو کی کہ جو مجھے ایسا کھانا کھلائے، اسکا جو مقصد
کہ وارد بر آید، اتفاقاً در اں وقت کسے نہ بود کہ با او گفتہ شود، باز بعد تے متشکل گشتہ
وہ حل ہو جائے، اتفاق سے اس وقت کوئی موجود نہ تھا کہ اسے کہا جاتا، پھر تھوڑے دن بعد میرے
التماس طعام نمود، شخصے در اں وقت حاضر بود، با بر فقیر آں طعام مہیا نمود، عقدہ مشکل
نفس نے ایک قسم کے کھانگی خواہش کی، اس وقت ایک شخص موجود تھا، چنانچہ میرے حکم سے وہ کھانے آیا ایک
داشت بناخن بیچ تدبیر و انہی شد، بایں عمل منحل گشت، می فرمودند طعام اگر بنیت ادا حسن
چہیہ معاملہ تھا وہ کسی تدبیر سے حل نہیں ہوا تھا، آخر اس ترکیب سے حل ہو گیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ کھا اگر شکر ادا
شکر با مزہ سازند، احسن می نماید کہ در صورت بے مزگی شکر از تہ دل نمی بر آید، طعام
کرنیکی نیت سے با مزہ بنالیں تو اچھا معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ بزمگی کی صورت میں شکر تہ دل سے نہیں نکلتا
لذیذ را با آمیزش آب بے مزہ ساختن نتمت الہی را بجاک انداختن ست، پیغامبر خدا
ذائقہ دار کھانے کو پانی ملا کر بزمہ بنا لینا خدا کی نعمت کو خاک میں ملا دینا ہے نبی کریم علیہ السلام نے تسلیم جس
صلی اللہ علیہ وسلم مرغوب تناول می فرمودند و اگر غلبتے نہ بود دست بازی نمودند،
کھانے کو طبیعت چاہتی تھی، وہ کھاتے تھے، اور اگر دل نہیں چاہتا تھا تو ہاتھ کھینچ لیتے تھے، ہمارے
نفوس ما مثل نفوس حضرت جنید و شبلی نیست، رحمۃ اللہ علیہما، کہ ہمیں را شکر اماند

نفس حضرت جنید اور شیخ شبلی کے سے نہیں ہیں، رحمۃ اللہ علیہما۔ کہ کڑاوی چیز کو شکر سمجھیں اور کمین کہ صبر
 الصبر یجمع المملۃ بلا عبوسۃ الوجه شکر کے کہ محض بزبان بود، شعبہ صبر ست
 آنچیز کا گھونٹ گھونٹ کر کے پی لینا ہے، بغیر منہ بگاڑے۔ جو شکر کہ محض زبان پر ہی ہو وہ صبر کی شاخ ہو
 کہ تلخی آل در جان بود، زیارت مزارات اولیا در یوزہ فیض جمعیت کن، وارواج طیبہ
 کہ تلخی اُس کی جان میں موجود ہوتی ہے، اولیاء اللہ کے مزارات کی زیارت سے فیض حاصل کر اور شیخ کرام
 شاخ کرام را با تحاف ثواب فاتحہ و درود و بجناب الہی وسیلہ ساز کہ سعادت ظاہر و
 کی روحوں کو فاتحہ کے ثواب کے تحفوں سے اور درود سے بارگاہ الہی میں وسیلہ بنا اس لئے کہ ظاہر ہی
 و باطن ازیں معنی حاصل است، اما بتدیان را بغیر تصفیۃ قلبی از قبور اولیا حصول فیض متعسر
 اور باطنی سعادت اسی میں ہے، لیکن بتدیوں کو بغیر صفائے قلب اولیا کی قبروں سے فیض حاصل کرنا مشکل ہے
 لہذا حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس اللہ سرہ العزیز فرمود اند کہ مجاور بودن حق سبحانہ
 چنانچہ حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں، کہ عبادت خدا قبور کی خدمت
 از مجاورت قبور اولی است، و برسوم متعارفہ از عرس و چراغاں مقید باش کہ ایں معنی
 مستلزم سوال خیمہ و فروش و عدم حفظ مراتب از ازدحام مردم می گردد۔ و زر نقد خیمہ بارباب
 سے بہتر ہے، مروجہ رسوم عرس اور چراغاں کا پابند مت رہ۔ اس لیے کہ خیمہ فرش و فروش و عدم مراتب

اصیاج و ادن اسرع است ثواب، تمام ہوا کلام حضرت مرزا صاحب شہید کا۔
 اور لوگوں کے ہجوم کا باعث ہے، اور نقد روپیہ پوشیدہ طور پر حاجتمندوں کو دنیا زیادہ اچھا ہے ثواب حاصل کرنے کے لئے۔
 اس آخری ارشاد حضرت مرزا صاحب کوئی صاحب یہ خیال نہ کریں کہ آپ عرس کے
 خلاف ہیں، آپ یوم انتقال ^{حضرت} پیران عظام خود فاتحہ عرس کیا کرتے تھے، اور آپ کے پیر
 حضرت حافظ صاحب و شیخ محمد عابد سنائی و حضرت مجدد الف ثانی و حضرت شاہ ولی اللہ محدث

دہلوی و شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم حضرات بھی فاتحہ عرس کیا کرتے تھے، اور کتاب قول
 انجیل میں شاہ ولی اللہ صاحب نے اثبات عرس کیا ہے، چنانچہ حضرت مرزا صاحب شہید
 رحمۃ اللہ علیہ کتاب معمولات منظریہ میں بصفہ ۱۲۱ مطبوعہ نظامی کا پوری فرماتے ہیں:

و برسمیات عرفی از عرس مقید نباید شد کہ در ارتکاب آن شناعت بسیار است
 اور عرس کی مروجہ رسموں کا پابند نہ ہونا چاہیے۔ اس لیے کہ ایسا کرنے میں بہت برائی ہے

یکے التزام خلاف حضرات این طریقہ کہ از قید رسمیات خارج است و استلزام سوال از
 ایک طریقہ کے خلاف کہنا کہ جو رسموں کی قید سے خارج ہو اور خیمے اور فرش وغیرہ لازمی ہونا تیسرے

خیم و فرش وغیرہ، سوم لزوم اسراف و اخراجات روشنی و چراغاں، چہارم تزیین
 لازمی طور پر فضو نگرچی کا ہونا، روشنی اور چراغاں کے خرچ میں جو تھے تزیین اوقات کہ جس کا خیال رکھنا

اوقات کہ محافظت آن ضرور است، پنجم شکایت مردم از نشیب فراز مجالس و قصور
 ضروری ہے، پانچویں لوگوں کی شکایت مجلس کی بیچ اور بیچ اور مرتبوں کے خیال کرنے میں کوتاہی لوگوں

در اہتمام حفظ مراتب از کثرت ازدحام، ششم در اتمرا این رسمیات گاہ ارتکاب استقرض
 کے ہجوم کی کثرت سے، چھٹے کبھی ان رسموں کے ہمیشہ جاری رکھنے میں سودی روپیہ تضرع لینا پڑتا ہے

زر سود می شود کہ آن در شرعیت حرام است، زیرا کہ دریں زمانہ پر فتنہ
 جو کہ شرعیت میں حرام ہے، اس لیے کہ اس زمانہ میں جو کہ پرا آشوب ہے فقیروں کا ذریعہ معاش

اسباب معاش فقرار ہمارہ برنج تساوی نہ، و ترک عادت در سوم عرس برایشاں متعدد
 یکساں برابر نہیں ہے اور ان پر عادت چھوڑنا اور عرس کی رسموں کا ترک کرنا بہت مشکل اور جان بھری

و دشوار است، بنا بر اضطرار محتاج بقرض شدہ رسم بجای آرنہ، ہفتم نیاز غیر شرب قبول
 اس وجہ سے اپنی رسم کو پورا کرنے کیلئے تضرع لینے کے محتاج ہوتے ہیں، اور رسم پوری کرتے ہیں

نحوہ اقتاد زیر کہ ان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب

ساتویں ناجائز نیاز قبول نہیں ہوتی، کیونکہ بیشک اے تعالیٰ پاک ہے قبول نہیں فرماتا، لیکن پاک چیز کو۔

دیندر حدیث آمدہ صدقہ کہ در راہ خداے تعالیٰ دادہ می شود، اول در دست

اور حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ جو صدقہ خدا کے راستہ میں دیا جاتا ہے پہلے اللہ تعالیٰ

حق سبحانہ تعالیٰ می اُفتد، بعد ازاں بدست آل مسکین، پس اس جنس نیاز سزاوارِ خباب

کے ہاتھ میں جاتا ہے اُس کے بعد اُس مسکین کے ہاتھ میں جاتا ہے پس ایسی نیاز کیونکر خداے تعالیٰ کے

قدس او تعالیٰ چگونہ باشد، تا ثواب آل باں بزرگ برسد، از اینجاست کہ معمول حضرت

لائق ہو سکتی ہو، تاکہ اس کا ثواب ان بزرگ کو پہنچے، یہی وجہ ہے کہ حضرت شیخ (حضرت محمد عابد سنائی)

شیخ (حضرت محمد عابد سنائی) در عرس مشایخ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین چینیوں بود کہ بروز عرس

کا مشایخ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عرس میں یہ معمول تھا کہ عرس کے دن آپ کبھی گھر میں فرما دیا کرتے

گاہ در خانہ می گفتند کہ امروز قدرے در طعام معمول اضافه باید کرد و از بازاراں ہر کہ در خدمت

تھے کہ آج کھانے میں کچھ معمول سے زیادہ اضافہ کر دیا جائے، اور جو خادم اہل مجلس آپ کی خدمت

شریف حاضر می شد، می فرمودند کہ امروز چیزے ہمیں جانشاول نمایند و چوں فقیر عادت طعام

میں حاضر ہوتے آپ ان سے فرما دیتے کہ آج حاضر نہیں کھائیں، اور چونکہ فقیر کی عادت بازار کا کھانا

بازار وارد، ناچار بروز عرس یک روپیہ راشیہ بینی از بازار طلبیدہ بیاران حاضر تقسیم می کند

کھانے کی ہے، اس لیے عرس کے دن بازار سے ایک روپیہ کی مٹھائی سنگا کر اجاب کو تقسیم کر دیا جاتی

وانچہ فتوح ذر نقد نیاز حضرت می رسد، بخدمت پیر زاد با و بیو با کہ استحقاق انہا دار

اور جو کچھ ذر نقد روپیہ ان کی نیاز کے لیے آتا ہے اس روپیہ کو ان کے اعزہ اور اہل حقوق کو خفیہ طور پر پہنچا

بطور مخفی می رساند زیرا کہ اس طریق از ریاض و سمعہ و جمیع آفات مذکورہ از حرام وغیر محفوظ است

ہوں اس لئے کہ یہ طریقہ دکھلاوے اور تمام اور برائیوں سے اور حرام وغیرہ باتوں سے محفوظ ہے اور
 ونیز ازینجاست کہ می فرمودند کہ زر نقد اگرچہ قلیل باشد در نیاز نفع است بر اتب
 یہی وجہ ہے کہ مرزا صاحب نے کہا ہے کہ نقد روپیہ اگرچہ کم ہو لیکن نیاز میں زیادہ نفع دینے والا
 از غیر آں و حوائج کثیرہ آں سر انجام می شود و از اقسام خدمات خدمت بدنی اسرع است
 بے اور چیزوں سے، بہت سی اور ضروریات اس سے پوری ہوتی ہیں، اور خدمت کی قسموں میں نفع
 بہ نفع و اسبق است بوصول راحت بدل،

رسائی کیلئے سب سے زیادہ عمدت بدنی بہت اچھی ہے اور سب سے بہتر، سہول کو راحت پہنچانے کے لئے۔

اور حضرت غلام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کتاب "در المعارف" میں فرماتے ہیں کہ آج
 چھ رجب یوم عرس خواجہ خواجگان حضرت محمد معین الدین حقیقی رحمۃ اللہ علیہ ہے، اور حضرت
 شاہ صاحب نے بہت کچھ حالات حضرت خواجہ کے فرمائے اور یہ فرمایا کہ آج حضرت خواجہ کا
 یوم عرس ہے اور حافظ کو حکم دیا کہ بیخ آیت پڑھو اور حضرت خواجہ کی روح مبارک کو ثواب
 بخشو، مگر یہ بزرگوار اور تمام بزرگان سابق عرس نہایت سادگی سے کیا کرتے تھے، کثرت ریشی
 فرش فروش تکلفات نہیں کیا کرتے تھے، صرف صلحا، لوگ جمع ہو کر کثرت تلاوت قرآن مجید
 کثرت کلمہ شریف، کثرت درود شریف، کثرت ذکر و فکر، کثرت خیرات کیا کرتے تھے، فعل عرس
 فرض یا واجب یا سنت ہو کہہ نہیں ہے، مستحب ہے، یا جواز ہے، لیکن ایسے لوگوں کا عرس میں سفر
 کر کے شریک ہونا یا عرس کرنا ناجائز بلکہ گناہ ہے کہ دنیا کی نام آوری کے واسطے کریں، یا اہل حقوق
 والدین یا اہل و عیال کو تکلیف یا فاقہ ہو اور عرس کریں یا سودی روپیہ لے کر عرس کریں یا عرس میں
 جائیں یا نامحرم عورتوں یا مرد کا گانا سننے کے واسطے جائیں یا اثنائے سفر عرس میں نماز فرض قضا
 کریں، یہ سب صورتیں شرکت عرس کو ناجائز بنا دیں گی۔ پیدائش آپ کی ۱۱ رمضان المبارک

۱۱۱۱ھ کو ہوئی، اور وفات ۱۱۹۵ھ کو ہوئی، قبر شریف دہلی میں ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ مختصر حالات و ارشادِ حاضرِ علام علی شاہ صاحب علیہ السلام

حضرت شاہ صاحب حضرت مرزا صاحب کے خاص خلفاء میں سے ہیں، آپ کی ذات مبارک سے نورِ طریقہ بہت پھیلا۔ آپ کے بڑے بڑے خلفاء اللہ کے مقبول ہوئے۔ حضرت مولانا خالد رومی کو ہی آپ ہی کے خلیفہ ہیں۔ جن کی ذات سے تمام ملکِ کروستہ ان نور و روش سے لاکھوں طلبہ حق واصل بنجدا ہوئے، اور انہی کے نام مبارک پر سلسلہِ خالدیہ اس ملک میں مشہور و معروف ہے۔ یہ حضرت وہ ہیں (یعنی حضرت غلام علی شاہ صاحب) کہ جن کو چشمِ ظاہر سے اولیائے کبار اور حضورِ رسول پاک کی زیارت ہوا کرتی تھی۔ اور جنہوں نے دوسرے خدا کا کلام سنا ہے، جس کی حقیقت کو وہ خوب جانتے ہیں، ان کی تعریف اہل بصیرت خوب جانتے ہیں، جو اب بھی قبر شریف سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

آپ کے کلمات

فقیر میں چار حرف ہیں۔ ف۔ ق۔ ت۔ ج۔ ر۔ ف۔ ت۔ سے فائدہ۔ ق۔ سے تمناعت۔ جی سے یا واللہ۔ ر سے ریاضت۔ (جس نے ایسا کیا، اُس پر) ف سے فضلِ خدا۔ ق سے قربِ موسیٰ جی سے یاریِ حق۔ ر سے رحمتِ حق نصیب ہوگی (اور جس نے صورتِ فقیر کی بنائی اور ایسا کیا اُس کا ف سے فضیلت۔ ق سے قہرِ خدا۔ جی سے یاس۔ ر سے رسوائی نصیب ہوگی۔ اس طریق میں چار چیزیں ضروری ہیں۔ دستِ شکستہ (سوال نہ کرنا) پائے شکستہ (کسی امید پر کسی کے پاس نہ جانا) دینِ درست، یقینِ درست، اسلام میں جب بچوں کو شروع قاعدہ میں پڑھاتے ہیں

الف زیر اسے پیش آو، اس سبق سے یہ مطلب ہو کہ تیرے دماغ میں جو تکبر مثل زبر کے ہو، اُسکو چھوڑو اور مثل زیر کے اپنے کو پست کرتا کہ خدا تجھ کو مثل پیش کے سب سے بلند مرتبہ کر دے۔ طالبِ ذوق و شوق و کشف و کرامت طالبِ خدا نہیں ہے جو شخص مخدوم ہو چاہے وہ مرشد کی خدمت کرے، کھانے میں ایک فنائے نفس ہے اور ایک حق نفس، رضائے نفس لطیف یا ذائقہ غذا کھانا اور خوب کھانا ہے اور حق نفس اس قدر کھانا ہے کہ جس کی قوت سے فرائض اور سنن ادا کر سکے۔

حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جامع جمیع کمالات ہیں، لیکن ہر وقت مناسب استعداد اس زمانے کے اس کمال کا اظہار خاصانِ اُمت میں ہوا ہے۔ جو کمال کہ حضور کے جسم اطہر سے نسبت رکھتا ہے، جیسے بھوکا رہنا، جہاد کرنا، عبادت کثرت سے کرنا، یہ کمال صحابہ کرام میں جلوہ گر ہوا۔ اور جو کمال حضور کے قلب منور سے نسبت رکھتا ہے، جیسے استغراق و بخودی و ذوق و شوق و آہ و نعرہ و اسرارِ توحید و جود و یہ زبانِ جنید بغدادی و بایزید بسطامی سے ظاہر ہوا اور جو کمال لطیف نفس حضور سے تعلق رکھتا ہے، جیسے اصمحلل و استہلاک، اُسکا ظہور زمانہ حضرت خواجہ نقشبند سے ہوا۔ اور جو کمال کہ اسم شریفِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھتا ہے اُسکا ظہور دور زمانہ حضرت مجدد الف ثانی سے ہوا۔ رحمۃ اللہ علیہم جمعین۔ جیسے طلبِ رزق حلال فرض ہے، منہ پر ایسٹج ترکِ حلال فرض ہو، غاروں پر شب کو بھوکا رہنا اور ویشوں کی معراج ہے، جو شخص تابع ہوا (خواہش) ہو وہ کب بندہ خدا ہو، خطرات مرتبہ ولایت میں مضر ہیں، کمال نبوت میں مضر نہیں ہوتے آدمی چار طرح کے ہیں: نامرد، مرد، جوانمرد، فرد، طالبِ دنیا، نامرد، طالبِ عقبی، مرد، طالبِ عقبی، مولیٰ، جوانمرد، طالبِ مولیٰ، فرد۔ اولیائے حق قسم کے ہیں۔ صاحبِ کشف، صاحبِ ادراک، وارثِ جبل، سالکِ شریع، حالِ قلب میں عبادت نافذ نہ کرے صرف فرائض و واجبات سنن ہو کہ وہ

کرے باقی سب وقت ذکر و فکر قلب میں گزارے، طریقہ مجددیہ میں فیض چار دریا کا جاری ہے نقشبندی
قادی چشتی سہروردی، لیکن نقشبندی غالب ہے۔ پیدائش آپ کی ۱۱۵۸ھ کو ہوئی اور انتقال
آپ کا ۲۲ صفر ۱۲۲۰ھ کو ہوا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ قبر شریف دہلی میں ہے۔

۴ مختصر لاوارشاد احقر قاضی شاد اللہ بانی بتی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قاضی شاد اللہ بانی بتی رحمۃ اللہ علیہ نہایت درجہ کے متقی اور اعلیٰ درجہ کے عالم تھے
اکثر واقف لوگ انکو صرف عالم علم شریعت کا جانتے ہیں۔ درویش اور علم باطن کا عالم نہیں جانتے۔
یہ حضرت قاضی صاحب مرزا صاحب کے اجل خلفاء میں سے ہیں، اور یہی نہیں بلکہ آپ کے صاحبزادہ
مقامات کمالات نبوت سے اور الہیہ صاحبہ ولایت کبریٰ سے شرف ہیں ان کا تمام گھر کا گھر
عالم اور درویش ہے۔ یہ قاضی صاحب اس درجہ کے بندہ خاص ہیں کہ ان کی تعظیم کو فرشتے اٹھا کرتے
تھے۔ حضرت مرزا صاحب حضرت قاضی صاحب کے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ قاضی صاحب تم کیا عمل کرتے
ہو کہ جب تم آتے ہو تو فرشتے تمہاری تعظیم کو اٹھتے ہیں اور تمہارے بیٹھنے کو جگہ خالی کرتے ہیں
اور یہ بھی مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ خدا کے عزوجل جب حشر میں مجھ سے فرمایا گا کہ "اے جانچا
تو دنیا سے کیا تحفہ لایا تو میں قاضی صاحب کا ہاتھ پڑ کے پیش کروں گا کہ خدا یا میں قاضی شاد اللہ
کو پیش کرتا ہوں" آپ کی تفسیر منظری شہور تفسیر ہے، جس میں عجیب عجیب نکات شریعت
و اسرار طریقت فرمائے ہیں۔

آپ کے کلمات

اہل سکر کا کشف بالکل صحیح نہیں ہوتا۔ اس میں غلطی کا بہت احتمال ہے۔ علم باطن فرض ہے
اور طلب طریقت واجب ہے، اور معیت سنت ہے۔ کمال تقویٰ مرتبہ ولایت میں ہو طوائف نماز

کے حکم میں ہے، ادعا سوائے خدا کے کسی سے مانگنا جائز نہیں، ولایہ کو نبوت سے افضل کہنا باطل ہے، اولیاء اللہ کو معصوم کہنا کفر ہے جو کشف اور الہام اور آواز موافق قرآن وحد کے ہو قابل غسل اور ماننے کے ہے اور جو خلافت ہو اس میں ہو کہ نفس و شیطان کا ہے اور وہ باطل ہے آپکا انتقال غزہ رجب ۲۲ھ کو ہوا۔ قبر شریف پانی پت میں ہے۔

فصل پانچویں

مختصر حالات و مکشوفات و کرامات حضرت سید امام علیشاہ صاحب

رحمۃ اللہ علیہ

اب میں آخری فصل پانچویں چھٹی اور ساتویں میں سید امام علی شاہ صاحب و حضرت محمد خاں صاحب نے حضرت محمد علی شیر خان صاحب رحمۃ اللہ علیہم جمعین کا حال لکھوں گا۔ لیکن طوالت کی وجہ سے جس جگہ حضرت سید امام علیشاہ کے اہم مبارک کے لکھے جانے کی ضرورت ہوگی اس جگہ صرف سید صاحب اور حضرت شیر محمد خان صاحب کے نام کی جگہ بڑے حضرت صاحب اور حضرت محمد علی شیر خان صاحب کے نام کی جگہ صرف حضرت صاحب لکھوں گا۔ رحمۃ اللہ علیہم جمعین۔

جناب حضرت سید صاحب کے حالات و کمالات و مکشوفات و کرامات و تصرفات اس قدر ہیں کہ جس کے جمع کرنے کو بہت وقت چاہیے اور آپ کے دیکھنے والے بھی خال خال رنگ میں نے بھی جو کچھ حالات آپ کے اس طوفان کے چند معتبر لوگوں کی زبانی اور نیز حضرت صاحب کے ذریعہ سے جو توسط بڑے حضرت صاحب نیز دیگر اشخاص کے سننے میں انہیں سے بھی بہت کم لکھتا ہوں۔ اور یہ بھی لکھنے کی ضرورت یوں ہونی کہ اکثر حضرات نقشبندیہ کے حالات کتاب میں آکر چھپ چکے ہیں لیکن حضرت سید صاحب جو اپنے وقت کے مجدد صدی تھے اور بڑے حضرت صاحب

اور حضرت صاحب کے حالات نہیں چھپے ہیں۔ اس واسطے آپ کے متوسلین سلسلہ ان بزرگوں کے حالات و کمالات اور ریاضات اور مجاہدات اور کرامات اور کمشونات سے ناواقف ہیں انکو خصوصاً واقف کرنا ہے اور اوروں کو عموماً اور جب یہ لوگ واقف ہو جائیں گے تو ان بزرگوں کی محبت ان کے دلوں میں زیادہ ہوگی، اور جب اُن سے محبت زیادہ ہوگی تو ان بزرگوں کے انوار اور فیضان و برکات سے مستفیض ہوں گے۔ حضرت سید صاحب سے ایسی خرق عادات ظاہر ہوئی ہیں کہ جو حضرات متقدمین رحمۃ اللہ علیہ جمعین کے حالات سے ملتی جلتی ہیں۔ لیکن یہ صدقہ انھیں پیران کبار کا ہے، حضرت سید صاحب ملک پنجاب مقام ررحپتر کہ جسکو مکان شریف بھی کہتے ہیں، اور شہر امرتسر سے قریب اور دریائے راوی کے کنارہ پر ہے پیدا ہوئے آپ کی ذات والا صفات خدا کی رحمتوں میں سے بڑی رحمت اور آیات الہی میں سے ایک آیت تھی، جس نے دیکھا ہے وہ خوب جانتا ہے، آپ کے کئی لاکھ مرید اور قریب سو آدمیوں کے خلیفہ تھے۔ آپ کے یہاں ہر وقت دو سو تین سو طلبہ حق رہا کرتے تھے۔ اور ان کا کھانا اور کپڑا وغیرہ حضرت سید صاحب کے ذمہ تھا۔ آپ کے یہاں لنگر خانہ تھا۔ علاوہ طلبہ کے اور صدر با آدمی روزمرہ دونوں وقت کھانا کھایا کرتے تھے، لیکن وہاں امیر ہویا غریب، گھر کا ہویا باہر کا، جسکو برابر کھانا ملتا ذرا فرق نہ ہوتا، آپ کی عادت مبارک تھی کہ آپ کسی کا نام لیکر نہیں بلایا کرتے تھے بلکہ یوں فرماتے شیخ صاحب! سید صاحب! خالص صاحب! میاں صاحب! مولوی صاحب وغیرہ آپ کے اوقات مقررہ یہ تھے، کہ نماز تہجد سے اشراق تک، اور عصر سے عشاء تک حلقہ اور مراقبہ میں مشغول رہتے، اور طلبہ کی صفیں آپ کے پیچھے برابر بیٹھی رہتیں۔ اور نمبر و اظہار میں سے ایک ایک آتا جاتا۔ اس کو آپ دونوں ہاتھ پکڑ کر توجہ فرماتے اور اشارے توجہ میں آپ برابر آواز سے فرمایا کرتے تھے اهدنا الصراط المستقیم

ہدایت: طالب اور شیخ دونوں کو ابتدائے مراقبہ اور وسط مراقبہ اور آخر مراقبہ اور اثنائے ترجمہ میں اهدنا الصراط المستقیم اور اللہی مقصود من توئی درضائے تو محبت و معرفت خود بہہ پڑھتے رہنا چاہیے۔

ناز عصر کے بعد روزمرہ سوالا کو مرتبہ درود شریف صلے اللہ علی حبیبہ محمد و آلہ و سلم کو ختم ہوتا اور بعد ختم درود شریف پھر حلقہ شروع ہوتا، آپ کے یہاں کی سجدانوار ذکر و فکر و کثرت درود سے ایسی روشن و منور رہتی کہ ایسے لمعات و انوار قلوب میں بھی کم نظر آتے ہیں۔ مقبولیت اور کثرت نسبت اور فیضان کا یہ حال تھا کہ بعض وقت اتنا نماز میں آپ کے ارد گرد کے زور و دھمک کے لوگ ہوش ہو کر گر جایا کرتے تھے، اور اثنائے حلقہ میں جو شخص غیر آپ کے سامنے ہو کر سب میں گزرتا، اُس کے پیر کے دھکے سے آپ کی آنکھ کھل جاتی، اور اس شخص چلنے والے پلٹا پڑ جاتی، اگرچہ وہ آپ سے مرید نہ بھی ہوتا تو اُس کا دل خود بخود ذکر خدا سے جاری رہتا، درود اُس کو اپنی قبر میں ساتھ لیجاتا، اور بعض وقت کسی کو ایک ہی توجہ سے ولایت کے شرف نزلانے، بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ایک روز آپ کے دریا سے رات میں زمین پر بیٹھے ہوئے ایک سچان خلیلی سے فرمایا: "میاں تم کیا چاہتے ہو؟ تم کو ہمارے پاس ٹھہرے دے کے بہت روز ہوئے، سچان خلیلی نے عرض کیا کہ حضرت میں دنیا چاہتا ہوں، حضرت سید صاحب نے فرمایا: "اچھا تم اتنی مرتبہ اکھ شریف روز پڑھ لیا کرو، قدر خدا ان سچان خلیلی کو غیب سے کسی نے چاندی بنا کر رکھا دیا، وہ جب چاہتے چاندی کا ڈھانچا جھک سے بنا کر لے آئے اس خوشی سے وہ اور بھی موٹے ہو گئے۔ ایک روز حضرت سید صاحب کے مکان کی دیوار خام بن رہی تھی وہ سچان خلیلی بھی گڑھے میں سے سٹی کھو دکھو دکھو کر اوپر دے بہ تھے، حضرت سید صاحب ان سچان خلیلی کے رو بہ زمین پر پھوٹ گئے اور ان کا کام دیکھتے رہے نہ معلوم حضرت سید صاحب نے

ان کے دل میں کیا اتفاق فرمایا کہ وہ پٹھان کام ختم کرنے کے بعد سیدھے حجرہ میں جا کر بقاعدہ نماز
 رو قبیلہ ہو کر بیٹھ گئے اور انہوں نے سوائے وقت حاجت بیت الخلاء کے حجرہ سے باہر نہ نکلنا شروع
 کر دیا۔ کبھی لنگری جو کھانا بنا کر تاکھا کھانا لے کر جاتا تو تیسرے چوتھے وقت بہت تھوڑا کھا
 لیا کرتے اور ہر وقت شب و روز مراقبہ رستے، بڑے حضرت صاحبِ ثبات تھے کہ ہم نے
 جا کر میاں خلیل سے پوچھا کیا تم چاندی بنا نا بھول گئے ہو جو اس قدر منعموم اور چپ چاپ حجرہ
 میں بیٹھے رہتے ہو۔ جواب دیا خانصاحب چاندی بنا نا یاد ہے مگر دل نہیں چاہتا۔ یہاں تک
 اُن پر عشق شدید اور جذب کثیر غالب ہوا کہ اسی حالت میں چھ مہینے تک وہ شب و روز مراقبہ
 رہے اور اسی حال میں اُن کا انتقال ہو گیا۔

ایک حجام حضرت سید صاحب کے مرید تھے، ان کے سپرد بکریوں کو چرانے کی خدمت
 تھی، وہ جنگل میں بکریاں چرایا کرتے تھے، جنگل کی گھاس جسے کانس کہتے ہیں اُسکی نوکین پانوں
 کو زخمی کر دیتی ہیں، اس گھاس نے اُن کے ننگے پانوں کو جگہ جگہ سے زخمی کر دیا تھا۔ وہ شخص لنگڑا
 ہوئے جناب حضرت سید صاحب کی خدمت شریف میں سلام کرنے کو حاضر ہوئے، آپ نے
 ان سے لنگڑا کر چلنے کا حال دریافت فرمایا اور پھر اپنی نعلین مبارک (جو تھی) پہننے کو مرحمت فرمائی
 انہوں نے ان نعلین کو اٹھا کر چوما اور سینہ پر اُن کو باندھ لیا۔ اسی وقت سے جذب ربانی
 پیدا ہو گیا اور تازیت ہی عمل اُن کا رہا، اور جب جذب کی زیادتی ہوتی تو وہ نعلین کا تڑپنا
 زبان سے چاٹا کرتے یہاں تک تمہوں کو چاٹا کہ اُن میں سورج ہو گئے اور اسی حالت میں اُن کا
 انتقال ہو گیا۔ مگر جس کو انہوں نے جو دعادی وہ خدا کی جناب سے رو نہ ہوئی۔ اور جس دلیر تو جبرانی
 وہ ذکر خدا سے منور ہو گیا، ہزاروں کو ان سے فیض پہنچا اور ہزاروں کے کام ان کی دعا سے نکلے
 اور ہزاروں کے دل قفس دنیا سے نکل کر عالم بالا کی طرف پرواز کر گئے۔

بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں "ایک خاں صاحب جن کا نام عادل خاں تھا وہ شیخاؤ کی انتہا اور پنجاب کی ابتدا پر کوئی گانوں بے وہاں کے تھے اور وہ انگریزی رسالے میں نوکرتھے وہ اتفاقاً مکان شریف کے قریب ہو کر کہیں جا رہے تھے، حضرت سید صاحب کا حال سن کر سلام کیواسطے حاضر ہوئے، سلام کرنے کے بعد بس وہیں بیٹھ گئے اور نوکری حاضری کی کچھ خبر نہیں۔ سچھ ماہ بعد کچھ افاقہ ہوا تو اپنی چچاؤنی میں گھوڑے سمیت حاضر ہوئے اور استفادہ دینا چاہا تو سب سوار بولے عادل خاں صاحب تم نوکری اور قواعد روزمرہ کرتے ہو تم کو کوئی تکلیف نہیں پھر کیوں نوکری چھوڑتے ہو، انھوں نے فرمایا حضرت سید صاحب کی خدمت شریف سے چھ ماہ بعد آیا ہوں پھر وہیں جاؤں گا، لوگ سن کر حیران ہوئے کہ روزمرہ قواعد میں اور پھر پھر رہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ میرا چچا مہینے کے بعد آیا ہوں، عادل خاں صاحب فرما کر چلے آئے اور دو برس حضرت سید صاحب کی خدمت میں حاضر رہے، بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ عادل خاں صاحب کو ایک ہی توجہ میں حضرت سید صاحب نے بندہ خاص بنا دیا تھا اور ایسا جذبہ کثیر خدائے ان کو عطا فرمایا کہ اگر وہ کسی وقت نظر غیرت یا غصہ سے درخت یا سبز گھاس کی طرف دیکھ لیتے تو اس میں آگ لگ جاتی۔ وہ اکثر خاموش رہتا اور بندہ کیے ہوئے مراقبہ بیٹھے رہا کرتے تھے خاں صاحب ہی نہیں بلکہ تمام طلباء حضرت سید صاحب کے وقت حلقہ یا غیر حلقہ خدا کی یاد میں مستغرق رہتے اور خاموش رہا کرتے تھے اور ایک دوسرے سے اس قدر بے خبر رہتے تھے کہ باوجود سوں تک ایک جگہ رہنے کے ایک دوسرے کے نہ نام سے واقف ہوا تھا اور نہ جائے سکونت اور یہاں تک خدا کی یاد میں مشغول رہتے تھے کہ اگر کسی کا کپڑا پھٹ جاتا تو اس کے سینے کی طرف مخاطب نہیں ہوتے اور اگر کسی کی برتی گم جاتی تو اس کی تلاش میں نہ پھرتے۔ نہ کسی سے کہتے تھا خاں صاحب جب بعد اجازت حالت ہوش میں آنے کے اپنے گھر گئے اور وہ اپنی ماں کے ایک ہی

بیٹے تھے اور انھوں نے اپنی والدہ کوئی خط بوجہ جذب کے نہیں لکھا تھا اور انکی والدہ کو خبر نہیں تھی کہ میرا بیٹا کہاں ہے تو ان کی والدہ ان کے فراق میں روتے روتے اندھی ہو گئی یہ جب عادل خان صاحب گھر پہنچے تو انکی والدہ ان کی آواز سن کر ان کو ہاتھ سے ڈھونڈنے لگیں تو عادل خان صاحب نے اپنی والدہ سے عرض کیا کہ تمہاری آنکھوں میں کیا ہو تو ان کی والدہ نے کہا کہ بیٹا تیرے فراق میں روتے روتے اندھی ہو گئی ہوں عادل خان صاحب نے جب سنا تو انکو جذب ربانی پیدا ہوا اور انھوں نے اثنائے جذب میں اپنا آبِ دہن والدہ کی آنکھوں پر لگا دیا، اللہ کے فضل سے ان کی والدہ کی آنکھیں اسی وقت روشن ہو گئیں، اسی واسطے حضرت مولانا رومی نے اولیا کی شان میں سچ فرمایا ہے،

اکہ و ابرص چه باشد مردہ نیر زندہ گرد و از فسون آں عزیز
اندھا اور کوڑھی تو کیا بلکہ مردہ بھی اس بندِ خاص کے دم کر نیسے زندہ ہو جاتا ہے

امر تیسریں ایک مولوی صاحب تھے کہ جو قاری بھی تھے، وہ اولیا، اللہ کی طرف سے اپنے وقت میں گمان نیک نہ رکھتے تھے، حضرت سید صاحب کے ایک خادم نے ان سے کہا کہ مولوی صاحب کبھی آپ حضرت سید صاحب کے بھی تو ملو۔ انھوں نے کہا اچھا جمو ہے چلو، آج جمو کی نماز وہیں پڑھینگے، لیکن سید صاحب قاری نہیں ہیں اس واسطے ہماری نماز کامل نہیں ہوگی اور آج فلاں قسم کے کھانے کو بھی دل چاہتا ہے، جب مولوی صاحب پہنچے تو حضرت سید صاحب نے ان کو وہی کھانے کھلائے، جنکا وہ کہتے تھے، اور جب جمو کی نماز کا وقت آیا تو حضرت سید صاحب کے ایک خادم بخاری عالم اور قاری تھے، اور وہ بہت عرصہ سے مجذوب تھے، ان سے حضرت سید صاحب نے فرمایا، مولوی بخاری صاحب تم قاری بھی ہو اور مولوی بھی ہو، آج تم نماز پڑھاؤ تاکہ مولوی صاحب جو امر تیسریں سے آئے ہوئے ہیں، ان کی نماز کامل ہو جائے، حضرت سید صاحب کے

فرماتے ہی بخارتی صاحب کا جذبہ فوراً جاتا رہا۔ اور حالت ہوش میں آ گئے۔ اور انہوں نے نماز جمعہ کی پڑھائی، حضرت سید صاحب کے کشف سے واقف ہو کر مولیٰ صاحب امرتسری بہت حیران ہوئے، جب نماز ہو چکی تو حضرت سید صاحب نے مولوی صاحب سے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ کچھ وعظ کہو، مولوی صاحب امرتسری نے بہت انکار کیا۔ لیکن حضرت سید صاحب کے ارشاد سے وہ ممبر پر بیٹھے، حضرت سید صاحب نے ان کی طرف دیکھا، اور دیکھتے ہی مولوی صاحب ممبر سے ہوش ہو کر گر پڑے، جب ہوش آیا تو حضرت سید صاحب کے پاؤں چومے اور اپنی بدگمانی کی معافی چاہی۔ اور جیت ہو کر درجہ کمال کو پہنچے۔ اسی واسطے رسول خدا صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا ہے ڈرو مومن کی فراست سے کہ وہ دیکھتا ہے اللہ کے نور سے۔

حضرت سید صاحب ایک روز تشریف رکھتے تھے کہ ایک گاؤں کا آدمی آپ کی خدمت شریف میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا میاں کچھ وعظ کہو اس شخص نے عرض کیا کہ حضرت میں تو ان پڑھگانوں کا آدمی ہوں۔ میں تو کچھ بھی نہیں جانتا ہوں، آپ نے فرمایا میاں کچھ تو کہو، بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ہم نے ہاتھ کا اشارہ کیا کہ تو کھڑا ہو جا، اُس نے اپنے کانوں کی پنجابی زبان میں کہا کہ خدا ایک ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچے رسول ہیں، حضرت سید صاحب نے فرمایا کہ میاں خوب عمدہ وعظ فرمایا، قدرت حق کہ چند روز بعد اس شخص کی قوت بیانی اس قدر بڑھی کہ تمام پنجاب میں اس کا شہرہ ہو گیا۔ اور کسی مذہب کا عالم عیسائی یا ہندو وغیرہ اس کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ اور بہت سے ایسے واقعات ہیں جن کو اگر لکھا جائے تو بہت بڑی ضخیم کتاب بھی کافی نہ ہو، کیونکہ حضرت سید صاحب کے حالات و کرامات بہت کثرت سے ہیں، جو اس کتاب میں بطور نمونہ کے لکھے گئے ہیں، جو عقلاً اور طلبا کے لیے کافی ہیں۔ کسی نے ایسے ہی لوگوں کی شان میں خوب کہا ہے۔

آنا کہ خاک را بنظر کیمیا کنند
 آیا بود کہ گوشت حشم میا کنند
 وہ خاصان حق کہ جو ہشی کو ایک نظر سے کیمیا بنادیں، کاش کہ وہ ایک نظر لطف و کرم ہم پر کریں
 بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کے کشف کا یہ حال تھا کہ جو سامنے کی چیز ظاہر کی آنکھوں
 سے نظر آتی ہے اُس سے زیادہ حضرت سید صاحب کو قریب اور بعید کی چیز لفظاً تعالیٰ و لکی آنکھوں سے
 نظر آتی تھی، آپ جب حلقہ فرمایا کرتے تو ایک خادم حضرت کے پیچھے کھڑا رہا کرتا تھا، جہاں کسی کے
 دل میں ادھر ادھر کا خیال آتا تو آپ فوراً فرما دیا کرتے تھے کہ میاں کیا کرتے ہو، خدا کی یاد کرو، اگر کوئی
 نیا آدمی کہ جو داخل سلسلہ ہوتا اور وہ حلقہ میں آکر بیٹھ جاتا تو آپ سر مبارک اٹھا کر خادم کی طرف
 دیکھتے خادم سمجھ جاتا کہ کوئی غیر شخص شریک حلقہ ہو گیا ہے، چنانچہ خادم صفوں میں تلاش کر کے نئے آدمی کو
 لاکر پیش کرتا آپ اس شخص سے فرماتے: میاں فقیر اس وقت اپنی قبر کی فکر میں ہے پھر آنا، ایک روز
 آپ بعد نماز مغرب حلقہ میں مراقب تھے، آپ نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا کہ فلاں سمت کو فلاں حکم جاؤ
 ٹھنڈا پانی لیتے جاؤ اور اس نام سے پکارو اور پھر اس کو یہاں ساتھ لے آؤ۔ بڑے حضرت صاحب فرماتے
 ہیں کہ جب آدمی اُس طرف کو گیا اور پکارا تو اسی نام کا ایک شخص حضرت سید صاحب کی ملاقات کو آ رہا
 مگر راستہ بھول گیا تھا اور سخت پیاسا تھا۔ اُس کو پانی پلایا اور کہا کہ تم کو جناب حضرت سید صاحب
 فرماتے ہیں، وہ بہت خوش ہوا۔

ایک لڑکا حضرت سید صاحب کی خدمت میں اکثر حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایک روز جب وہ آیا تو حضرت
 سید صاحب نے فرمایا آج چند قسم کے کھانے پکاؤ، اور اس لڑکے سے فرمایا: میاں تم کھانا ہمارے ساتھ کھانا،
 بعد کھانا تیار ہونے کے حضرت سید صاحب نے اس کے ساتھ ناول فرمایا۔ اور بہت مہربانی اور کرم سے پیش کئے
 اور جب وہ جانے لگا تو کچھ دورتک خلاف عادت آپ اُس کو چھوڑنے کے لئے تشریف لے گئے
 جب واپس تشریف لائے تو بڑے حضرت صاحب سے فرمایا: خاں صاحب اسکی ہماری

آخری ملاقات تھی کچھ عرصہ بعد معلوم ہوا کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ اور پھر آپ کے اس کی ملاقات نہ ہوئی
 بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ عید کے روز آپ کے پاس ہزاروں خادم سلام کو
 حاضر ہوئے اور ہر ایک خادم اپنے خلوص کے موافق روپیہ پیش کرتا۔ آپ سپر دست مبارک رکھ
 دیتے اور وہ خادم روپیہ وہیں زمین پر چھوڑ جاتا، جو خادم روپیہ اٹھانے اور رکھنے پر مقرر تھے وہ جب
 دوبارہ آتے تو اسی قدر روپیہ جھوٹی بھر کر پھر لے جاتے۔

ایک شخص درویش کمال کی تلاش میں کابل سے ہندستان آئے ہوئے تھے، اتفاقاً وہ اس وقت تھے
 ان کے دل میں خیال آیا کہ یہ فقیر تو بہت مالدار ہوگا، آپ نے فرمایا یہ صاحب مال خدا کا مال ہے، خدا کے
 بندوں کے کام آتا ہے، میری ملک نہیں ہے یہ خدا کی ملک ہے، آپ بھی حسب رت لیجاؤ، اس شخص نے
 اپنی سونٹنی سے توبہ کی اور آپ کے بیعت ہو کر کمال کو پہنچا۔ آپ کی برکت اور فیضانِ زندہ ہی نہیں بلکہ مردہ بھی
 امیدوار رہتے تھے، بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم جناب سید صاحب کے ہمراہ ایک گانوں گئے
 جہاں حضرت سید صاحب کے اکثر مید تھے، حضرت سید صاحب نے نماز عصر پڑھی اور آپ ختم درود شریف کو سطر
 بیٹھے، اتنے میں چند شخص سفید لباس پہنے ہوئے مسجد میں آئے اور کے بعد گئے صرف جناب سید صاحب سے سلام
 مصافحہ کر کے چلے گئے۔ لیکن ہم اور چند لوگ حیران تھے کہ ان لوگوں کو کبھی گاؤں میں نہیں دیکھا اور یہ
 لوگ کھڑے کھڑے آئے اور چلی گئے اور سلام و مصافحہ بھی صرف حضرت سید صاحب ہی سے کیا۔ بعد صلوة
 مراقبہ ہم نے سید صاحب سے عرض کیا کہ یہ کون لوگ تھے، آپ نے فرمایا اس گانوں کے مردے
 ملاقات کو آئے تھے، بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت سید صاحب کی قبولیت دعا کا حال
 تھا کہ جو دعا کسی کے لئے آپ نے کر دی وہ جناب باری سے رو نہیں ہوتی تھی۔

ایک روز ایک بڑھیا شتر سال کے قریب عمر کی جو پانوں سے بھی کچھ مجبور تھی، حضرت سید صاحب
 کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی کہ حضرت میں اور میرا شوہر دونوں ضعیف ہیں، اور میں پروردگار سے

بھی معذور ہوں، ہم دونوں کی خدمت کرنے والا کوئی نہیں ہے آپ دعا فرمائیں کہ خدا مجھ کو اپنے فضل سے
 فرزند عطا فرمائے۔ آپ سکر سکرائے اور جو حکیم صاحب خانقاہ میں طلبہ کے علاج معالجہ کے لئے رہا
 کرتے تھے ان کو طلب فرمایا حکیم صاحب حاضر ہوئے اور عرض کیا کیا حکم ہے، تو آپ نے فرمایا سنو یہ بڑھیا
 کیا کہتی ہے؛ بڑھیا کی عرض کو سکر حکیم صاحب بھی ہنسنے لگے اور عرض کیا کہ حضرت اس کے
 اولاد ہونے کے دن اب کہاں ہیں؛ اس کی آرزو قاعدہ حکمت سے بالکل خلاف ہے۔ بڑھیا حکیم
 صاحب کی گفتگو سکر لوبی حضرت اگر میرے اولاد ہونیکے دن ہوتے تو میں یہاں کیوں حاضر ہوتی
 یہ سکر حضرت سید صاحب نے فرمایا حکیم صاحب خدا جس نے حضرت آدم علیہ السلام کو بابا ماں باپ کے
 پیدا کیا، وہ خدا جس نے بلا باپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا، جب وہ ہر چیز پر قادر ہے تو کیا
 اس ضعیفہ کو اولاد دینے پر قادر نہیں ہے، بلکہ ضرور ہے، اور ضعیفہ سے فرمایا اماں تم جاؤ فقیر
 کر گیا۔ بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ تین یا چار سال بعد وہ ضعیفہ آئی اور دو بچے ایک گود میں اور
 ایک کا ہاتھ پکڑے ہوئے حضرت سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور حضرت سید صاحب کے عرض کیا
 کہ حضرت آپ کی دعا سے خدا نے مجھے دو فرزند عنایت فرمائے۔ یہ قبولیت دعا اور قدرت حق کا
 نمونہ دیکھ کر سب حیران تھے، بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ کبھی ایسا نہیں دیکھا کہ حضرت
 سید صاحب نے کسی کام کے واسطے ہاتھ جناب بی بی میں عاکیو واسطے اٹھائے ہوں اور وہ کام نہ ہوا ہو۔
 بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ زندہ و مردہ کیا جانور بھی حضرت کو جانتے تھے۔ اور آپ
 کی خدمت سے علیحدہ ہونا نہیں چاہتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت سید صاحب کے یہاں خانقاہ میں پے در پے تین وقت کا فاتحہ سب کو
 ہو گیا۔ اور آپ کے اہل و عیال اور طلبہ اور جانور سب تین وقت بھوکے رہے جناب حضرت سید
 صاحب نے مجھ سے فرمایا خانقاہ تین وقت سب کو ہو گئے سب پریشان ہیں، آپ ہماری

سواری کی گھوڑی لیجاؤ اور فروخت کر کے اس کا سامان لاؤ۔ یہ آواز گھوڑی نے سن کر کھانا
 کھانا بند کر دیا اور سست ہو کر گروں تک جا کر گھوڑی ہو گئی اور سنی آنکھیں آنسو کی دیا جاری ہو گئی حضرت
 سید صاحب گھوڑی کی یہ حالت ملاحظہ فرما کر خود بھی غمگین ہو کر سر مبارک نچا فرما کر خاموش ہو گئے
 اور پھر گھوڑی کے ایجانے یا زورخت کرنے کے متعلق کچھ نہیں فرمایا، گھوڑی دیر ہی گزری ہو گی کہ ایک
 سیٹی امرتسر پہنچا اور اس نے ایک تھاں میں پانچ روپیہ اور کچھ کپڑا پیش کیا جناب حضرت
 سید صاحب نے فرمایا اے گھوڑی فارست کر تیری قسمت کا خزانے بھجوا دیا یہ سن کر گھوڑی کو دینے
 لگی اور خوشی خوشی کھاس کھانا شروع کر دیا۔

بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ایمرتہ ہم سخت بیمار ہو گئے اور چہرہ اور جسم پر دم
 آ گیا اور طاقت اٹھنے بیٹھنے کی بھی نہ رہی۔ اور ہم نے جان لیا کہ تیرا وقت آخیر آ گیا۔ اسی وقت
 میں حضرت سید صاحب نے ارشاد فرمایا، خا نصاحب، اتنی دیر کے پر لے کنا رے فلاں گانوں میں
 فلاں نہیں سے جا کر کہو کہ لنگر خانہ کے واسطے لکڑی نہیں ہے، یہ ارشاد سن کر ہم بہت متفکر ہوئے
 کہ جیلنے کی طاقت نہیں، بیان میں دریا اور تعمیل حکم میں تاخیر باعث گستاخی اور بے ادبی ہے
 چنانچہ فرمایا کہ تم ہمت کر کے لکڑی ہاتھ میں لیکر چلے، ندی میں پاؤں رکھتے ہی کپلی چڑھتی اور پھر
 قدرت خدا کیا دکھی کہ جب زیادہ پانی میں چلا تو جسم میں سے سیاہ دھواں جیسا نکل رہا پانی پر ہتا ہوا
 معلوم ہوا جب ہم راوی ندی کے پر لے کنا رے پر پہنچے تو نہ ضعف تھا نہ دم تھا نہ بیماری تھی
 اور ہم بالکل تندرست ہو گئے۔

ایک لوکا امرتسر سے آیا اس کا باپ ساتھ تھا اس کو تپا کہنہ (دق) تھی اور انتہائی درجہ
 پر پہنچ چکی تھی حکیم صاف جواب سے چکے تھے، اور اس لڑکے کے جسم میں سوائے بڑی اور کھال
 کے کچھ نہ تھا، حضرت سید صاحب نے فرمایا کہ میں اچھا ہوں وہ بولا حضور میں تو سخت بیمار ہوں

آپ نے فرمایا "میاں تو کہو میں اچھا ہوں" اُس نے کہا میں اچھا ہوں، آپ نے فرمایا "میاں تم بڑھک
 اچھے ہو، الحمد للہ۔ آپ نے اس لڑکے کے والد سے فرمایا اس کو یہاں چھوڑ دو چند روز لونا
 اُس کا والد چھوڑ کر چلا گیا، کئی روز کے بعد جب آیا تو لنگر خانہ کا کھانا تقسیم ہو رہا تھا، چنانچہ اس
 لڑکے کا باپ بھی کھانے میں مشغول ہو گیا اور بیٹا خود اپنے باپ کو کھانا اور پانی لالا کر دے رہا تھا مگر
 اُس کے باپ نے اُس کو بالکل نہیں پہچانا، کیونکہ اس کی شکل و صورت جو اُس کے خیال میں تھی
 بالکل تبدیل ہو چکی تھی، اور وہ لڑکا خوب موٹا اور توانا ہو گیا تھا، حضرت سید صاحب کے اس کے
 اپنے عرض کیا حضرت میرا لڑکا کہاں ہے۔ ذرا اُس سے مل لوں، آپ نے فرمایا تم خود دیکھ لو، لڑکا آپ
 کے سامنے کھڑا تھا ہنس پڑا۔ باپ اس کے لپٹ گیا اور سید صاحب کے پاؤں پر گر پڑا۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے رمضان شریف میں افطار سے پہلے مسجد میں عرض کیا کہ حضرت
 آپ کھانا میرے یہاں تناول فرمائیں، آپ نے فرمایا بہت اچھا، اس کے بعد دوسرا شخص آیا،
 اور اُس نے عرض کیا کہ بعد نماز حضور کھانا میرے یہاں نوش فرمائیں، اسی طرح سات آدمیوں نے
 بعد نماز مغرب کھانے کو عرض کیا، اور آپ نے قبول فرمایا۔ ایک مولوی صاحب بھی تھے حضرت
 صاحب کے مرید یہ سب کیفیت اور آپ کے وعدہ سن رہے تھے، لیکن بوجہ پاس اس وقت
 نہ کہہ سکے، مگر دل میں اُن کے پریشانی ضرور تھی، جب بوقت عشاء تراویح کو سب لوگ جمع ہوئے
 تو حضرت سید صاحب کے تشریف لیجانے اور کھانا تناول فرمانے کے سبب سزاگوار اور تعریف کرنے
 لگے۔ پھر آپس میں ان لوگوں کے گفتگو ہونے لگی، ایک نے کہا حضرت سید صاحب نے
 میرے یہاں کھایا، دوسرے نے کہا میرے یہاں، علیٰ ہذا اہتمام سب کلام ایک دوسرے
 کے خلاف تھا۔ مولوی صاحب ولایتی یہ دیکھ کر اور خلیفان میں پڑ گئے، حضرت صاحب
 فرماتے ہیں کہ بعد فراغ نماز اشراق جناب سید صاحب ان مولوی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگے

باہر تشریف لے گئے۔ مسجد کے باہر ایک بیری کا درخت تھا۔ آپ نے فرمایا مولوی صاحب ہی صورت
 دیکھو پھر فرمایا اس درخت کو دیکھو جب مولوی صاحب نے درخت کو دیکھا تو جناب سید صاحب کی صد ہانگیں
 اس درخت کے اوپر موجود تھیں مولوی صاحب نے جب یہ دیکھا تو ان کے جسم پر لرزہ پڑ گیا اور نہایت
 خاموشی کے ساتھ گردن جھکا کر کھڑے رہے۔ تب حضرت سید صاحب نے فرمایا مولوی صاحب تم تمام
 رات اس پریشانی میں مبتلا رہے، فقیر نے جسمِ خاکی کے ساتھ ایک ہی جگہ کھانا کھایا۔ مگر حقیقت
 انسانی جس کا قیام اسما و صفات الہی سے ہے باقی جگہ وہ موجود تھی، اور وہ وہ حقیقت ہی کہ اگر تمام
 جہان میں دکھائی دے تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے، اسی طرح انوارِ لطائف شیخ کی شکل اختیار کر کے
 طلبہ اور غیر طلبہ کو ہدایت اور آگاہ کرتے رہتے ہیں بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مولوی صاحب
 حضرت سید صاحب کے بیعت ہوئے، حضرت سید صاحب نے ان کو چھ مہینہ کے بعد ہی اجازت
 طریقہ عنایت فرمائی۔ ہمارے دل میں خیال آیا کہ چھ ماہ میں مولوی صاحب کی کیا تکمیل ہوئی
 ہوگی۔ اور حضرت صاحب نے ان کو مجاز کر دیا۔ یہ خیال جناب حضرت سید کے پاس ہی حلقہ میں پیدا
 ہوتے ہی کیا دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب زمین سے ترقی کر کے آسمان اول پر گئے اور میں بھی
 ان کے بعد ہی آسمان اول پر پہنچا تو مولوی صاحب آسمان اول پر سے آسمانِ دویم پر ترقی کر گئے
 اور ان کے بعد دوسرے آسمان پر میں بھی پہنچا، اسی طرح ساتوں آسمانوں کو مولوی صاحب نے یکے بعد دیگرے
 طے کیا اور میں بھی ان کے بعد پہنچا رہا۔ پھر میں نے دیکھا کہ مولوی صاحب نے ترقی کی اور میں بھی
 ان کے بعد پہنچا۔ میں نے دیکھا کہ غرشِ معلیٰ کے نیچے بہت سے حجرے بنے ہوئے ہیں اور انہیں
 بڑے بڑے، اولیاء اللہ تشریف رکھتے ہیں۔ اور ایک حجرہ میں مولوی صاحب بھی بیٹھے ہوئے
 ہیں اور حضرت شیخ شبلہؒ بھی ایک حجرے میں تشریف رکھتے ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ مولوی آیا تو مگر
 بے عشق آیا۔ اگر تلاوتِ قرآن پاک زیادہ کرتا تو خوب ہوتا بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ میں حال دیکھ کر

جان گیا کہ تجو جو مولوی صاحب کی اجازت میں شک لاحق تھا اس کے رفع کرنے کو حضرت
سید صاحب کے تصرف اور دعا سے اللہ تعالیٰ نے اطمینان کر دیا۔ حضرت مولانا رومی نے جو اولیاء اللہ
کے حال میں فرمایا ہے وہ بالکل درست ہے،

ہردم اور ایسے معراج خاص
برسر تاجش نہد حق تاج خاص

بندہ خاص ہر وقت معراج خاص مشرف ہوتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسکے سر پرچہ فضل کا خاص تاج رکھتا ہے

جسم اور خاک و روح در لامکاں
لامکاں و جسم قصر سالکاں

اسکاجم خاکی اس دنیا میں رہتا ہے اور روح عالم بالا میں ہوتی ہے وہی لامکان طہان حق کا مرکز و محفل ہے

ایسے واقعات اور کشف اور حالات اور کرامات جنہاں سید صاحب کی لکھی جائیں تو ایک

دقت چاہیے، سب سے بڑی کرامت حضرت سید صاحب کی یہ تھی کہ ایک نگاہ بلا قصد جس مرید یا غیر مرید

پر پڑی، اُس کا دل ذکر حق سے جاری ہو گیا۔ اور پھر قبر میں اس نعمت کو ساتھ لے گیا، اور

بعض بعض کو ایک ہی توجہ میں ولایت سے مشرف فرما دیا اور اس کا سبب بڑے حضرت صاحب

یہ فرماتے تھے کہ جناب حضرت سید صاحب پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت مہربانی اور

کرم تھا۔ بلکہ بعض بعض وقت حضرت سید صاحب فرماتے "خاں صاحب یہ فقیر جو کچھ دین و دنیا

کی دولت تقسیم کر رہا ہے، جانتے ہو یہ کہاں سے آتی ہے، یہ مدینہ منورہ سے روضہ مقدس سے

آتی ہے، اور یہ دولت پھر سو برس کے بعد اسی طرح ظاہر اور جاری اور تقسیم ہوگی، حضرت سید صاحب

اپنے وقت کے مجدد صدی تھے۔ اسی واسطے آپ کی نسبت اور اجرائے طریقہ اور قبولیت دعا

اور سمیت باطنی نہایت درجہ قوی تھی، بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں آپ کا ہر ارشاد ہر

فصل برکت و نور سے خالی نہیں تھا۔ اور آپ کی بات بات میں خرق عادت تھی۔ آپ کی خدمت

شرفین میں طلباء ترکستان، چین، کابل اور بہت سے ملک اور جگہ کے جمع ہوتے تھے،

اور فیضیاب ہو کر جاتے تھے اور نور باطن پھیلاتے تھے اور بڑے بڑے عالم و فاضل آپ کے حلقہ میں حاضر ہو کر
 نور باطن اخذ کرتے تھے چنانچہ حضرت مولوی مفتی مسعود صاحب پیش امام مسجد فتحپوری واقع دہلی آپ
 ہی کے اعظم خلفاء میں سے ہیں اور مفتی صاحب کے بھی جو خلفاء ہوئے وہ بھی بقصد تعالیٰ بابرکت صاحب
 نسبت بزرگ ہوئے حضرت مفتی صاحب کے خلفاء میں خاص خلیفہ حضرت مولانا رکن الدین صاحب الوری مدظلہ
 ہیں جن کا فیض اہل بصیرت پوشیدہ نہیں، علاوہ اہل انوار باطن کے اللہ تعالیٰ نے آپ کی صحبت و کلام میں
 تائید و توثیق فرمائی ہے کہ اکثر بیسیوں غیر مذاہب کے لوگوں نے اسلام قبول کر کے اپنے دلوں کو نور باطن سے
 منور کر لیا اللہ تعالیٰ آپ کی عمر اور ارشاد میں اور ترقی فرمائے، حضرت مولوی مسعود صاحب کی توجیہ
 کیا کی جائے کہ جن کے مرشد سید صاحب جیسے ہوں اور ان کے خلیفہ اور طالب مولوی رکن الدین
 صاحب جیسے ہوں، میں نے چاہا تھا کہ جناب حضرت سید صاحب کے خلفاء کی تعداد معین کر کے مع
 نام و پتہ کے لکھوں، اتنا مجھ کو معلوم ہے کہ حضرت سید صاحب کے خلفاء سزا کے قریب تھے،
 گورنمنٹ کے پاس کوئی ذریعہ ان کی مفصل کیفیت لکھنے کا نہ ملا، سنا ہے مکان تریف میں
 ایک کتاب قلمی جناب سید صاحب اور ان کے خلفاء کے حالات میں ہے، مگر صاحبزادے صاحب
 بوجہ محبت اور کسی وجہ خاص سے کہ جو ان کی مصلحت پر مبنی ہے کسی کو دیتے نہیں، میں جناب حضرت
 سید صاحب کے حالات اور لکھتا اور لوگ واقف ہوتے کہ یہ ذات بابرکات مجمع کمالا نائب
 حقیقی سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کیسی اللہ نے پیدا کی ہے، مگر میرا مقصد اختصار کتاب
 ہاتھ سے جاتا تھا، اس لئے بہت مختصر حالات کہ جو نہ ہونے کے برابر ہیں، لکھے ہیں، حضرت سید صاحب
 کے پیر بھائی حضرت بدھن شاہ صاحب تھے جو نہایت ستجاب الدعوات تھے، جو زبان سے
 کہہ دیتے اللہ تعالیٰ اپنے فضل اسکا ویسا ہی ظہور فرماتا، مگر غصہ ان کی طبیعت میں زیادہ تھا
 اس واسطے حضرت سید صاحب نے ان کو اپنے پاس سے علیحدہ رہنے کو نسرنا دیا تھا۔

ان کے غصے لوگوں کو نقصان زیادہ پہنچاتا تھا، حضرت بڑھن شاہ صاحب چھ سات کوں پر اپنی
کانوں تھا، اس میں تشریف رکھا کرتے تھے، مگر پاس ادب حضرت سید صاحب کے کانوں کی
طرف نہ کبھی پٹیہ کرتے تھے اور نہ کبھی تھوکتے تھے، ایک شخص کا لیتھ حضرت سید صاحب کی دعا سے
ضلع کے انگریز کے پاس سررشتہ دار ہو گیا تھا، اسکی رشوت کھانے کی اور پریشان کرنے کی شکایت
اکثر سید صاحب کے مرید سید صاحب سے عرض کیا کرتے، اور حضرت بڑھن شاہ صاحب سن سن کر
دل میں آزر رہا کرتے، اتفاق سے وہ سررشتہ دار حضرت بڑھن شاہ صاحب جہاں تھے ہاں
کسی سرکاری کام کو آیا اور حضرت بڑھن شاہ صاحب کے سلام کو بھی حاضر ہوا۔ حضرت بڑھن شاہ صاحب
کو اسکی صورت دیکھتے ہی غصہ آگیا۔ اور اٹھائے غصہ میں فرمایا کہ تو حضرت سید صاحب کے مریدوں سے
رشوت لے لیکر پریشان کرتا ہے، جن ہاتھوں سے تو ان کو پریشان کرتا ہے خدا تیرے وہ ہاتھ کاٹ
ڈالے۔ یہ بات سن کر وہ سید صاحب کی خدمت شریف میں حاضر ہوا اور یہ
حال عرض کیا۔ بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ یہ حال سن کر حضرت سید صاحب نے سکوت
فرمایا اور سر مبارک نیچا کر لیا۔ ٹھوڑی دیر بعد سر مبارک اٹھا کر فرمایا اسے شخص تو جا بڑھن شاہ
کی وعادہ اجابت کو پہنچ چکی اور اس درجہ اس نے قبولیت حاصل کی ہے کہ اب اس کا رونا
ہے، تو انتظار کر کہ یہ وقت تجھ کو کب پیش آئے، قدرت حق لاہور میں لڑائی ہوئی، پنجاب
میں غدر سا ہو گیا۔ اس سررشتہ دار کے جنگل میں کسی نے دونوں ہاتھ کاٹ ڈالے، بڑے حضرت
صاحب فرماتے ہیں کہ وہ اپنی حالت دکھانے کو حضرت سید صاحب کے پاس حاضر ہوا، اپنے فرمایا
کہ ہم تجھ سے پہلے ہی کہہ چکے تھے کہ دعا اس کی قبول ہو چکی تھی، اب تو ایمان لے آ اور یہاں رہا کر
چنانچہ وہ سہ ماہ بچوں کے ایمان لے آیا اور وہیں اس نے اپنی عمر پوری کی رحمت اللہ علیہم
اجمعین :

نذر عقیدت مولف

منقبت جناب ت امام علیؑ شاہ صغار حضرت اللہ علیہ

امام علیؑ ہیں حبیبِ خدائے جل و علا	رفیقِ اُمّتِ احمد حبیبِ حبیبِ خدا
انہوں کی ذات ہو آیاتِ بنیاتِ قیام	مقر ہیں ان کے کمالات کے سب اہل بصیر
نگاہِ حبیبِ پری ان کی ہو گیا واللہ	ولی احمد محنتِ اروا صل باللہ
خز انچی خزانہ رسولِ پاک ہیں وہ	تسیمِ رحمت و نور رسولِ پاک ہیں وہ
تصرفاتِ عجیب و غریب کشفیات	خدائے خوب عنایت کیے تھے انعامات
فضلِ خدا کا تھا انکی دعا سے لپٹا ہوا	غضبِ خدا کا تھا ان کے غضب سے چپٹا ہوا
دعا کی جس کے لئے وہ ہونی ضرور قبول	جو دعا تھا کسی کا ہو ضرور حوال
کرمِ نبی کا عنایتِ خدا کی اُن پر تھی	بگم بڑوں کی تھی حق کی نگاہِ جنیر تھی
تصرفات و کرامات اُن سے اتنے ہوئے	خدا کو علم ہے کیا جانے بند کتنے ہوئے
جناب سید والا کے کفش داروں کے	خدا نے مڑے جلائے بہت اشاروں کے
حسبِ نسب انہوں کا نبی سے ملتا ہوا	مثالِ معجزہ اُن کا کمال ملتا ہوا
مقامِ قال سے طالبِ نبائے اہلِ حال	مقامِ کفر طریقت میں لا کے اہلِ حال
مگر زباں سے نہ بولے خلافِ شرعِ امام	مثالِ حضرت منصور بازید کلام
بیک نگاہ مقامِ قنایں لاتے تھے	بیک نگاہ مقامِ بقایں لاتے تھے
کمالِ قادرِ مطلق نے یہ کیا تھا عطا	امام علیؑ کو جو سید ہیں اور حبیبِ خدا

لے
وحدتِ وجود

انہوں کے پاس دوری نہ چاہتے تمام
 خدائے فیض کا مرکز انہیں بنایا تھا
 ہزاروں لہو روشن صدائے مقرب حق
 امام علیؑ ہیں علیؑ اور فاطمہؑ کی نس
 انہوں کا خاصہ ہے بخشش و عطاء و کرم
 لکھے کیا حضرت سید کی منقبت انسان
 خدا پہ چھوڑے لے بوالفضل اپنا خیال
 اسی لئے ہے دعا حق سے یہ ہدایت کی
 انہوں کے فیض سے مرنے امید کھتے تمام
 بنا کے فیض کا دریا انہیں بہایا تھا
 بیک توجہ عنایت امام علیؑ الحق
 امام حسینؑ و حسنؑ زین العابدینؑ کی اصل
 انہوں کے رحم و سخا کا گواہ ہے دیر حرم
 ندایہ آتی ہے خاموش شو صنیف بیان
 خدا ہی جانے خدا کا رسول ان کا کمال
 نصیب اے نعمت وہاں شفا کی عبت کی

آپ کی وفات ۱۳ شوال یوم پنجشنبہ ۱۲۸۲ھ درمیان عصر و مغرب ہوئی۔ مزار شریف
 مقام مکان شریف عرف رتھتہر (پنجاب) میں ہے۔

فصل پنجم چھٹی حضرت شیر محمد خان صاحب

کے

مختصر حالات ریاضات و کمشوفات و کرامات کے بیان میں

حضرت شیر محمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرے دادا پیر ہیں اور جناب حضرت سید صاحب کے
 اعظم خلفا میں سے ہیں، جس قدر عرصہ تک جناب حضرت سید صاحب کی خدمت شریف میں آپ سے
 ہیں اور خدمت اور کسب سلوک کیا ہے، کوئی دوسرا آپ کی برابری نہیں کر سکتا، آپ خاص کابل
 کی پیدائش ہیں، ایام شباب میں ہندوستان تشریف لائے اور جناب حضرت سید صاحب کے بیت

ہو کر بیس برس تک شب و روز حضرت سید صاحب کی خدمت شریف میں حاضر رہے آپ کے
 متعلق گھوڑوں کی خدمت تھی، جناب حضرت سید صاحب کے خاصہ سواری کے گھوڑے کی واسطے
 ان بھر کھڑے اور جانی لیکر عمدہ گھاس کھوتے اور کھلاتے اور اسکو صاف رکھتے اور شب کو تمام تمام رات
 مراقب رہتے اور نہایت بے سرو سامانی کے ساتھ عمر گزارتے ایک روز سردی کے دنوں میں شب کے
 وقت بعد عشا آپ جناب سید صاحب کا گھوڑا جھکل سے لائے، اس وقت جناب سید صاحب
 مکان میں تشریف لیجا چکے تھے، بڑے حضرت صاحب نے پاس ادب اڑا دیا اور چپ چاپ
 کھڑے رہے، سردی زیادہ تھی، اور آپ کے پاس اس وقت اڑھنے کو صرف ایک ٹاٹ کی بوری
 تھی، آپ اُسکو اڑھے ہوئے تھے، اس سے کچھ سردی کا بچاؤ تھا، مگر گھوڑا مار سردی کے
 کانپ رہا تھا، آپ نے اپنی سردی کا کچھ خیال نہ کیا اور وہ بوری جو خود اڑھ رکھی تھی گھوڑے
 پر ڈال دی۔ اور پھر آپ کو سردی زیادہ معلوم ہونے لگی، تو اندر مکان میں خادم سے حضرت سید
 صاحب نے فرمایا سردی زیادہ معلوم ہوتی ہے اور کپڑا اڑھاؤ، خادم نے اڑھا دیا پھر فرمایا اور اڑھاؤ خادم
 نے اور اڑھا دیا، مگر آپ کی سردی زیادہ ہوتی گئی، تو پھر آپ نے یہ فرمایا کہ یہ سردی سردی سے
 نہیں ہے، دیکھو ہمارا کوئی دوست تو باہر سردی میں نہیں کھڑا ہے، خادم نے آکر دیکھا تو بڑے
 حضرت صاحب ننگے بدن کانپ رہے تھے، یہ حال جا کر خادم نے عرض کیا جناب حضرت سید
 صاحب اپنے اڑھنے کی خاص رضائی لائے اور اپنے دست مبارک بڑے حضرت صاحب کو اڑھا دیا
 اور فرمایا خانصا، تم نے جانور کو اڑھا دیا اور خود سردی میں ننگے کھڑے رہے یہ کیا کیا؟ بڑے
 حضرت صاحب نے عرض کیا، حضرت دل نے نہ مانا کہ حضور کا گھوڑا ننگا کھڑا رہے اور تکلیف پائے اور
 میں بدی اڑھے رہوں، ایسی خدمت کرنیوالا خادم اور طالب صادق اور بیس سال تک
 جناب سید صاحب جیسے شیخ اکمل کی خدمت میں ہے، ان کی ترقی درجات اور قرب کائنات

علیہ التحدیۃ والتسلیمات کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اسی واسطے کسی نے خوب فرمایا یہی ع
خدمت ترا بکنگرہ کبریارسد

اور کسی نے کیا اچھا کہا ہے، شعر

دل بدست آور کہ حج اکبر است صد ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

یہ میں نے شب و روز کی خدمت میں سال میں سے بطور نمونہ کے ایک خدمت لکھی ہے ان خدمت
اور کثرت ذکر و فکر و مراقبات کا جو عصارہ ملا ہے وہ بھی میں مختصر سا لکھوں گا۔

جناب حضرت سید صاحب نے وقت انتقال کے فرمایا کہ جس قدر فقیر کے اجازت یافتہ ہیں
ان میں کوئی بھی خیر و برکت اور انوار نسبت سے خالی نہیں، مگر جو ذائقہ فقیر کی صحبت کا چاہے
وہ بعد انتقال ہمارے شیر محمد خان صاحب کی خدمت میں جائے۔ یہ ارشاد حضرت سید صاحب نے
حضرت صاحب کے کمالات اور جمیع خوبیوں کے اثبات کے واسطے کافی اور روانی ہے۔

بڑے حضرت صاحب نہایت درجہ کے عابد زاہد، ریاضت کش صابر و قانع تھے اور حضرت سید
صاحب کے خاص خدمت گزار تھے، آپ کی ریاضت اور خدمت اور خلوص گھوڑے کی خدمت
سے بخوبی عیاں ہے اور پھر تمام شب مراقب رہنا یہ ادنیٰ بات نہیں ہے اور پھر اس حالت میں
بیس گزارنا سراسر فضل خدا ہے، بڑے حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ابتدائے زمانہ میں کثرت
ذکر کی یہ حالت تھی کہ علاوہ تمام جسم کے زمین و آسمان اور ہر شجر و حجر اور ذرہ ذرہ سے ذکر حق کی
آواز آتی تھی، اور آخر زمانہ سلوک میں جب ہم بعد عشاء مراقب ہو کر بیٹھ جاتے تو کوئی قرآن شریف
الحمد سے شروع کرتا اور صبح کو سورہ والناس پر ختم کر کے یہ آواز دیتا انی (تتقیق میں ہوں) او
پھر آواز نہ آتی۔

آگاہی۔ اس قرآن شریف کے شروع اور ختم سے مراد ختم سلوک ہے۔ لفظ انی سے

مراد قربت ذات بحت ہے، آپ کے ذات سے کشف اور تصرفات اور خرق عادات اور کرامات کثرت سے ظاہر ہوئے ہیں، اگر ان سب کو لکھوں تو بجائے خود ایک کتاب ہو جائیگی اور وہ بھی میری معلومات قلیل کے موافق ہوگی۔ ورنہ جو لوگ طالب خدا برسوں آپکی خدمت میں بیٹھے ہیں وہ کچھ کچھ جانتے ہیں، ورنہ سب حال اولیاء اللہ کا کوئی نہیں جانتا۔

حضرت امام الطریقہ محبوب سبحانی، قطب ربانی شیخ عبدالقادر حیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو تعلق رب کا طالب خدا کے ساتھ ہوتا ہے، اُس تعلق سے پورے طور پر پیر بھی واقف نہیں ہوتا تو پھر کھلبلا غیر شخص یا مرید پیر کے حالات سے کیا واقف ہو سکتا ہے، آپکی بزرگی اور قرب خدا اور کثرت برکت و فیضان کا نمونہ حضرت صاحب کی ذات ہے جس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کے پرورش یافتہ اور خادم ایسے ہیں، اُس کے کمال کا کیا اندازہ کیا جائے، بڑے حضرت صاحب جس زمانہ میں سید صاحب کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اور آپ پر جذب ربانی طاری رہتا تھا اُس وقت ایک ضعیفہ عورت آپ کے سامنے روتی ہوئی نکلی، آپ نے فرمایا "مائی کیا ہوا، کیوں روتی ہے؟" وہ بولی "میا صاحب میری ایک بھینس تھی، جس کا میں دودھ نکال کر فروخت کرتی تھی اور بچوں کو پالتی تھی آج شب کو وہ بھینس مر گئی، اس واسطے روتی ہوں اور چاروں کو بلانے جاتی ہوں کہ وہ بھینس کو اٹھا کر لیجائیں، بڑے حضرت صاحب نے فرمایا "مائی وہ بھینس زندہ ہوگی مری نہ ہوگی چل میں اسکو دیکھوں، آپ اس کے ساتھ تشریف لگئے اور بھینس کے سینک خود کپڑے اور اُس عورت سے فرمایا کہ دم تو پکڑ اور اسکو آواز دے، خدا کی قدرت کہ وہ بھینس اسی وقت زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی، اور کئی برس تک زندہ رہی اور اُسکے بچے ہوئے، یہ خبر جناب حضرت سید صاحب کو پہنچی حضرت سید صاحب نے اس اظہار کرامت سے اپنی ناخوشی ظاہر فرمائی، بڑے حضرت صاحب کو حضرت سید صاحب کی ناخوشی کا صدمہ اور اظہار کرامت سے ندامت ہوئی، اور آپ بحالت

ریج راوی مذی کی ریت پر درختوں کے نیچے جا کر لیٹ گئے، جب فراویر ہو گئی تو حضرت سید صاحب نے خادم سے فرمایا، "خا نصاحب بہت دیر سے نہیں دکھتے، انکو ڈھونڈ کر لاؤ، چنانچہ خادم آپ کو تلاش کر کے حضرت سید صاحب کی خدمت میں لائے، جناب حضرت سید صاحب نے نہایت مہربانی سے فرمایا کہ "ہمارے کہنے سے تم ناخوش ہوئے، ہم تم سے ناخوش نہیں ہیں، بلکہ اس واسطے کہا تھا کہ ایسی اظہار کرامت سے دنیا دار شہرت روز پریشان کریں گے اور یاد خدا نہیں کرنے دیں گے، ورنہ جو دولت تم کو خدا نے عنایت فرمائی ہے، اُس کے استعمال اور خرچ کرنے کے تم مختار ہو۔"

یہ کرامت آپ کی مکان شریف میں عام مشہور ہے، جے پور میں ایک شخص تھے جو دربار کی بلبل ہزار داستان پر مقرر تھے اور ان کے معاش کا وہی ذریعہ تھا، اتفاق سے وہ بلبل مر گیا، بڑے حضرت صاحب کی خدمت میں وہ پنجر لے کر حاضر ہوئے، بڑے حضرت صاحب اس زمانہ میں جے پور میں تشریف رکھتے تھے، عرض کیا کہ بلبل مر گیا، میرے تمام گھر کا ذریعہ معاش ہی تھا اب میں کیا کروں، بڑے حضرت صاحب نے فرمایا کہ پنجرہ پر کپڑا ڈال کر آواز دو، قدرت حق جو اس نے آواز دی تو وہ پنجرہ سے حسب تصور صد با بولیاں بولنے لگا۔ اُس نے بوجہ خوشی کے کپڑا اٹھا دیا دیکھا تو بلبل پڑا ہے۔ پھر وہ منہ موم ہو گیا، لیکن آپ کی طرف اُس کا اعتقاد اور زیادہ ہو گیا، پھر عرض کیا کہ حضرت دعا فرمائیے خدا اسکو زندہ کر دے، آپ نے فرمایا کہ کپڑا ڈالو اور آواز دو اُس نے پھر ایسا کیا پھر وہ بلبل بولنے لگا پھر تیسری مرتبہ ایسا اتفاق ہوا، بڑے حضرت صاحب نے فرمایا "میاں اب اسکی موت قضائے مبرم ہے، اب دعا کو دخل نہیں، تم صبر کرو اللہ تعالیٰ تمہارا اسباب اور کرے گا۔"

حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہم ہر سال یا دوسرے سال ضرور کالافغاناں جہاں آپ تشریف رکھتے تھے حاضر ہوا کرتے تھے اور ہینہ دو ہینہ آپ کی خدمت میں ٹھہرا کرتے تھے جب ہم جے پور واپس آتے، تو حضرت صاحب ازراہ کرم ایک میل آدھ میل ساتھ ساتھ تشریف لاتے

اور بعد اس کے مصافحہ فرما کر ارشاد فرماتے "جاؤ خدا حافظ" اور کانوں کی جانب تشریف لیجاتے لیکن جب تک آپ کانوں میں داخل نہ ہو جاتے، اُس وقت تک ایک جسم آپکا کانوں کی طرف جاتا ہوا صاف دکھائی دیتا، اور ایک جسم آپ کا ہمارے ساتھ ساتھ چلتا تھا۔

حضرت صاحب فرماتے تھے: ایک مرتبہ ہم آپ کی رخصت ہو کر امرتسر میں آئے تو دیکھا کہ ایک مرد نورچاند کے بال کی طرح معلق ظاہر ہوا اور اس میں حضرت صاحب جسم نورانی تشریف رکھتے تھے۔

حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ ہم حضرت صاحب کے مکان پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ آپ کسی کانوں میں تشریف لیگے ہیں، ہم اس کانوں میں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اپنے کھانا کھلا کر فرمایا خالص صاحب تم تکے ہوئے ہو سو رہو، جب ہماری آنکھ سوتے سے کھلی تو ہر درخت ہر جگہ زمین و آسمان کے حضرت صاحب کی شکل دکھائی دیتی تھی،

ایک شخص خوب چند نامی سہسوان ضلع بدالیوں کا رہنے والا قوم کا لیتھ جے پور میں بجات سنگدستی آیا اور ایک جے پور کے رئیس تھے اُن سے پانسو روپیہ قرض لیکر دکان شروع کی لیکن دکان میں نقصان ہوا وہ بجات پریشانی بڑے حضرت صاحب کا کسی سے حال سنکر کالافغاناں حاضر ہوا اور عرض کریندگا کہ جس میں نے قرض لیا ہو میری عزت کا خواہاں ہو اور مجھ سے سخت خلاف ہے آپ دعا فرمائیں، بڑے حضرت صاحب نے فرمایا جاؤ جب اس رئیس سے ملو تو تیسری کی شکل کا خیال رکھنا جب خوب چند جے پور آیا اور اُس شخص سے ملنے گیا تو وہ خوب چند کی صورت دکھتے ہی اعظیم کو کھڑا ہو گیا، اور کہنے لگا تم گھبراؤ مت پانسو روپیہ اور لیجاؤ اور اپنا کاروبار چلاؤ، خوب چند نے حسبِ بربکت دیکھی تو عقیدہ اُسکا اور راسخ ہو گیا اور وہ پھر پنجاب حضرت صاحب کی خدمت میں پہنچا، آپ نے فرمایا ہمارے خلیفہ علی شیر خاں صاحب جے پور میں ہیں جو کچھ کہنا سننا ہوا کہے اُن سے کہہ دیا کہ اور ہم اور وہ ایک ہیں، تم کو آئندہ پنجاب آنے کی ضرورت نہیں اور ایک عبارت نامہ

بھی حضرت صاحب کے نام سفارشی تحریر فرمادیا۔ خوب چند حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر تا۔ ایک روز خوب چند نے حضرت صاحب سے عرض کیا کہ جو آپ کے یہاں طرقت میں ذکر و فکر خدا ہے وہ آپ مجھ کو تعلیم فرمائیے، حضرت صاحب نے فرمایا کہ تعلیم طریقہ ایمان لانے کے بعد کیا جاتا ہے، بلا مسلمان ہوئے نہیں بتلایا جاسکتا، تو اس نے عرض کیا کہ کوئی خدا کا نام ایسا تسلیم فرمائیں کہ جس سے دنیا کا فائدہ ہو، تو حضرت صاحب نے یا صمد کچھ تو اذعین فرما کر خوب کو پڑھنے کو فرمایا۔ خوب چند نے اسی ترکیب سے اس نام پاک کو چند روز پڑھا، اللہ تعالیٰ نے اس نام کی برکت سے اس کو بہت کچھ فائدہ عنایت کیا۔ ایک روز خوب چند وضو کر کے مصلے پر وظیفہ پڑھنے بیٹھا تو اس کا ایک دست پرست آیا اور اس نے کہا کہ یہ تو مسلمانوں کے طریقہ پر کیا پڑھا کرتا ہے، اس کو چھوڑنا پہاڑ پر گنیش کا مندر، جو وہاں جا کر تو گنیش کا نام جب (پڑھ) تجھے بہت فائدہ ہوگا۔ خوب چند نے اپنی کفر کی عادت کیوجہ سے ویسا ہی کیا۔ جسے پور کے بازار میں سے جانب شرق پہاڑ پر گنیش کے مندر کو راستہ جاتا ہے، خوب چند وہاں پہنچا اور اس نے گنیش کی مورتی کے سامنے بیٹھ کر گنیش گنیش پڑھنا شروع کیا۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ بڑے حضرت صاحب خوب چند کے سامنے کھڑے ہو کر فرمایا نکلے خوب چند تجھ کو علی شیر خان صاحب نے خدا کا نام بتلایا ہے وہ کیوں نہیں پڑھتا یہ کفر کیوں کرتا ہے، خوب چند یہ حال دیکھ کر نہایت حیران و پریشان ہوا کہ کہاں پنجاب اور کہاں جے پور حضرت صاحب یہاں کیسے آگئے اور بڑے حضرت صاحب یہ فرما کر غائب ہو گئے، خوب چند نے خیال کیا کہ تجھ کو خیال پیدا ہو گیا ہے، پھر اُس نے وہی پڑھنا شروع کیا۔ پھر دوسری بار بڑے حضرت صاحب اس کے روئے اسی طرح کھڑے ہو کر فرمانے لگے اور پھر غائب ہو گئے، پھر تو خوب چند کو یقین ہوا کہ تو جاگ رہا ہے حالت ہوش میں ہے، یہ تیرا خیال نہیں ہے، بلکہ حضرت دیاں صاحب کی ہدایت ہے اس پر بھی پھر اس نے وہی پڑھنا شروع کیا، تیسری مرتبہ پھر بڑے حضرت صاحب ظاہر ہوئے اور

نہایت سختی سے فرمایا خوب چند بجگو جو علی شیرخان صاحب نے خدا کا نام بتلایا اور بجگو فائدہ ہوا تو اسکو کیوں نہیں پڑھتا، اور یہ کفر کیوں بکتا ہے اور تو اس سے باز کیوں نہیں آتا، یہ فرما کر پھر غائب ہو گئے خوب چند کے جسم پر لرزہ پڑ گیا اور وہ سیدھا حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ قصہ بیان کیا حضرت صاحب نے فرمایا تم کو خدا کے نام کی قدر نہیں تم کو کس قدر فائدہ پہنچا مگر تم وہی شرک کی باتیں کرتے ہو، بڑے شرم کی بات ہے "خوب چند نے توبہ کی کہ آئندہ ایسا نہ ہوگا۔"

ایک مرتبہ خوب چند اپنے وطن سموان سے جے پور آ رہا تھا، راستہ میں اس کا ٹکٹ کم ہو گیا اور خرچ اُسکے پاس اتنا نہ تھا کہ باندھی کوئی سے جے پور تک آسکے، اس حالت پر شیشانی و حیرانی میں اسٹیشن کے انڈر ٹھل رہا تھا، بڑے حضرت صاحب کی کھلم کھلا کرامات وہ دیکھ چکا تھا، اس لئے اس کا خیال بڑے حضرت صاحب کی طرف ہوا، وہ کیا دیکھتا ہے کہ بڑے حضرت صاحب اُسکے ساتھ ساتھ اسٹیشن پر چل رہے ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ "خوب چند گھبراؤ مت اللہ تعالیٰ ابھی تیرا بندوبست فرما دینگا چند منٹ تک ساتھ ہے اور یہ فرما کر غائب ہو گئے، آپ کا غائب ہونا تھا کہ فوراً ایک شخص آیا اور کہا کہ گاڑی جانے میں چند منٹ باقی ہیں اور بجگو ٹکٹ بوجہ کثرت آدمیوں کے نہیں ملتا آپ مجھ سے لو اور اپنا اور میرا دونوں کا جے پور تک کا ٹکٹ لے آؤ، چنانچہ وہ ٹکٹ لیکر جے پور آ گیا۔ ایک مرتبہ خوب چند کا بھائی منالال درو شدید میں مبتلا ہوا اور اُمید زندگی بالکل جاتی رہی

خوب چند بڑے حضرت صاحب کی طرف مخاطب ہوا اپنے اُسی وقت ظاہر ہو کر فرمایا خوب چند گھبراؤ مت ابھی انشاء اللہ آرام ہو جائیگا، آپ فرما کر غائب ہو گئے اور اُسی وقت منالال اٹھ کر کھڑے گیا اور رو رو بالکل جاتا رہا، یہ سب واقعات میرے روبرو کے ہیں مگر باوجود ایسے ایسے ظاہر کرامات اور ظاہر برکتوں کے خوب چند مثل ابو جہل کے بد نصیب رہا اور ایمان نہ لایا۔ بڑے حضرت صاحب کا کشف نہایت صحیح ہوا تھا اور اُن کی نگاہِ دل کے سامنے قریب و بعید اشیاء کو مثل خطوط کف دست

کے اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمادیا تھا، حضرت صاحب فرماتے تھے ایک مرتبہ ہم حضرت صاحب کی خدمت
 شریفین میں حاضر ہوئے مہینہ یا اس کے قریب قریب وقت میں رہ کر رخصت چاہی، اپنے فرمایا
 بہت اچھا کل چلے جانا، صبح کو ناشتہ پکوا کر آپ نے ہمارے حوالہ کیا اور رخصت کرنے کو آپ
 کھڑے ہوئے، پھر آپ بیٹھ گئے اور فرمایا خانصاحب اس وقت مت جاؤ پھر جانا، حضرت صاحب
 فرماتے تھے کہ کئی روز بعد اپنے فرمایا "خانصاحب اب جے پور جاؤ" ہم بموجب ارشاد آپ کے رونا
 ہو گئے، رات میں آکر معلوم ہوا کہ کثرت بارش سے ریل کا پل عین اُس وقت ٹوٹا تھا جس وقت
 اپنے اپنے مکان پر ہم کو آنے سے روکا تھا اور جس ریل گاڑی پر ہم سوار ہو کر جے پور آ رہے تھے
 وہ پہلی گاڑی تھی جو مرست پل کے بعد پل پر سے جا رہی تھی، حضرت صاحب فرماتے ہیں ایک
 شب ہم نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو دیکھا کہ آپ تشریف لائے اور جناب نے
 اپنے علم باطن سے ہم کو کچھ عطا فرمایا، اور پھر یہ فرمایا علی شیر خاں، جو کچھ تم کو عطا فرمایا گیا ہے یہ تم سے
 پھر واپس نہیں لیا جائیگا، جو ارشاد اور جو الفاظ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمائے
 تھے وہی الفاظ اسی شب کی صبح کو حضرت صاحب نے تحریر فرما کر ارسال فرمائے، جو ہم کو فیض نامہ
 کے ذریعہ سے تیسرے روز جے پور پہنچے، وہ الفاظ یہ تھے، خانصاحب جو چیز آج کی شب آپ کو عطا
 کی گئی ہے وہ کبھی آپ سے واپس نہیں لی جائیگی، ایسے ہزاروں واقعات کشف سے متعلق ہیں جن کو
 میں اپنی کتاب کے طویل ہو جانے کی وجہ سے چھوڑتا ہوں، حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ جب طرف آپ
 کا خیال جاتا تھا، اللہ اس کی حقیقت کو مفصل منکشف اور رجوع فرمادیا کرتا تھا۔ آپ فرماتے ہیں
 ایک مرتبہ ہمیں بو اسیر کی سخت بیماری ہوئی، اور اس کثرت سے خون گیا کہ زندگی سے ناامیدی ہو گئی،
 یہ سب حال حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا، دو تین روز بعد ہم نماز عشا کی پڑھ کر بوجہ
 ضعف لیٹ جاتے تو اس کے بعد ایک آدمی رسوت کا بنا ہوا اور رسوت کی تھالی اور اس میں

رسوت رکھی ہوئی ہوئی۔ اس کی تعریف تمام شب کرتا کہ خدا نے مجھ میں فلاں فلاں بیماریوں کے دور کرنے کی صفت عطا فرمائی ہے۔ تین روز تک یہ کیفیت ہم دیکھتے اور سنتے رہے تیسرے روز صبح کو حضرت صاحب کا فیضانہ صا اور مہرا، اس میں ارشاد تھا کہ شام کو تھوڑی رسوت بھگو کر صبح کو پانی پی لیا کرو، انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے بموجب ارشاد کے ویسا ہی کیا خدا نے فائدہ کر دیا۔ آگاہی حضرت صاحب کو جو رسوت کا آدمی اور رسوت کی تھانی اُس کے ہاتھ میں ہوئی تھی اور وہ رسوت کی صفات بیان کرتا تھا، وہ رسوت کی حقیقت تھی، عظیم حق میں ہر چیز کی صورت و شکل ہے۔

آپ رازدار اسرار الہی تھے، بڑے حضرت صاحب کی دعائے ایک عورت کے لڑکا پیدا ہوا اور اُسکو اکثر لوگ بچھو عورت کہتے تھے اور وہ عورت حضرت صاحب مرید تھی اور شیخاواٹی کے آخر اور پنجاب کے قریب کسی گانوں کی رہنے والی تھی، اس کے مکان پر جانے کے واسطے بڑے حضرت صاحب نے حضرت حمید ارشاد صاحب کو جو آپ کے خاص عنایت کے پرورش یافتہ تھے فرمایا کہ فلاں روز فلاں وقت وہاں ضرور پہنچ جانا۔ حضرت حمید ارشاد صاحب بموجب شاد پیدل سفر کرتے ہوئے کالا اتھنا ناں سے یوم اور وقت معینہ پر وہاں پہنچ گئے، وہاں پہنچے پر معلوم ہوا کہ جو بچہ حضرت صاحب کی دعائے پیدا ہوا تھا اُس کا انتقال ہو گیا ہے۔ لوگ اسکی تجیز و کفن کا سامان کر رہے تھے، جب لوگ اُس بچہ کو قبرستان لیجانے لگے تو اُسکی ماں بہت روئی اور حضرت حمید ارشاد صاحب کو دیکھ کر آپ کے پاؤں پکڑ لیے، حمید ارشاد صاحب نے فرمایا "مائی خدا کی مرضی صبر کرو" عورت نے آپ کے پاؤں نہ چھوڑے اور زار زار رونے لگی اور لوگوں سے کہہ دیا کہ میرے بچے کو اس شب کو مست لیجاؤ، صبح لیجاؤ، لوگ اُس کی بیقراری دیکھ کر چپ ہو کر اپنے اپنے گھر چلے گئے، جب لوگ نماز عشا کی پڑھ کر مسجد سے چلے گئے تو حضرت حمید ارشاد صاحب اس بچہ کو کفن سمیت مسجد

میں اٹھائے، صبح کو نماز سے پیشتر بچے کا ہاتھ پکڑ کر اُس کی ماں کے حوالہ کر دیا۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ہم نے جمہدار صاحب کو بچہ کیسے زندہ ہو گیا، تو حضرت جمہدار صاحب نے فرمایا کہ خالص صاحب میں اس بچے کو لیکر مسجد میں چلا گیا اور اندر سے مسجد کی کنڈھی بند کر لی۔ اور جناب النبی میں اُس کے زندہ ہونے کے واسطے دعا کرنے لگا، جب میں دعا شروع کی تو میں نے دیکھا کہ تمام مسجد میں پیرانِ عظام اور صحابہ کرام اور خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اور سب اس بچے کے واسطے دعا کر رہے ہیں، صبح کی نماز سے پیشتر میں نے دیکھا کہ کفن ہوتا ہے۔ میں نے کھول کر دیکھا تو بچہ جھانک رہا تھا، میں نے اُس کا کفن کھول کر اُس کا ہاتھ پکڑ کے اُسکی ماں کے حوالہ کر دیا اور وہاں فوراً روانہ ہو گیا۔ اور جب حضرت صاحب کی خدمت میں کالا افتانان پہنچا اور سب حالات عرض کیے تو حضرت صاحب نے فرمایا جمہدار صاحب تم کو بوجہ مرضی خدا اسی واسطے بھیجا گیا تھا حضرت جمہدار صاحب کا چونکہ اس جگہ ذکر آ گیا ہے، لہذا ان کے متعلق مختصر طریقے سے لکھ کر ختم کرتا ہوں۔ جمہدار شاہ صاحب نے مثل بڑے حضرت صاحب کے بڑے حضرت صاحب کی خدمت میں سال تک شب و روز نہایت خلوص کیساتھ کی، بڑے حضرت صاحب کی ان پر توجہ اور خاص عنایت تھی جمہدار صاحب نسبت قنات و بقا سے بدرجہ اتم مشرف تھے، اس مقام خاص میں ایسی قوی نسبت تھی کہ بہت کم اولیاء کو نصیب ہوتی ہے اور کشف بھی نہایت صحیح اور کثیر تھا۔ اکثر لوح محفوظ اور حجت اور دوزخ کے حالات ایسے بیان کرتے تھے کہ جیسے ان کے ساتھ موجود ہیں اور وہ حالات حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر ملتے ہوئے ہوتے تھے، علم بالکل نہ تھا چنانچہ جذبہ کو حج بجا فرمایا کرتے تھے، دعا جس کیواسطے جو کی خدا نے اپنے فضل سے ویسا ہی ظہور کر دیا، کہیں کثرت جذب میں آٹھ آٹھ سات سات روز تک شب و روز بیٹھے رہتے، کھانے پینے، پشیاب پانخانہ کو بالکل نہ اٹھتے، بڑے حضرت صاحب نے ان کو مرید کرنے کی اجازت نہیں فرمائی کیونکہ پیری مریدی کی واسطے

فی الجہد کچھ علم کی ضرورت ہے، بلکہ یہ فرمایا کہ جمہدار صاحب تم امت محمدی صلعم کے واسطے دعا کیا کرو۔ ایک مرتبہ جمہدار صاحب پنجاب کے شیخ و اٹنی کی طرقت پیدل آرہے تھے راستہ میں ایک گناؤں میں کسی بزرگ کا مزار تھا، وہاں آکر زمین پر بیٹھ گئے، اس گاہ کا خادم کھاٹ (چارپائی) پر بیٹھا ہوا تھا، صاحب مزار قبر سے باہر تشریف لائے اور اپنے خادم مزار کے پتھر مار کے فرمایا بنے ادب بندہ خاص زمین پر بیٹھا ہے اور تو کھاٹ پر۔ اسی وقت وہ شخص اٹھا اور جمہدار صاحب کے پیر حرم کر کھاٹ پر بیٹھ لایا۔ حضرت جمہدار صاحب کے بہت خرق عادات ہوتی ہیں، حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ہم نے نہیں دیکھا کہ جمہدار صاحب نے دعا کی، اور اللہ تعالیٰ نے اسکا ظہور نہ فرمایا ہو۔ اب میں بڑے حضرت صاحب کا حال پھر شروع کرتا ہوں۔

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ بڑے حضرت صاحب ایک مرتبہ جے پور میں حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کے مزار شریف پر پٹھرے ہوئے تھے، انہی ایام میں حضرت سید صاحب کا عرس کا دن آگیا، آپ نے فرمایا خان صاحب! سید صاحب کی فاتحہ عرس کا روز ہے، میں بچپن سے آٹا اور کچھ خچے کی وال پکو کر فاتحہ دے کر فقرا کو تقسیم کر دو، فقروں کو فقروں سے اطلاع ہو گئی۔ صد آدمی جمع ہو گئے، حضرت صاحب فرماتے ہیں میں نے عرض کیا حضرت اب کیا کیا جائے آپ نے فرمایا خان صاحب یہ کھانا فاتحہ کا اللہ واسطے کا ہے ہر شخص کو دو روٹی تنور کی اور وال رکھ کر تقسیم کر دو جب تک رہے دیے جاؤ، ختم ہونے پر فقروں سے کہہ دو کہ ختم ہو گئی اور یہ فرمایا کہ وال کی دیگی پر اور روٹی پر کپڑا ڈال دو اور تقسیم کیے جاؤ، حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ بموجب ارشاد میں نے ویسا ہی کیا جس قدر آدمی آئے جن کی تعداد سینکڑوں کی تھی، ہم نے سب کو دو دو روٹی اور چھ بھر وال تقسیم کر دی، جب سب لے چکے اور کوئی باقی نہ رہا تو حضرت نے فرمایا کہ اب کپڑا اٹھا دو تم بھی کھانا کھا لو۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں نے کپڑا اٹھایا تو تعداد روٹیوں اور وال کی اتنی

ہی تھی بلکہ اس سے بھی زیادہ جتنی کہ پوچھی تھی حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم کالافغانا
 حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور آپ کے ہمراہ ایک گانوں گئے، حضرت صاحب کے تشریف
 لیجانے پر وہاں کے سب لوگ جمع ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ حضرت بوجہ قلت بارش کے کھیتیاں بالکل
 خشک ہونے کے قریب ہیں، آپ دعا فرمائیں، یہ سنکر آپ نے ارشاد فرمایا تم بھی دعا کرو میں بھی دعا
 کرتا ہوں، اپنے دعا کی واسطے ہاتھ اٹھائے، چند منٹ گزرے ہوں گے کہ ایک ابر کا ٹکڑا نمودار ہوا اور
 وہ ابر پھیلنا شروع ہو گیا، ابھی حضرت صاحب نے اور ہم سب نے ہاتھ بدست و جناب الہی میں اٹھا رکھے
 تھے کہ قطرات بارش کے گرنے شروع ہو گئے، آپ نے دعا کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرے اور خاموش بیٹھ
 گئے، حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ تین روز تک برابر جب تک آپ نے اس گانوں میں تشریف
 رکھی پانی برستارہا، تیسرے روز اس گانوں سے آپ دوسرے گانوں تشریف لے گئے اور
 میں آپ کے ہمراہ تھا، اس گانوں سابقہ میں بارش بند ہو گئی اور جہاں آپ تشریف رکھتے تھے
 وہاں پانی برسنا شروع ہو گیا۔ اسی طرح سے چند گانوں میں چند روز تک برابر بارش ہوتی رہی۔
 ایک عورت جو آیام ضعیفی کو پہنچ چکی تھی، اُس کے اولاد نہ ہوتی تھی اُس نے بڑے حضرت
 صاحب سے عرض کیا کہ حضرت دعا فرمائیں اللہ مجھ کو اولاد دے، آپ نے فرمایا ہم دعا کریں گے لیکن
 خدام کو لڑکا دے تو پہلا لڑکا ہماری خدمت کو دینا، اُس عورت نے وعدہ کر لیا، اپنے دعا فرمائی
 قدرت حق کہ اس عورت کے کئی لڑکے ہوئے، مگر اس عورت نے حسب وعدہ خود پہلا لڑکا حضرت
 صاحب کی خدمت میں جب وہ کچھ خدمت کرنے کے لائق ہوا تو اُس کو بھیج دیا۔ اور وہ شخص برسوں
 تک حضرت صاحب کی حیات میں خدمت کرتا رہا، اب سنا ہے کہ اُن کا بھی انتقال ہو گیا، نام
 اُن کا کالیناں صاحب تھا، بڑے حضرت صاحب کی دعا اور قبولیت اور کشف و کرامت مختصر سی
 میرا نے اوپر لکھی ہے، اہل علم کے واسطے بہت کافی ہے، بڑے حضرت صاحب کی سب سے

بڑی کرامت حضرت علی شیرخان صاحب اور جمعدار صاحب کی ذات مبارک ہے، بڑے حضرت صاحب کے خلیفہ جو بھگو معلوم ہیں، یہ ہیں، حضرت علی شیرخان صاحب و حضرت مولوی احمد حسین صاحب اور مولوی عبدالوہاب صاحب گڑھ بوانے والے، اور عبداللہ شاہ صاحب ناگوری کی زیادہ تعریف فرمایا کرتے تھے، لیکن ان سب خلفاء میں حضرت صاحب اور جمعدار صاحب مختص اور ممتاز تھے اور ان کو ہر ایک شخص بجائے بڑے حضرت صاحب کے سمجھتے تھے، حضرت قاضی اشرف حسین صاحب جب پنجاب بڑے حضرت صاحب کی خدمت میں بیعت ہونے کو حاضر ہوئے تو اپنے فرمایا کہ خان صاحب علی شیرخان صاحب کے بیعت ہو گئے ہوتے، میں اور وہ دونوں ایک ہیں، اب بڑے حضرت صاحب کے صاحبزادے یہاں عبدالغنی خان صاحب بجائے بڑے حضرت صاحب کے کالہ افغانان میں قائم مقام ہیں اور بڑے حضرت صاحب کے دو صاحبزادے ان سے چھوٹے میاں شریف محمد خان صاحب اور میاں لطیف محمد خان صاحب اور ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور بڑے حضرت صاحب کی اتباع اور تقلید اور نور باطن سے مشرف فرمائے، رحمۃ اللہ علیہ، بڑے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے، ۲۴ صفر ۱۳۱۰ھ کو وفات پائی، قبر شریف آپ کی کالہ افغانان میں ہے، جو نیکان شریف سے چھ سات کوڑس کے فاصلہ پر ہے۔

(بدیہ اراد مندی مؤلف)

اشعار و مناقب حضرت شہناز محمدنا رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیر محمد شیر حق	رہنمائے سالکان واصل بحق
باعث رحمت زمین و آسماں	شیر احمد قطب دوران جہاں
آں کمالات کہ دارند سابقین	یافت آں از فضل رب العالمین

مردہ زندہ کرواں صاحب کمال
 مردہ زندہ کرواں صاحب کمال
 ایس کرامت زندہ کردن مرگاہ
 ایس کرامت حی مردہ نزد عام
 بہترین برکت کرامت دلی
 بہترین برکت کرامت دلی
 نزد خاصان حرا جملہ امام
 زندہ کردن قلب مردہ مومنین
 ایس تمامی وصف خاصان خدا
 ایس تمامی وصف خاصان خدا
 کے نباشد ایس کمال ذات آں
 کے نباشد ایس کمال ذات آں
 کرد خدمت شیخ خود تابت سال
 کرد خدمت شیخ خود تابت سال
 اس تصرف برکت و کشف ریاض
 اس تصرف برکت و کشف ریاض
 شیر حق خود بود و دیگر شیر حق
 شیر حق خود بود و دیگر شیر حق
 یا الہی تاقیامت سفیض آں
 یا الہی تاقیامت سفیض آں
 اسے خدا از برکت شیر خدا
 اسے خدا از برکت شیر خدا
 از طفیل بسمہ مقبولان خویش
 از طفیل بسمہ مقبولان خویش
 یا الہی سہل گرداں جملہ کار
 یا الہی سہل گرداں جملہ کار

کن ہدایت را صراطِ مستقیم

یا غفور و یا مجیب و یا کریم

فصل سہمیشدوموالات محمدعالمہ خانبعلیہ مذیل لوہیں مری لالی حضرت محمدکی سیرلھنا رحمتہ اللہ

کے حالات وریاضا وکشف وکرامات وترک دنیا وکثرت عبادت میں

میرے مرشد جناب حضرت محمد علی شیرخان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات جو کچھ میں لکھوں گا وہ بالکل اپنے علم و یقین میں انشاء اللہ صحیح لکھوں گا اور روایات فضول اور تعریف بے بنیاد لکھ کر لعنت اللہ علی الکاذبین کا طوق اپنی گردن میں نہ ڈالوں گا اور خسر الدنیا والاخرۃ مفت میں نہ بنوں گا۔ نہ حضرت صاحب زندہ ہیں کہ ان کو اپنی جھوٹ سے خوش کروں یا دوسروں کو جھوٹی باتیں بیان کر کے لوگوں کو ان کا مرید بناؤں، بلکہ جو کچھ حضرت صاحب کے حالات انشاء اللہ لکھوں گا وہ سچ ہوں گے اور سچے خدا کی خوشنودی اور مخلوق کی بہبودی کے واسطے لکھوں گا اور اس میں شک نہیں کہ حق پسند لوگ حضرت صاحب کے حالات کو لکھیں گے کہ خدا ان کمالات کے دینے پر قادر ہے اور واللہ یختص برحمۃ من یشاء اور فضلنا بعضکم علی بعض بالکل حق ہے اور جو لوگ ان کمالات سے واقف نہیں ہیں یا خدا کی دین کے قائل نہ ہوں گے، ان کو میری تحریر پر البتہ شک ہوگا۔ لیکن شک کرنے والوں کے شک یا اعتراض سے نہ مجھ کو نقصان اور نہ ان باتوں کے ماننے والوں سے مجھے کچھ فائدہ وما علینا الا البلاغ

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ قصبہ کانوند طبرس کو اب ہندر گڑھ بھی کہتے ہیں جو قصبہ نازول سے دس کو سس کے فاصلہ پر ہے، آپ کی وہاں کی پیدائش ہے اور وہیں کی رہائش ہے، امام غفر میں بموجب آپ کے ارشاد کے آپ کی عمر قریب اٹھارہ سال کی تھی، آپ کے محلہ کے ہم عمر لوگ جو اکثر

جے پور میں ملازم تھے ، وہ بیان کرتے تھے کہ آپ آٹھ نو برس کی عمر سے خدا کی یاد میں مشغول رہا کرتے تھے اور کھیل کود کی طرف آپ کی طبیعت مائل نہ تھی حضرت صاحب ایام شباب میں بتلاش معاش جے پور تشریف لائے اور یہاں ملازم ہو گئے ، جو لوگ شب و روز سلسلہ ملازمت میں آپ کے پاس رہتے تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ آپ قبل بعیت اور بعد بعیت بہت کم وقت سوتے اور شب و روز یاد خدا میں مشغول رہتے ، آپ بہت قد آور اور سفید رنگ اور بہت خوبصورت تھے ، ایام جوانی میں ہزاروں آدمیوں میں خوبصورتی طاقت اور بلند قامت ہونے میں الگ نظر آتے تھے اور چہرہ مبارک نہایت نورانی تھا اور سمیت حق چہرہ سے عیاں تھی ، اکثر لوگ کچھ عرض کرنے آتے مگر بوجہ مہیبت بات کرنیکی بہت نہوتی اور خاموش چلے جاتے ، یہ آپکی سب جسمانی خوبیاں تھیں یا حدت میں صرف کہیں ، جو لوگ آپ کے مکان کے پاس رہنے والے تھے انکا بیان ہے کہ ہم نے آپ کو علاوہ دن کی مشغولی کے برسوں تمام تمام شب سجدہ میں یاد دوزانو مراقبہ میں یا نماز میں دیکھا ہے ۔ میں حضرت صاحب کے جب بعیت ہوا ، اُس کے اٹھارہ سال بعد آپ نے انتقال فرمایا ۔ میں اکثر روز اس اٹھارہ سال میں بلا ناغہ علاوہ وقت سفر اور مرض کے آپ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوتا رہا اور حاضر بھی اکثر اسقدر رہتا کہ صبح کی نماز پڑھ کر جاتا اور دن دن بارہ بارہ گھنٹے اور کبھی اس سے بھی زیادہ اور کبھی کم و بیش حاضر رہتا ۔ میں نے کبھی اس اٹھارہ سال کے عرصہ میں آپکو بیکار نہیں پایا ، مراقبہ دیکھا یا وظیفہ پڑھتے دیکھا یا تصوف کی کتاب کا مطالعہ کرتے دیکھا لیکن وقت مطالعہ کتاب کے وظیفہ زبانی برابر جاری رہتا تھا ، میں یہ بات نہایت راستبازی اور خدا کو شاہد کر کے کہتا ہوں کہ اس قدر عابد اور یاد خدا میں وقت گزارنے والا بزرگ میری نظر سے نہیں گزرا اور نہ کسی معتبر اور محقق شخص سے فی زمانہ اتنی عبادت کرنے والا بزرگ سننے میں آیا ہوگا ضرور کہو کہ فضلنا بعضکم علی بعض ارشاد رب العباد ہے ، آپ سزاوار ضعیفی میں کہ عمر شریف و سب

ستر سال کے ہوگی، اٹھارہ گھنٹے کے قریب یاد خدا روزمرہ کیا کرتے اور تین چار گھنٹے سوتے
 اور دو گھنٹے کے قریب کھانا کھانے اور رخصت وغیرہ اور آنے جانے والوں کی گفتگو میں صرف
 کرتے اگر کسی وقت آنے جانے والوں کی وجہ سے گفتگو میں زیادہ وقت صرف ہو جاتا تو اپنے آرام کے
 وقت میں سے وقت نکال کر وقت عبادت کو پورا کرتے، ترک دنیا کی یہ حالت تھی کہ جسے پورے رُسا
 اور مالدار اہل حاجت آپ کو اپنے مکان پر بلاتے، مگر آپ کسی کے یہاں تشریف نہیں لیجاتے اور
 بڑے سے بڑے آدمی کی کچھ پرواہ نہیں کرتے، اور جو عادت آپ کی اور گفتگو کا طرز تہنائی میں
 اپنے خادموں کے سامنے تھا وہی طریقہ اپنے اور غیر اور بڑے اور چھوٹے کے سامنے تھا۔ ذرا
 بناوٹ اور تصنع لباس اور کلام میں نہ تھا اور آپ کے پاس کبھی کوئی پانچ پانچ سو روپیہ بھی
 پیش کرتا تو آپ اس کو بڑے حضرت صاحب کی خدمت شریف میں بھیج دیا کرتے تھے، اور
 اپنے پاس کچھ نہیں رکھتے، مکان پر سے جب بہت سے خط خرچ کے واسطے آتے تو بقدر ضرورت
 راجہ خیر روانہ فرماتے، ورنہ جو کچھ خد ابھیجتا وہ بڑے حضرت صاحب کی خدمت میں بھیجتے
 یہاں تک کہ باوجود اہل و عیال اور عزیز واقارب ہونے کے جو مکان مٹی اور چھپرے کے تھے ویسے
 ہی چھوٹے چند مرتبہ خادموں نے عرض بھی کیا کہ حضرت صاحب اگر کل مکان نچتہ بنا دیا جائے اسکا
 کچھ حصہ تو گریو نہیں آگ سے مکان محفوظ ہے تو آپ یہ سن کر فرماتے کہ میاں! کیا جائیگا خدا حافظ
 ہے آپ نے تصوف کی کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ قریب پانسو کے جمع کی تھیں اور آپ انکو
 نہایت عزیز رکھتے تھے، کبھی کبھی بطور افسوس کے فرمایا کرتے کہ یہ ہماری جمع کی ہوئی کتابیں معلوم
 ہمارے بعد کون لے اور ان کی کیا قدر کرے، آپ دو چیزوں کا اکثر افسوس فرمایا کرتے تھے۔
 ایک بڑے حضرت صاحب کے انتقال کا اور دوسرے کتابوں کا۔ اپنے نہ مال جمع کیا نہ مکان نچتہ
 بنایا نہ عمدہ لباس پہنا، اور نہ عمدہ کھانے کا شوق رہا، اور نہ اپنی اہلیہ صاحبہ کے پاس جلد جلد وطن تشریف لیجاتے

کبھی دو تین سال کے بعد وطن تشریف لیجا کرتے تھے اور آپ کی اہلیہ محترمہ بھی نہایت عابدہ اہلہ اور صابرہ عورت تھیں، بڑے حضرت صاحب کا اور آپ کا برتاؤ اور لباس بالکل عام لوگوں کا سا تھا۔ کوئی خصوصیت لباس یا کلام میں درویشانہ یا عالمانہ نہ تھی، علم تصوف میں آپ کو نہایت درجہ کی تحقیقات اور معلومات تھیں۔ علم تصوف کے سمجھنے اور سمجھانے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو شان خاص عنایت کی تھی گویا آپ علم درویشی کے عالم مقبر تھے، جو آپ کے واقف نہ ہو وہ کبھی یہ کہہ سکتا تھا کہ آپ درویش ہیں، ہر سلسلہ مبارک کے اولیاء اللہ کی تعظیم اور محبت آپ کے دل میں تھی، جہاں کسی شخص نے کسی اولیاء اللہ کی شان میں کبر شان کے الفاظ کہے اور آپ اس سے برہم ہو جاتے، آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہم کو حضرت غوث اعظم اور حضرت شاہ نقشبند اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے زیادہ محبت ہے، اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے تو بہت ہی زیادہ محبت تھی، جسکو عشق کہنا چاہیے۔ ٹھٹھاٹ و نیوی یا طرز درویشانہ نہ رکھتے تھے، اور زیادہ آدمیوں سے خلا مانہ ہوتے، اس لیے ارشاد آپ سے بہت کم پھیلا۔ ورنہ نسبت آپ کی نہایت زبردست اور قوی تھی۔ اگر لوگ آپ سے واقف ہو جاتے تو ہزاروں قلوب منور و روشن ہو جاتے، نسبت آپ کی افرادی تھی کہ جو سوائے ذات بحت کے کسی طرف مخاطب نہیں ہونے دیتی تھی، یہی وجہ ہے کہ آپ سے ارشاد کم پھیلا۔ صرفت قریب تنو آدمیوں کے آپ سے بیعت ہوئے۔ آپ کی قوت نسبت کی یہ کیفیت تھی کہ اگر کسی وقت مزاج سے اچانک سر اٹھا کر آپ کسی طالب کو دیکھ لیا کرتے تو کئی کئی روز تک حالت طالب کی دگرگوں رہتی۔ اور بعض پر مہینوں اثر رہتا، اور اس کے تحمل کی آپ نہ ہوتی بعض بعض طلبہ کے دل کو ایک ہی توجہ سے جاری کر دیا کہ پھر وہ اپنی قبر میں زندہ دل کو اپنے ساتھ لے گئے، آپ نے اپنے طلبہ کی پرورش ذکر قلبی، سلطان الاذکار، ولایت صغریٰ، ولایت

کبریٰ میں ایسی کامل فرمائی کہ جیسے حالات میں نے اوپر کی فصلوں میں لکھے ہیں، بعض بعض طلبہ کو اولیائے کرام اور صحابہ عظامؓ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی زیارت جاگتے ہیں چشمِ ظاہر سے ہوا کرتی اور رموز و اسرار الہی کی باتیں ان کو معلوم ہوا کرتی تھیں بعض کے پاس اولیاءِ اہل بیت یعنی قطب ابدال وغیرہ ازراہ کرم تشریف لایا کرتے تھے اور بعض کو فنا فی الرسول حقیقی جیسے ولایت کبریٰ میں بیان ہوئی، یعنی اتصال روحانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتی تھی، اتصال روحانی سے مراد یہ ہے کہ حضورؐ کی کسی شکل اس طالب کی ہو جائے اور حضور صلعم اس کے حال پر بہت ہی کرم اور مہربانی فرماتے تھے، لیکن ولایت کبریٰ سے آگے ترقی اجمالی طلبہ کو ہوئی، منفصل نہیں ہوئی، یہ کمی ترقی طلبہ کی کامل حق طلبی اور کم ظرفی اور القار نہ ہونے کے سبب تھی ورنہ حضرت صاحب کی نسبت اور ترقی مدارج بہت آگے تھی، کیونکہ جس بزرگ کے طلبہ ولایت کبریٰ میں کامل ترقی کر کے اتصال روحانی صلیب خدا صلعم تک سے مشرف ہوں، ان کے شیخ کی شان کا اندازہ اندازہ کر نیوالے کر سکتے ہیں۔ بعض طلبہ کو طی ارض بھی اور کشف کامل خدا نے دیا تھا۔ کتاب رسالات مقامات میں حضرت غلام علی شاہ صاحب نے اپنے شیخ حضرت مرزا منظر جانناں شہید رحمۃ اللہ علیہ نے تعلق اتصال روحانی حضرت رسول خدا صلعم کا حال بیان فرما کر بطور شکر کے یہ فرمایا ہے کہ میرے حضرت صاحب کی علوشان دیکھو چنانچہ میں نے بھی اس کی اتباع اور تعمیل حکم و اَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ کے موافق یہ حالات لکھ دیے ہیں۔ ان حالات کے بیان کرنے کے بعد حضرت صاحب کے کمالات یا کرامات یا کمشوفات بیان کرنے کی اہل علم کے نزدیک کچھ ضرورت نہیں، کیونکہ سب سے زیادہ کمال کبرائے دین کے نزدیک بھی کمال ہے، جو اوپر بیان ہو چکا۔ لیکن عام لوگوں کی اور خصوصاً آپ کے سلسلہ کے خادموں کی اور اہل عقیدت کی تسکین اور خواہش کی

وجہ سے آپ کی چند کرامات اور قرب خدا کے حالات بطور نمونہ کے لکھتا ہوں۔ قرب خدا اور عنایت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے یہ کافی ہے کہ حضرت صاحب کے حجرہ میں جائے نماز پر حضرت صاحب کے ہاتھوں کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں پکڑے ہوئے اور حضرت صاحب کو توجہ دیتے ہوئے چشم ظاہر سے بار بار دیکھا گیا ہے یہ سب خدا کا فضل اور پیران عظام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا صدقہ اور توسل ہے اور خصوصاً زمانہ آخر میں جناب حضرت سید امام علی شاہ صاحب پر چونکہ نبی کریم صلعم کی زیادہ پرورش اور عنایت تھی، اسی واسطے انہی حضرت سید صاحب کے نعلین کے صدقہ سے آپ کے متوسلین پر حضور صلعم کی عنایت بے غایت تھی اور ہے، اللہ تعالیٰ اور زیادہ فرمائے، آمین، بحق سورہ طہ و یسین، نعلین خاصان حق متوسلین اور خادموں کے واسطے باعث قرب خدا، اور عنایت خاصان خدا ہوتی ہیں۔ چنانچہ حضرت صاحب کے خادموں میں سے ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ دربار رسالت پناہی صلعم ہو رہا ہے، اور صحابہ اور اولیا حاضر ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میں بھی حاضر رہا ہوں، مگر نگران دربار جانے نہیں دیتے، اتنے میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے اپنی نعلین مبارک اُتاریں۔ اور میں نے اُن کو اٹھا کر سینے سے لگالیا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے جانے لگا۔ تو مجھ کو دربانوں نے روکنا چاہا، لیکن اور صحابہ نے فرمایا کہ یہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا کفش بردار ہے، اسے جانے دو۔ چنانچہ ان نعلین کے توسل سے دربار میں حاضر ہو گیا، زمانہ حال میں اکثر طلبہ قنائے اول سے مشرف ہوتے ہیں، او قنائے ثانی اور فنار القنار سے بہت کم، خال خال طلبہ مشرف ہوتے ہیں اور جو طلبہ قنائے ثانی اور فنار القنار سے مشرف ہوتے ہیں وہی حقیقتاً قابل ارشاد اور اہل خدمت اولیا رکھے جاتے ہیں۔ جیسے قطب مدار، اوتاد، نقیب و نجیب مردانِ غیب و غیر ہم، اور انہی

بزرگوں سے حَسْرَتِ عَادَاتِ کَثْرَت سے ظاہر ہوتی ہیں۔ اور انہی لوگوں کے ہاتھ میں باگِ حکومت، انتظامِ خلقِ خدا نے دی ہے۔ اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ہر وقت منتظر رہتے ہیں، جو حکم ہوتا ہے اُس کی تعمیل مثیل حضرت خضر علیہ السلام فوراً کرتے ہیں، انکو اپنے پرانے دوست دشمن، بھلائی برائی پر غور کرنے سے کوئی تعلق نہیں، ان کو مثل ملائکہ کرام کے احکامِ الہی کی تعمیل کرنے سے غرض ہے، البتہ اُمت حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے دعا ضرور کرتے ہیں اور یہ دعا اُمت کے واسطے ان بزرگوں کی ترقی درجات کا باعث ہے، میں اپنے اس کلام کی تصدیق میں جناب حضرت قطب ربانی محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کو لکھتا ہوں، وہ یہ ہے،

”جو شخص اللہ عزوجل اور اُس کے نیک بندوں کے ساتھ اچھا گمان رکھے اور اُن کے سامنے تواضع نہ کرے اُس کو فلاح نصیب نہ ہوگی، اسے شخص تو ان کے سامنے تواضع کیوں نہیں کرتا۔ حالانکہ وہ سردار اور امیر ہیں ان کے مقابلہ میں تیری کیا ہستی ہے حق تعالیٰ نے انتظامِ ملکی ان کے حوالہ کیا ہے، ان کی بدولت آسمان سے پانی برتا ہے اور زمین سے سبزہ اُگتا ہے۔ تمام ہوا کلام حضرت کا۔“

حضرت صاحب میرے علم اور تحقیق میں اولیائے خدمت میں سے تھے، کہ جبکی تصدیق مجھ کو بہت طریقہ سے ہوئی ہے، جس کو میں تحریر و تقریر میں لانے کی ضرورت نہیں سمجھتا حضرت صاحب کی طبیعت میں خدا نے اعلیٰ درجہ کا ظرف رکھا تھا کہ وہ اپنے حالات باطنی کی خبر کسی کو نہیں دیتے تھے، اور رازداری یہاں تک تھی کہ ایک مرید کا حال دوسرے مرید سے کم بیان فرماتے، جو مرید آپ کے زیادہ ترقی کر گئے تھے، اُن سے گاہے گاہے کم ترقی کرنے والے مرید کا حال بیان فرما دیا کرتے تھے، لیکن کم درجہ کے مرید سے زیادہ ترقی

کرنے والے مرید کا حال بالکل نہیں فرماتے، جو مرید اپنے کشف اور معلومات کے متعلق حالات
 عرض کرتے، آپ اسکو نہایت بے رغبتی کیساتھ سماعت فرماتے، اور بعض وقت فرمادیا کرتے کہ
 یہ سب باتیں بیکار اور شعبدہ کی مثال ہیں، ذکر حق اور منکر حق، قرب حق کام کی چیزیں
 حضرت کے تصرفات اور سمیت باطنی کا یہ حال تھا جس بات پر آپ ہمت فرماتے اور دعا بجناب باری تعالیٰ
 کرتے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ضرور قبول فرماتا، میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے دعا و سمیت فرمائی ہو
 اور وہ کام نہ ہوا ہو، آپ کی دعا و سمیت سے اہل حاجت کے بڑے بڑے کام نکلنے لگتے تھے، جنکار و اہونا
 عقلاً بالکل خلاف تھا۔ میری اہلیہ کو چار مہینے برابر بخار آیا، ہر چند دوا کی کچھ آرام نہ ہوا اور یقین ہو گیا کہ سوا
 مرنے کے کوئی صورت نظر نہیں آتی، میری اہلیہ نے کہا کہ میری زندگی کا خاتمہ ہو چکا، میرے بچھوٹے بچے بچا تھکے
 تم حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کرو، چنانچہ میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں ہنہر گڑھ عرض
 بھیجا، آپ نے جواب میں تحریر فرمایا "فقیر دعا کرتا ہے، انشاء اللہ آرام ہو جائے گا"۔ بفضلہ تعالیٰ اسی
 روز سے بالکل آرام ہو گیا۔ میرے ایک پیر بھائی کئی برس تک مرض بخار میں علیل ہے، حکیم اور
 ڈاکٹروں نے جواب دیدیا، حضرت صاحب نے چند دن دم فرمایا، اللہ تعالیٰ نے اچھا کر دیا۔ حکیم محمد
 شفیع حضرت صاحب کے بیعت تھے، ان کے دروڑات الصدک کا نہایت شدید ہوا، زندگی سے
 سب ناامید ہو گئے، حضرت صاحب نے جا کر دم فرمایا، اللہ تعالیٰ نے اسی وقت صحت بخشی، ایک
 مرتبہ میں خود شدید بخار میں مبتلا ہوا، ضعف اس قدر ہو گیا کہ بیٹھ کر نماز مشکل سے ادا کرتا، اگر وہی
 شدت بخار کی رہتا تو شاید میں دو ایک روز میں مر جاتا۔ میں نے اپنا حال مختصر لکھ کر خدمت
 شریف میں بھیجا، آپ نے تعویذ عنایت فرمائے اور یہ فرمادیا کہ ہم دعا بھی کرتے ہیں، جب میرے
 پاس تعویذ آئے تو ان میں سے میں نے ایک تعویذ لیا اور اس کو اٹھ کر پینا چاہتا تھا کہ اتنے میں کیا
 دیکھتا ہوں کہ حضرت صاحب میرے سامنے تشریف رکھتے ہیں اور بزرگرم دیکھ رہے ہیں میں حیران تھا کہ

حضرت صاحب بلا آواز دیے اور بلا اجازت گھر کے اندر کیسے تشریف لے آئے لیکن بوجہ پاس اوب
کچھ کہہ نہ سکا اور عظیم کو اٹھائیرے اٹھتے ہی حضرت صاحب غائب ہو گئے، اور میرا بخارا اور ضعف بالکل
جاتا رہا، اور ایسی قوت مجھ میں پیدا ہو گئی، جیسی کہ ایام شباب میں ہوتی ہے، میں نے اسی وقت کپڑا
پہنے تو میری اہلیہ نے مجھ کو پکڑ لیا اور یہ خیال کیا کہ کثرتِ بخار سے سر م ہو گیا ہے، اسلئے یہ گھر
سے باہر جاتے ہیں اور میرے جانے میں مانع ہوئیں، تب میں نے کہا کہ میں بالکل اچھا ہوں حضرت
صاحب کی خدمت میں جاتا ہوں، چنانچہ میں نے قریب دو میل کے فاصلہ پر حضرت صاحب کی
خدمت میں حاضر ہو کر یہ حال عرض کیا، آپ نے فرمایا تم کو وہم ہو گیا ہے پھر میں ہاں سے کئی جگہ
پھرتا ہوا گھر واپس آیا، ایسے صدہا معاملہ حضرت صاحب کے دیکھے ہیں، اسی واسطے حضرت شاہ ولی اللہ
صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب قول الجہیل میں فرماتے ہیں: تصرفات نقشبندیہ
عجیبہ و غریبہ بعد وفات میں نے آپ کو دیکھا کہ کبھی آپ (یعنی حضرت صاحب) حضرت ذوالکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل ہو جاتے ہیں اور کبھی حضور انور صلعم حضرت صاحب کی شکل ہو جاتے ہیں
یہ فنا و بقا اتصال روحانی بروح اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس درجہ باعث شکر اور کس
درجہ باعث تصدیق ہرگز میں کئی مرتبہ حضرت صاحب کی قبر شریف پر حاضر ہوا اس لیے کہ ان معاملات
میں جو مجھ کو درپیش ہیں از قسم امراض و معاملات دینی و دنیوی، تو میں نے اثنائے مراقبہ میں دیکھا کہ حضرت
صاحب کی قبر شریف جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، اور حضرت خاتم النبیین صلعم بھی وہاں
تشریف رکھتے ہیں، اور حضرت صاحب میرے معاملات میں حضور صلعم سے عرض کر رہے ہیں، اور حضور
سکراتے ہیں بفضلہ تعالیٰ وہ کام اللہ نے میرے لیے ہی درست فرمادیے، کئی مرتبہ حضرت صاحب نے
مجھ کو قبر شریف میں سے آواز سے فرمایا میں خوش ہوں تو فکر مت کر میرا معمول آپ کی زندگی میں
اٹھارہ برس تک اور اب بعد وفات پچیس سال سے قریب روزمرہ حاضری کا ہے، ایک مرتبہ میں

کئی روز تک حاضر نہ ہوا تو قبر شریف میں سے باوا زبند فرمایا کہ تو کئی روز سے کیوں نہیں آیا۔ ایک مرتبہ میں نے حضرت صاحب کوئی خاص حال عرض کیا آپ نے فرمایا ٹھیک ہے مجھ کو اس میں شک ہا تو میں نے اسی شب کو دیکھا کہ حضرت مرزا مظہر جانجانا شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قلم مبارک سے مجھ کو یہ بات لکھ کر عنایت فرمائی تیرے پیر کے کلام میں شک مت کروہ حق کیساتھ ہے اور یہی مضمون آپ نے ایک ہی وقت میں چالیس مرتبہ لکھ کر عنایت فرمایا۔ اور زبانی تقاضہ بھی ہر بار فرماتے رہے ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ میں مقام لہتی میں ہوں اور وہاں سے نہیں نکل سکتا، اسی حالت تردد میں دیکھا کہ حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور حضرت صاحب بھی آپ کے ہمراہ ہیں، ایک ہاتھ میرا حضرت رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پکڑا اور ایک حضرت صاحب نے اور مجھ کو اوپر کھینچ لیا۔ اور یہ حال ابتدائی زمانہ کا تھا کہ اس زمانہ میں شیطان اور نفس مجھ کو حضرت صاحب کی طرف سے مذہب کرنا چاہتے تھے، حضرت صاحب کی ایک مریدہ تھیں ان کا انتقال ہوا تو ان کے بھائی نے (کہ وہ بھی حضرت صاحب کے مرید تھے) عرض کیا کہ حضرت صاحب دعا فرمائیں کہ میری بہن کی بخشش خدا فرمادے، انہوں نے اسی شب خواب میں دیکھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کے ہمراہ حضرت صاحب بھی ہیں، حضرت صاحب نے حضور صلعم کی خدمت شریف میں نہایت ادب سے عرض کیا "یا رسول اللہ دعا فرمائیں کہ اللہ اس کو بخش دے" اس عرض کرنے پر حضور اقدس نے آگے قدم مبارک بڑھا کر ان عورت مرحومہ کے سینہ پر انگشت شہادت سے کلر شریف لکھ دیا۔ کلر شریف لکھتے ہی سینہ سے اس قدر نور روشن ہوا کہ اس تک اسکی روشنی پہنچی، اس کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا اطمینان رکھ تیری بہن کی بخشش ہو گئی۔ اور آپ تشریف لے گئے، حضرت صاحب کے خاص خادم عبدالرحمن خان صاحب تھے وہ طالب صادق تھے اور حضرت صاحب کے پہلے وہ بیت ہوئے تھے، اور حضرت صاحب

کی ان پر خاص عنایت تھی، وہ ہر وقت ذکر و فکر میں مشغول رہا کرتے تھے، ان کا سینہ انوار الہی سے منور تھا۔ ان پر پیران کبار کی بہت عنایت تھی وہ تارک الدنیا اور قانع و صابر تھے۔ کبھی ان پر تیسرے چوتھے وقت کا فائدہ ہوتا تھا تو غیب سے کوئی ان کو سوتے سے جگا کر گرم گرم کھانا دیکر فائدہ ہو جاتا۔ ان کے انتقال سے حضرت صاحب کو بہت رنج ہوا۔ ان کے انتقال کے بعد حضرت صاحب کے ایک خادم نے خواب میں دیکھا کہ حضرت صاحب نے عبد الرحمن خاں صاحب کا ہاتھ پکڑ کے بڑے حضرت صاحب کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر عرض کیا کہ حضرت! یہ آپ کے سلسلہ میں داخل ہے، یہ عرض سکر بڑے حضرت صاحب نے عبد الرحمن خاں صاحب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر فرمایا، بیشک یہ میرے سلسلہ میں ہے اور اسی طرح یہی الفاظ عرض کر کے بڑے حضرت صاحب نے جناب حضرت سید صاحب کے سپرد کیا، اسی طریقہ سے سلسلہ بسلسلہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمن خاں صاحب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑا اور پھر ان کو جناب سالتما ب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں پیش کر کے عرض کیا یا رسول اللہ (صلعم) یہ میرے سلسلہ میں ہے آپ قبول فرمائیں حضور انور صلعم نے یہ سکر عبد الرحمن خاں صاحب کا ہاتھ اپنے دست مبارک میں پکڑ لیا اور فرمایا اس صدیق اکبر! جب تیرے سلسلہ میں ہے تو میرے ہی سلسلہ میں ہے۔

آگاہی: حضرت صاحب کی مقبولیت کا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے، اسی واسطے اولیائے کبار کے سلسلہ میں داخل ہونے میں کہ اگر کمال کو نہ پہنچے تو ذریعہ شفاعت اور مقبولیت کا ضرور ہوتا ہے، چنانچہ حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے پیر حضرت شیخ محمد عابد سنائی رحمۃ اللہ علیہ نے بار بار مجھ سے فرمایا "اے جانجاناں! ہم کو بلو، امام ہوا ہے کہ اے محمد عابد جس جگہ تو دفن ہوگا، اُس جگہ سے جہا تک نظر پہنچے، اس حد جگہ نظر میں جو دفن کیا جائے گا وہ بخشا جائیگا۔" اسی واسطے اکثر لوگ اولیاء اللہ کے مزارِ آپس کے قریب

دفن ہونے کی خواہش رکھتے ہیں، حضرت صاحب کے ایک مرید تھے، ان کے ایک دوست کا انتقال ہو گیا۔ وقت غسل کے دیکھا گیا تو ان کا چہرہ بوجہ شامت اعمال سیاہ ہو گیا تھا، یہ حالت دیکھ کر ان کو رحم آیا اور انہوں نے بجناب باری تعالیٰ دعا کی، قدرت حق جب قبر میں رکھ کر منہ کھولا تو منہ ان کا سفید اور نورانی ہو گیا تھا، یہ شخص دعا کرنے والے مقام فنا و بقا سے مشرف تھے، یہی شخص جس درخت یا مکان کے نیچے بیٹھتے اور جب وہاں سے علیحدہ ہوتے تو مکان اور درخت سے رونے کی آواز آتی، حضرت صاحب کسی پر ناراض ہو جاتے تو بہت جلد اس کا نقصان ہو جاتا، آپ کے وطن میں ایک مرتبہ دو شخص آپ کے مکان میں نقب لگا کر اسباب کپڑے برتن وغیرہ لگئے، آپ نے اپنے جے پور میں سنا تو فرمایا "ہمارا دعویٰ خدا کے یہاں ہے" اور پولیس وغیرہ میں کوئی کارروائی نہیں کی۔ قدرت حق تھوڑا عرصہ گزرا، جس شخص نے جس ہاتھ سے نقب لگایا تھا وہی ہاتھ اس کا بارود سے زخمی ہو کر کاٹ دیا گیا۔ اور دوسرے چور کے مکان میں اسکی عدم موجودگی میں آگ لگ گئی، اسکا تمام عمر کا جمع شدہ سامان مع مکان جل کر برباد ہو گیا۔ پھر یہ دونوں چور حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے اس فعل سے مقرر ہو کر معافی کے خواستگار ہوئے، مجھے خوب یاد ہے کہ جس وقت اس شخص کے مکان میں آگ لگی تھی، حضرت صاحب نے اس وقت مراقبے سے سر اٹھا کر مجھ سے فرمایا کہ "وطن میں فلاں شخص کے مکان میں آگ لگ گئی" ایسا معلوم ہوتا ہے "تیسرے روز وہاں سے خط آیا اس سے معلوم ہوا کہ اسی شخص کے مکان میں جس نے چوری کی تھی، آگ لگی، اور وہی وقت آگ لگنے کا تھا، حضرت صاحب کے کلام میں جب کبھی مجھ کو کچھ تذبذب رہتا، تو میرے اطمینان کے واسطے غیب سے اکثر تصدیق ہو جایا کرتی تھی۔ چنانچہ ایک روز حضرت صاحب کی اور مولوی عبدالغفور صاحب کی گفتگو میں یہ اختلاف ہوا کہ حضرت صاحب یہ فرماتے تھے کہ ذکر قلبی کا یہ قوی ثبوت ہے کہ جسم کی رگیں ذکر حق

سے جنباں رہیں، اور مولوی عبدالغفور صاحب یہ کہتے تھے کہ آواز ذکر قلبی کا کانوں سے سنا قوی ہے۔ بجو اس میں خلجان رہا، میں نے اسی شب کو ایک بزرگ کو خواب میں دیکھا کہ انکی نورانی شکل ہے (اور علیہ انکا بنجارا شریف کے لوگوں کا سا ہے) تشریف لائے اور بعد سلام علیکم مجھ سے مصافحہ کیا اور بعد مصافحہ میری انگلیوں میں اپنی انگلیاں ڈالیں اور پھر فرمایا کہ تو دیکھتا ہے کہ میری انگلیوں میں کیا ہے؟ میں عرض کیا کہ آپ کی انگلیوں کی رگیں ذکر حق سے جنباں ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہی ثبوت ذکر قلبی قوی ہے۔ اور میں امام الطریقہ (حضرت) خواجہ محمد نقشبند ہوں۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ میرے پاس اس وقت میرا لڑکا محمد شوکت علی سورہا تھا۔ میں نے اُس کا منہ کھول کر دیکھا تو اُس کی زبان جو سامنے سے قریب پون انچ کے گر کر چاقو سے کٹ گئی تھی، اور اُس کی دو شاخیں ہو رہی تھیں، وہ بالکل جڑی ہوئی تھی۔ اور کوئی زخم اُسہیں نہ تھا۔ یہ خواب بیداری سے بہتر اور ثبوت برکت اور تصرف حضرت خواجہ خواجگان خواجہ محمد نقشبند ظاہر ہے، رحمۃ اللہ علیہ۔ اور خاصانِ خدا کے تصرفات اور ہدایات بعد انتقال کے بھی بحکمِ خدا جاری و ساری رہتی ہیں۔ یہ جو مشہور ہے کہ اولیاء کی ولایت بعد وفات لے لیجاتی ہے اس کی شرح یہ ہے کہ جو ولایت قربِ خدا کی ولی کو خدا کی جناب سے عطا ہوتی ہے، وہ بعد وفات ولی کے اور زیادہ قوی ہو جاتی ہے، اور جو ولایت (زیر کے ساتھ) کسی ولی کو انتظامِ خلقت کی جس کو منصبِ قطب، ابدال، اوتاد، نقیب، نجیب، مردانِ غیب وغیرہ مراتب کی عنایت ہوتی ہے، یہ ولایت البتہ انتقال کے بعد لے لیجاتی ہے، اور وہ کسی زندہ بزرگ کو تفویض کر دی جاتی ہے، لیکن جو بزرگ اہل خدمت یا اہل ارشادِ اعلیٰ درجہ کے اس مقام کے گزرے ہیں وہ اہل خدمت اولیاء موجودہ کی اور اہل ارشاد موجودہ کی دعا اور بہت سے بحکمِ خدا ان کی ارواحِ طیبات ایسی اعانت کرتی ہیں، جیسے اہل ارشاد اور اہل خدمت زندہ کرتے ہیں جو اہل علم ^{بوقت} علم

اور اہل بصیرت پوشیدہ نہیں ہے۔ اگر کسی کو میری تقریر میں شبہ ہو تو وہ حضرت عبد الفتاحی
 و حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی و حضرت مرزا مظہر جانجاناں و حضرت خواجہ ناصر عندلیب
 حضرت غلام علی شاہ و حضرت شاہ ولی اللہ و حضرت شاہ عبدالعزیز و حضرت شاہ عبدالرحمن محدث
 دہلوی کی کتابیں دیکھیں۔ رحمۃ اللہ علیہم جمعین۔

یہ بات مسلمہ ہے کہ عام مومنین عام فرشتوں سے اور خاص بندے خاص فرشتوں سے نفضل
 ہیں اور خلعت خلافت صرف بشر کو عنایت ہوا ہے نہ کہ فرشتوں کو توجب اللہ تعالیٰ اپنے کم
 درجہ والی مخلوق سے اپنے مخلوقات کا کام لیتا ہے تو اپنی اعلیٰ درجہ کی مخلوق سے مثل فرشتوں
 کے کام لے تو کون سے تعجب کی بات ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، یہ کمال اولیائے کبار کا زندگی
 اور بعد مرنے کے جو کچھ ہے وہ عطیہ رب العالمین ہے اور یہ سب اسی کی حمد و ثنا و قدرت کا ثبوت ہے
 چنانچہ یہ مسئلہ تمام اُمت میں متفقہ ہے کہ حضور صلعم کی زیارت حضور ہی کی زیارت ہے، شیطان آپ کی
 شکل نہیں بن سکتا، اور آپ کی زیارت ہر شب میں ایک ہی وقت میں ہزار ہا مسلمانوں کو ہر ملک
 میں ہوتی ہے، توجب آپ کی روح مقدس کا یہ حال ہے کہ ہزار ہا اُمتی کو ایک ہی وقت میں زیارت
 سے مشرف فرماتے ہیں، اور طرح طرح کی ہدایات اور کلمات فرماتے ہیں تو حضور کی اُمت کے خاص
 اُمتی جو آپ کے وارث ہیں اور اس صفت میں سے بھی حصہ پانے کے مستحق ہیں، اگر بعد انتقال
 خاصانِ خدا کے برضی خدا و عطیہ خدا یہ کمال باقی رہیں تو کیا تعجب ہو، بلکہ قادر مطلق خالق مخلوقات
 کی یہ عین تعریف ہے، اور بلا مضمیٰ کیا فرشتے بنیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کیا اولیائے کرام کچھ نہیں
 کر سکتے۔

اطلاع: اگر کوئی حضور انور کی زیارت کا شوق رکھتا ہو، تو چند روز میرے حضرت علی شیر
 خاں صاحب کی قبر شریف پر حاضر ہو کر وہاں نبی کریم علیہ السلام پر دو دستہ لٹھے، انشاء اللہ

بہت جلد ضرور زیارت نصیب ہوگی، اور ہر حاجت اللہ تعالیٰ پوری کرے گا۔ یہ بات ہر شخص آزلے۔
 غرض کہ جناب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیع کمالات سے ظلی طور پر اولیاء اللہ کو حسب حیثیت
 حسب مراتب کمالات نصیب ہوتے ہیں، اگر ان میں سے حصہ نہ ملے تو ارشاد العلماء و رہنما
 الانبیاء کے معنی کب درست ہو سکتے ہیں، وارث کو تو ہر چیز میں سے حصہ ملنا چاہیے، میں نے جو
 کچھ حالات حضرت صاحب و بڑے حضرت صاحب و جناب سید صاحب کے لکھے ہیں، یہ قابل
 اظہار نہ تھے، بلکہ قابل استتار تھے، مگر یہ خیال کر کے کہ طالب خدا ان نعمتوں کی تلاش
 میں رہیں، اور یہ بھی لوگ جان لیں کہ جیسے کتابوں میں اولیاء اللہ کے حالات لکھے ہیں ابھی
 خدائے قادر نے اپنے برگزیدہ بندہ زمین پر ان کمالات کے پیدا کیے ہیں اور یہ بات کہنا چھوڑیں
 کہ مسلمانوں کو اور مسلمانوں کو کتاب حضرت مولانا رومیؒ نے خوب فرمایا ہے۔

شرح اوحیفت با اہل جہاں بچو راز عشق باید در نہاں
 نامناسب حال خاصان خدا کا عام لوگوں سے کہنا، بلکہ مانند راز عشق کے چاہیے چھپانا
 لیک گفتیم و صفت او تبارد بر بند پیش ازان کہ فوت آں حسرت بر بند
 لیکن اس واسطے کہتا ہوں کہ لوگ انکاراتہ چلیں اور تلاش کریں اس بے بہا فوت خسروانوں
 اب میں حضرت صاحب کے حالات کو ختم کر کے آپ کے انتقال کا حال لکھتا ہوں۔

آپ نے جمہور کے روز عین وقت نماز جمہور کے تیوں محرم الحرام ۱۲۸۸ھ (تیرہ سو اٹھائیس)

کو انتقال فرمایا اذ اللہ و اذنا اللہ و اذنا اللہ اجعونہ

میں انتقال سے کچھ دیر پہلے حضرت صاحب کی چار پانی کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اور فکر تھی
 کہ آپ کا وقت آخر ہے یا صحت ہوگی تو غیب سے آواز آئی وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرًا فَكَ
 دَبْنَا وَالْيَاكُ الْمَصِيبُ میں سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اچھے مقبول بندوں میں

آپ کو شمار فرمایا۔ اور آپ کا وقت سفر آخرت ہی۔ چنانچہ تھوڑی ہی دیر بعد آپ نے انتقال فرمایا
 مولوی سراج الدین صاحب کا کو روئی جو حضرت صاحب کے جنازہ کے ساتھ تھے، راتہ میں قبرستان
 میں پہنچنے سے پیشتر مجھ سے فرمایا کہ میں نے حضرت صاحب کی تاریخ وفات کہہ لی ہے جس سے ۱۹۱۰ء
 نکلے ہیں، چنانچہ یہ تاریخ میں نے ننگ مرمر پر حلیٰ مسلم سے کندہ کرا کر حضرت صاحب کی قبر شریف
 کے سرہانے لگا دی ہے، میں حضرت صاحب کی قبر شریف پر بیٹھا ہوا یہ فکر کر رہا تھا کہ حضرت صاحب
 کی سال وفات کسی آیت شریف یا اسمائے الہی سے نکلے، اور سنہ بھی بھری ہو تو بہت مناسب
 ناگاہ غیب سے آواز آئی هُوَ الْغَفُوسُ، میں نے وہیں ریت پر هُوَ الْغَفُوسُ کے اعداد نکالے تو ۱۳۲۸ھ
 نکلے (سنہ ۱۳۲۸ھ سواٹھائیس) میں نے خدا کا شکر ادا کیا، اور تاریخ کے پتھر کی شروع پیشانی پر هُوَ الْغَفُوسُ
 بھی کندہ کرا دیا، قطعہ تاریخ مولوی سراج الدین صاحب یہ ہے،

جناب شاہ علی شیر خاں چورونہفت سیاہ روز جہاں شد بچشم اہل دل
 بلوچ قبر نوشتہ سراج سال وفات مزار پاک علی شیر خاں ارم منزل
 حضرت صاحب کی قبر شریف شہر جے پور گھاٹ دروازہ باہر علی شاہ جی کے قبرستان میں ہے
 اور قبرستان میں جاتے ہی دست چپ کی طرف قدرے بلند صرف پتھر ہی پتھر کی بنی ہوئی ہے چونہ
 کا اس پر پلاٹر وغیرہ نہیں ہے، اور قبر شریف کے اوپر سرہانے ننگ مرمر کا پتھر قریب تین فٹ اونچا
 تاریخ کا لگا ہوا ہے، حضرت صاحب کا انتقال ۳۰ محرم الحرام ۱۳۲۸ھ کو ہوا ہے اور ہمیشہ میں محرم
 ہوتی نہیں، اس لیے میں نے یکم صفر المنظر یوم عرس مقرر کیا ہے، اور یہ اس مناسبت کے بھی مقرر کیا ہے
 کہ ماہ صفر میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اور بڑے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہما کا عرس ہوتا ہے
 انہوں حضرت صاحب جیسی ذات بابرکات ہم جیسے گناہگاروں کے سر پر سے اٹھ گئی، ہر شخص کو
 حضرت سعدی علیہ الرحمۃ کے ارشاد کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

منہ دل بریں دھسنا پانہ دار
ز سجدی ہمیں یک سخن یاد دار

جذبہ ارادت مؤلف

حضرت صاحب کی تعریف میں چند اشعار

شیر حق است شیر شیران خدا	حضرت شیر علی شیر خدا
نائب حق نائب خیر الورے	نائب حق جملہ خاصان خدا
ترک دنیا کثرت ذکر خدا	جہد با نفس لعین حب خدا
قانع و ذاکر توکل با خدا	صبر و شاکر بہ تسلیم و رضا
ہست جامع این کمالات عجیب	شاہ علی شیر خدا صاحب نصیب
این ہمہ اوصاف آل پاکیزہ نفس	مثل آل عابد ندیم بیچ کس
سالہا در سجده و ذکر خدا	جملہ شب بگذشت در زاری دعا
شد مقرر ہر روز ساعت بالیقین	از برائے مالک یوم البقیں
عمر خود در یاد حق و مسکر حق	صرف کردہ خوب شد و اصل بحق
فانی از خود باقی با حق بالیقین	شد وصال رحمۃ اللعالمین
این ہمہ فضل خدا جو دو عطا	ہست صدقہ مصطفیٰ و محبت سببی
از برائے گر کے کرد آل دعا	روزہ شد از بارگاہ کبریا
ہمچنین تائید و تصدیق کلام	اولیائے سابقین کردند تمام
زیر فریب تصدیق کے باشد عزیز	قدر این داند کسے اہل تینر
سین چو گویم وصف آل عالیجناب	رحمت حق باد بر آل بہ حساب

یا الہی از برائے شیر حق! رہ نمائی کن! بدایت راجح

ضمیمہ

کتاب معیار السلوک دافع الاوبام والشکوک

میں نے اس کتاب کے سات باب اور ہر باب میں سات فصلیں لکھی ہیں تاکہ اس کتاب کو قرآن پاک کی سات منزلوں سے اور سات آیت سورہ فاتحہ سے اور سات دن اور سات اور سات زمین اور سات آسمان سے مناسبت ہو۔ اور یہ باب اور فصلیں ختم ہو چکیں، تو میں نے ضروری باتیں فائدہ خلق کے لیے اس ضمیمہ میں لکھی ہیں، اور اس میں علاوہ کسوٹی اور میزان ضروری باتوں کے آخر میں کچھ تعویذ بھی نفع خلق کے لیے لکھے ہیں، اگرچہ تعویذات کا تعلق علم تصوف سے نہیں ہے، اور نہ ولایت کے قرب و بعد سے اس کا کچھ واسطہ ہے، لیکن بعض محققین نے بموجب ارشاد اَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ کے خلق خدا کو ان تعویذات کی وجہ سے اپنی طرف مخاطب کرنے کا ذریعہ بنا کر خدا کی طرف مخاطب کیا ہے تعویذات میں جو علاوہ عبارت کے ہند سے ہوتے ہیں، وہ بھی آیات قرآن مجید یا اسماء الہی کے ہوتے ہیں، اور تعویذ کا لکھنا حروف میں اور گلے میں ڈالنا سنت ہے، جسکو دیکھنا ہو وہ کتاب حدیث حصن حصین میں دیکھ لے، جس کا ترجمہ اور شرح نواب قطب الدین خان صاحب محدث دہلوی نے کی ہے، پہلے میں ۲۹ معیار لکھتا ہوں کہ جس کا تعلق تصوف سے ہے، اس کے بعد میں تعویذات لکھوں گا۔

(۱) معیاس، جو خواب یا کشف یا الہام یا آواز غیب ہو اس کو قرآن و حدیث سے مطابقت

کرنا چاہیے، اگر مطابق ہو تو قابل ماننے اور عمل کرنے کے ہے، اور خلاف ہو تو چھوڑ دینے کے

قابل ہے، انہی مؤلف

شاہد و رہبر یہ دونوں ہیں تھے مونس و غمخوار دونوں ہیں ترسے

شاہد و رہبر ہیں ستر آن وحدت چھوڑا جس نے وہ ہوا بیشک ضیبت

(۲) معیار، بھوک و پیاس میں اور بے سرو سامانی میں قناعت و توکل دل میں ہو اور

محبت خدا میں وجد و تواجد، جوش و خروش ہو تو یہ قابل اعتبار اور لائق شکر ہے، اور بحالت

مغز کھانے کے اور مال و اسباب موجود ہونے کے قناعت و توکل معلوم ہو یا وجد و تواجد

تو یہ نفس کا دھوکہ اور ذاتی خیال ہے، ملو لھنسا

نفس کے دھوکے بہت باریک ہیں راستے اس کے بہت تاریک ہیں

مشعل قول المشرق سانسے رکھتا ہووے تو غریق

(۳) معیار، قرآن پاک قاری خوش امکان پڑھے یا بلا مزامیر بڑھایا جو ان حمد و نعت

میں اشعار پڑھے، اور اس سے وجد و تواجد یا دل کو راحت نہ ہو، اور عورت یا مرد کے اشعار پڑھنے

یا مزامیر کی آواز کیساتھ کیسکو حال طاری ہو تو جان لو کہ یہ حال نہیں بلکہ وبال ہے مؤلف

گر ترا آید خلافتِ شرع حال داں کہ اس ظلمیت گمراہی بول

(۴) معیار، کسی کو کشف ہو، یا طے ارض ہو یا کچھ بھی ہو، اگر خدا کے سوا اس کے دل

میں امید یا خوف غیر ہے تو نہ وہ ولی خدا ہے، نہ اسکا سلوک قابل اعتبار

ہے یہ معیار ولایت اسے عزیز لطف اپنے کھوٹے اور کھرے کی کرتیر

خواجہ ناصر عندلیب با صفا ایسا کچھ فرماتے ہیں مرد خدا

ہے امید و خوف گرج حق کے سوا ہے وہ بندہ نفس نے بندہ خدا

(۵) معیار: دوسرے لوگ جیسے اسکی خدمت جسمانی اور کفش برداری اور روپیہ پیسہ

سے کرتے ہیں اسکو بھی ویسے ہی اپنے کم درجہ کے لوگوں کی کرنی چاہیے، یہی عینِ طریقت ہے،

طریقت بجز خدمتِ خلقِ نیت سعد بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیت

(۶) معیار، اپنی تعظیم و تکریم کو درست جان کر منع نہ کرنا، اور دوسروں کی تعظیم و تکریم یافتہ

سے بچنا، شانِ اسلام اور شانِ ولایت کے خلاف ہے۔

ہر کہ خدمت کر دو اور مخدوم شد (زید الدین عطار) ہر کہ خود را دید اور مخدوم شد

(۷) معیار، خواہشمند کشف و کرامات یا طالبِ کیمیا و دستِ غیبِ طالبِ خدا نہیں ہے،

طالبِ کشف و کرامت کیمیا! طالبِ حق نیت اسے مردِ خدا

(۸) معیار، اپنے عیوب کو پیش نظر رکھنا، اور دوسروں کے پس پشت ڈالنا یا چھپانا

یا تلاش نہ کرنا خوبی اور قابلِ شکر ہے،

کے نزدیک درجہاں عاقلست ز خود ہوشیار و ز جہاں غافلست

(۹) معیار، مسائلِ شرعیہ میں ائمہ طریقت کی تقلید اور مسائلِ طریقت میں ائمہ طریقت

کی تقلید نہایت ضروری ہے، اور اس کے خلاف میں تباہی اور گمراہی ہے، سو اس شخص

کے جو مرتبہ اجہاد کو علمِ شریعت یا طریقت میں پہنچ چکا ہے، لیکن اگر وہ بھی تقلیدِ ائمہ کرے تو اس کے

عودۃ الوثقی ہے تقلیدِ امام ہے کلیدِ معرفت رب الانام

راستہ مرضی خدا و مصطفیٰ معاً منکشف تقلید سے ہو بر ملا

(۱۰) معیار، ذکرِ قلبی بعض وقت ایسا لطیف ہوتا ہے کہ نہ اس کا ادراک ہوتا ہے

اور نہ ہمید میں آتا ہے اور بعض وقت بوجہ گناہ نہیں ہوتا، اسکی معیار یہ ہے کہ اگر دلیں

توحیدِ خدا اور محبتِ حبیبِ خدا ہے تو جان لے کہ ذکرِ لطافت کے ساتھ ہے، اور اگر توحید و

محبت میں کمی ہے تو یہ قبض بوجہ گناہ ہے، اس لیے استغفار اور گریہ و زاری زیادہ کرنا چاہئے

بے ندامت اور گریہ فضل رب مؤلف بابِ رحمت بکشمش و اہوں سب

حضرت مولاناؒ

کار تو موقوف بر زاری دل است بے تضرع کامیابی شکل است

(۱۱) معیار جیسے اپنی عورتوں کی پردہ و عصمت کا خیال ہے، ویسا ہی دوسروں

کا رکھنا چاہیے۔

بزرگوں نے ترجمہ حدیث شریف کا یہ کیا ہے، ہرچہ بخود نہ اپنی بدگراں پسند

بہتری جو چاہے اپنے واسطے ازبوں وہ ہی چاہے دوسروں کی واسطے

مومن حق ہے وہ مومن را ہے یہ ارشاد محمد مصطفیٰ

(۱۲) معیار غیر عورتوں کی صحبت اور جہاں فحش کلام یا کام ہوتے ہوں وہاں سے بچنا

چاہیے، ورنہ باعث مطعون ہوگا، حضور کا ارشاد ہے، اللعالم واقع التہم

دور باش از جائے تممت لے سپر بولن این چنین فرمودہ اند خیر البشر

(۱۳) معیار ایسے عرسوں میں سفر کر کے نہ جانا چاہیے کہ راستہ میں نمازیں قضا ہوں یا سووی

روپیہ لیکر جانا ہو، یا اہل حقوق، ماں باپ، بیوی بچے، تکلیف پھیں یا بیمار ہوں، اور تو عرس

میں جائے، عرس میں شریک ہونا مستحب یا جائز ہے، فرض یا واجب یا سنت مگر نہ نہیں ہے

اور اہل حقوق کی ادائیگی حق، فرض اور واجب ہو، فرض کے مقابلہ میں مستحب قابل ترک ہوتا ہے

یہی مسئلہ متفقہ ہے، حج بیت اللہ بھی جب ہی فرض ہے کہ جب اہل حقوق کے حق سے زائد روپیہ

ہو، جب بیت اللہ کا حج ہی ایسی حالت میں فرض نہیں ہوتا تو مستحب میں جانا کیسا؟

مستحب جائز کو کرتا ہے ادا! فرض حق کو چھوڑتا ہے، بر ملا

کب ہوں راضی تجھ سے لے مروءت حضرت حق اور محمد مصطفیٰ

(۱۴) معیار اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے اہل حلال بذریعہ سوداگری یا صنعت و حرفت یا ملازمت کمانا فرض ہے، اور یہ سنت انبیاء علیہم السلام و صحابہ کرام و اولیائے عظام ہے اس کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیے، اور پھر خدا پر توکل کرنا چاہیے۔

سب پمیر اور ولی جسد امام کسب کرتے آئے ہیں یہ لاکلام
 مرد کا سب ہے حبیب اللہ ضرور ہے یہ مضمون حدیث اسے ذی شعور
 ہے یہی مضمون اندر ثنوی، ثنوی مولوی معنوی
 گفت پیغمبر بہ آواز بلند بر توکل زانو سے اشتر بہ بند
 بار خود بر کس منہ بر خویش نہ سروری را کم طلب درویش بہ

(۱۵) معیار، جس وقت سردی میں سرد پانی جسم پر بوقت غسل پڑے یا حاکم کے سامنے پیشی مقدمہ ہوتی ہو، یا حج عام میں گفتگو کرتا ہو، یا بیماری سے تکلیف شدید ہو یا بہت خوشی کا موقع ہو یا جس وقت طبیعت میں غصہ زیادہ ہو یا اپنی اہلیہ کے ساتھ وقت خاص ہو، یا بھوک کی تکلیف زیادہ ہو، ان سب حالتوں میں ذکر قلبی کو دیکھے، اگر ذکر پائے تو شکر کرے، اگر غافل پائے تو تداوت و انوس کرے،

وقت تکلیف و خوشی دل کا خیال ہے کہ نہ تو دیکھ مرد و خوشحال
 نفس و شیطان قال کو کہتے ہیں تو کسوٹی پر لگا، یہ حال و قال

(۱۶) معیار اچھا کھانے یا اچھا پہننے کا نفس کو عادی نہ بنائے، نہ اچھے کھانے کو بڑے کر کے کھائے، نہ اتنا زیادہ کھائے کہ بدبھی و کسل ہو اور نہ اتنا کم کھائے کہ ضعف پیدا ہو کر خدمت اہل و عیال اور اتباع سنت سے محروم ہے۔

نہ چنداں بخور کن دہانت برآید (سعدی) نہ چنداں کہ از ضعف جاننت برآید

(۱۶) معیار نہ گفتگو اتنی زیادہ کرے کہ سامعین پریشان اور دل تیرا حیران ہو نہ ایسی خاموشی اختیار کرے کہ آنیوالے تجھ سے بیزار ہوں، نہ مالداروں اور دنیا داروں کے پاس اتنا بیٹھ کہ دل تیرا مردار ہو، نہ اتنا دور جھاگ کہ دروازہ ہدایت بند ہو کر وہ تجھ سے فرار ہوں، خیر اوسط میں ہے۔

خیر کے اندر کرے جو کوئی کام مؤلف
خیر سے وسط میں اسے مرد خدا
خیر اس میں ہو ضروری لا کلام
بے یسر مودہ محمد مصطفیٰ

(۱۷) معیار، شب کو نہ اس قدر جھاگ کہ دماغ اور اعضا تیرے بیکار ہوں، اور نہ اس قدر سو کر دنیا و نقیبی تیرے برباد ہوں۔

سو تو اول شب میں جگ آخریں تو (تو) حکم ہے رب کا قلیلاً نصفہ
(۱۸) معیار، نہ کسی پر طعن کر، نہ کسی کی غیبت کر، نہ کسی کو اپنے سے بڑا سمجھ نہ اپنے کو کسی کے
تھا پیرا چھا جان نہ کسی کا دل دکھا، یہ سب باتیں حرام ہیں، اور ارشاد اور طلب خدا کے خلاف ہیں
اور دنیا داروں کے نزدیک سبھی مذموم ہیں۔

نہ بے سبب دشمنی بڑھویشتن را
گرت چشم خدا بے سببی بہ بخشد
کہ دارد پرودہ پندار در پیش
نہ بینی بچاکس عاجز تر از خویش (سعدی)
نہ پیر و اناسے مرشد شہاب
کے آں کہ بڑھویش خود ہیں مباش
دو اندر ز سر ہو در روئے آب
دگر آں کہ بر غیر بد ہیں مباش

حضرت حافظ شیرازیؒ ہے

مباش در لیے آزار ہرچہ خواہی کن
اکہ اور بزرگ فرماتے ہیں،
کہ در شرعیات ما غیر ازین گناہے نیست

ہزار گنج عبادت ہزار گنج کرم

ہزار طاعت بہا ہزار بیداری

ہزار روزہ و تسبیح و صد ہزار نماز

قبول نیست اگر خاطر بیازاری

(۲۰) معیار: مزارات متبرکہ اولیاء اللہ پر باادب اور باوضو حاضر ہو، اور ان کی بوج مبارک سے فیض حاصل کر، اور ان کی ذات بابرکات کے توسل سے خدا کی جناب میں فتوحات و امین کی دعا کر، طواف اور سجدہ زندہ اولیاء ہوں یا ان کی قبروں پر کرنا حرام ہے، حضرت شیخ

عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جو امام طریقہ ہیں، وہ یہاں کتاب ^{حقیقہ} اپنی کتاب "غنیۃ الطالبین"

جلد اول کتاب الآداب صفحہ ۳۵ مصری میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کسی قبر کی زیارت کرو تو:

اُس پر ہاتھ رکھو، اور نہ اُس کو بوسہ دو کہ یہ یہودیوں کی خصلت ہے اور ایسے ہی امام غزالی اور

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہما بھی فرماتے ہیں،

ہست طواف و سجدہ از بہر خدا

دیگراں از غیر حق سست ناروا

ہست شرک و گمراہی مطلق حرام

(۲۱) معیار، شریعت نسخہ ہے، طریقت دوا ہے، حقیقت پرہیز ہے، معرفت شفا ہے

(۲۲) معیار، شریعت علم ہے، طریقت عمل ہے، حقیقت خلوص ہے، معرفت دیدار

حق ہے،

(۲۳) معیار، شریعت مشعل رہا ہے، طریقت راتہ چلنا ہے، حقیقت مقام مقصود

تک پہنچا ہے، معرفت صاحب مکان سے ملنا ہے

(۲۴) معیار، شریعت مثل جسم کے ہے، طریقت مثل جان کے ہے، شریعت عمل ہے

اور طریقت اس میں خلوص ہے،

(۲۵) معیار ہر شخص اپنے کفن بگل جانے پر، اور اپنے فضلہ کو دیکھ کر، یا بوسے اتنا متنفر

نہیں ہوتا، جتنا کہ دوسرے کے حقوق سے ہوتا ہے، اسی طرح اپنے اعمال خراب سے اتنی
 بیزاری نہیں ہوتی، جس قدر دوسروں کے بُرے اعمال سے ہوتی ہے، یہی بے انصافی اور
 دھوکہ نفس ہے، اس سے بچ، اور مَنْ عَمِلْ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا، کو
 پیش نظر رکھنا چاہیے، اور اگر تو اپنے کو صاف گوجانتا ہے، تو اپنے اعمال بد کا اظہار کیوں نہیں
 کرتا، حضرت سعدی فرماتے ہیں:

اے بہتر باندہ برکت دست عیبہارا نہفتہ زیر بغل
 تاجہ خواہی خریدن اے مفرد روز در ماندگی بسیم و غل
 حضرت مولانا رومیؒ

کار خود کن کار بگیا نہ سکن بر زمین دیگران خانہ کمن
 (۲۶) معیار، جب تک صوفی اپنے کو کافر فرنگ، اور کتے خیس سے بدتر نہ جانے گا، معرفت
 حق اس پر حرام ہے، اور کیا حال ہو اس شخص کا، جو اپنے کو بزرگان دین کے برابر جانے،
 عیب است عظیم بر کشیدن خود را وز حمد خلق برگزیدن خود را
 از مردک چشم بیاید آموخت دیدن ہمہ کس را از دیدن خود را
 (۲۷) معیار، نبوت کی واسطے معجزہ لازمی ہے، ولایت کی واسطے کرامت لازمی نہیں،
 ولی کو اتباع نبی کی ضروری ہے، مولانا رومیؒ فرماتے ہیں:

معجزات از بہر قہر دشمن است بوسے جہیت پے دل بردن است

(۲۸) معیار، سلوک صوفیہ سے یہ مقصود نہیں ہے کہ غیبی صورتوں اور شکلوں کا مشاہدہ

کریں اور الوان و انوار کا معائنہ کریں، یہ باتیں خود لہو و لعب میں داخل ہیں

غیر حق کے جو نتیجے ہوئے عیاں (مفہوم) لہو و لعب و شعبہ تو اس کو جان

(۲۹) معیار: جس دل میں محبت مال و جاہ ہے، وہ دل لائقِ نزولِ رحمت نہیں

اس دل کو دل کہنا چاہیے، حضرت حکیم سنائی فرماتے ہیں،

دل کے منظریت ربّانی حجرہ دیو راجہ دل خوانی

دل کہ جاہ و مال دار و کار آں سگے داں و آں دگر مدار

(۳۰) معیار: جس نے خدا کو پہچانا، اُس نے اولیا کو جانا، اور جس نے اولیا کو پہچانا، اُس

نے خدا کو جانا، حضرت مولانا رومی فرماتے ہیں،

چونکہ باحق متصل گردید جاں ذکر آن اینست ذکر این ست آں

(۳۱) معیار: جس نے پہنچنے کا خیال کر لیا، وہ نہ پہنچا، اور جس نے اپنے کو دور جانا وہ قریب

ہوا، حضرت خواجہ باقی باللہ فرماتے ہیں،

ہنوز ایوانِ استغنی بلندست بفر مار سیدن ناپندست

(۳۲) معیار: ادراک سے عاجز ہونا ادراک ہے، اور جہالت کا اقرار کرنا معرفت ہے

حضرت خواجہ نقشبندؒ

عجز ازاں ہمراہ شد بلومفت کونہ در شرح آید و نہ در صفت

(۳۳) معیار: شریعت کے تین خیز ہیں، علمِ عمل، اخلاص، جب تک یہ تینوں خیز مستحق

نہ ہوں، شریعت متحقق نہیں ہوتی،

علم ہو اور ہو عمل اور ہو خلوص تب ہو تصدیق شریعت بالخصوص

(۳۴) معیار: کام کا دار و مدار دل پر ہے، اگر دل غیر سے گرفتار ہے تو خراب اثر

ہے، صرف ظاہری اعمال اور رسمی عبادتوں سے کچھ نہیں ہوتا، اور بلا اعمال صالح بدنی جنکا

شریعت نے حکم دیا ہے، دعویٰ سلاستی دل کرنا باطل ہے۔

اے برادر کار دل پر ہے مدار زندگی اپنی شریعت پر گزار
از صراط مستقیم شرع پابیزوں منہ دور شد سوزن زرشته زود خود را کم کند

(۳۵) معیار علم و عمل شریعت سے حاصل ہوتے ہیں اور اخلاص کا حامل ہونا طریق صوفیہ
پر منحصر ہے کہ جو علم و عمل کی روح ہے،

علم اعمال از شرع حاصل شود از طریقت روح از حاصل شود
(۳۶) معیار یاد کردو طریقت میں ہے، یادداشت حقیقت میں ہے،

یاد کردن ہے طریقت میں میاں یادداشت ہو حقیقت میں عیاں
(۳۷) معیار تواضع دولت مندوں کے لئے اچھی ہے اور استغنائی فقرا کو زیبا ہے

اغنیاء را در تواضع بہتری است در قناعت منفق را بہتری است
(۳۸) معیار دل کی سلامتی نیان ماسوی اللہ بغیر نہیں ہو سکتی،

ہوتا ہے قلب سلیم بعد فنا متفق ہیں اس میں حبل اولیاء
(۳۹) معیار تمام سعادتوں کا سڑیہ سنت کی تابعداری ہے اور تمام فسادوں
کی جڑ شریعت کی مخالفت ہے،

اتباع سنت کی باعث خیر ہے اور خلافت اس کے خدا کا تر ہے
دین و دنیا اپنا جو چاہے حسن ^{موت} متبع سنت ہو وہ شاہ زمین
(۴۰) معیار فقرا کی خاک روئی دولت مندوں کی صدر نشینی سے بہتر ہے،

خاک روئی غار فان با حسدا بہتر از صدر نشینی اغنیاء
(۴۱) معیار جو مرنے پہلے نہ مرا اسی پر ماتم پرسی ہے اور جو مرنے سے پہلے مر گیا، اس
کا مرنا اس کیلئے باعث خوشی اور دن کے لیے باعث غم ہے، کیونکہ خیر کا ذریعہ چلا گیا۔

(۲۲) معیار، منازل سلوک صرف اس لیے ہیں کہ ایمان حقیقی نصیب ہو جائے،
 (۲۳) معیار، طریقہ نقشبندیہ کا مدار دو اصول پر ہے، ایک شریعت کی پیروی استقامت
 کے ساتھ، دوسرے شیخ طریقت کی محبت اور اخلاص میں استقامت،
 (۲۴) معیار، اللہ تعالیٰ بیچون، بیچگون اور ورار الوراہ اور جو کچھ دید و دانش اور
 شہود و مکاشفہ میں آئے اسکا غیر ہے، اس راہ کے جوڑ و موڑ پر بچوں کی طرح فریقہ تو ناچا پیسے،
 (۲۵) معیار، جب تک خاتمہ بخیر نہ ہو، کسی مبشرات و الہام یا کشف و کرامت یا حال پر مطلق
 نہ ہو، اور ہمیشہ گریہ و زاری اور بیقراری رہے،

بیرون گور لاف کرامت چہ می زنی ایمان اگر گور رود صد کرامت است

(۲۶) معیار، جب تک حیرت و حیرت میں نہ پہنچے، فنا نصیب نہیں ہوتی، جس فنا کو
 فنا جانا جاتا ہے، یہ خود فنا ہے،

(۲۷) معیار، فقرہ کی محبت دنیا و آخرت کا سرمایہ ہے،

(۲۸) معیار، انسان جامع جمیع موجودات ہے، اس لیے جمیع موجودات سے اس کا تعلق
 ہے، اگر یہ تعلقات اشیاء میں پھنس گیا، تو فَقَدْ ضَلَّ ضَلَاً کَبِیْداً، اس کے نصیب
 اور اگر عالم ارواح اور اسماء و صفات اور ذات کی طرف مخاطب ہو گیا تو فَقَدْ فَتَرَ
 فَوْتْرًا عَظِیْمًا اس کے نصیب ہے،

(۲۹) معیار، انسان آئینہ کامل ہے، اگر یہ اپنے آئینہ کا رخ سہان کی طرف رکھے
 تو اس میں عکس خراب پڑ کر نہایت کدرا اور بد نما ہو جائے گا۔ اور اگر رخ آئینہ کا حق کی
 طرف کر لے تو سب زیادہ مصفا اور خوش نما ہو جائیگا۔

ضروری تعویذات

تعویذ برائے دفع بخار لکھ کر گلے میں ڈال دے اور یہی پینے کو دے،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ اِبْرٰهِيْمَ
وَالصَّلٰوةَ وَالسَّلَامَ عَلٰی نَبِیِّ الْکَرِیْمِ

۳۰۵	۳۱۶	۳۱۷	۳۰۲
۳۱۱	۳۰۸	۳۰۷	۳۱۴
۳۰۶	۳۱۳	۳۱۲	۳۰۹
۳۱۸	۳۰۳	۳۰۴	۳۱۵

تعویذ برائے امراض چشم و ضعف بصارت، اور اسی آیت شریف کو، مرتبہ صبح او،
، مرتبہ شام پڑھ کر دم کرے،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
فَلْکَشَفْنَا عَنْکَ غِطَاءَکَ فَبَصَرُکَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ
وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ وسلم

۵۵۱	۵۵۲	۵۵۱	۵۴۴
۵۵۷	۵۴۵	۵۵۰	۵۵۵
۵۴۶	۵۶۰	۵۵۲	۵۴۹
۵۵۳	۵۴۸	۵۴۷	۵۵۹

دوسری ترکیب زیادتی روشنی آنکھوں کی نہایت مجرب یہ ہے، کہ جس وقت اذان ہو اور اٹلے اذان میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم مبارک آئے تو یہ درود شریف پڑھا دوں بائیں ہاتھوں کے انگوٹھوں پر دم کر کے آنکھوں پر لگائے، یہ عمل حدیث غریب یا حدیث موضوع کی بحث ہے علم ہے، یہ طریقہ عمل ہے، قُرَّةُ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَإِلَيْكَ وَاصْحَابِكَ وَسَلَّمَ
 تعویذ برائے حفاظتِ صل و حفاظتِ اطفال و حفاظتِ مکان و حفاظتِ از ظلمِ ظالم و حفاظتِ از شیاطین و حفاظتِ زراعت و حفاظتِ از آتش و حفاظتِ وزرہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ

۶۸۶

۶۰۳	۶۰۶	۶۱۰	۵۹۶
۶۰۹	۵۹۶	۶۰۳	۶۰۸
۵۹۸	۶۱۲	۶۰۵	۶۰۲
۶۰۶	۶۰۱	۵۹۹	۶۱۱

تعویذ برائے دفع بدخوابی و حفاظت از سحر و شیاطین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ

عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَخْضِرُونَ وَالصَّلَاةُ

وَالسَّلَامُ عَلَى نَبِيِّكَ كَرِيمٍ

۶۸۶

۱۳۲۳	۱۳۲۶	۱۳۳۰	۱۳۱۶
۱۳۲۹	۱۳۱۶	۱۳۲۲	۱۳۲۸
۱۳۱۸	۱۳۳۲	۱۳۲۵	۱۳۲۱
۱۳۲۶	۱۳۲۰	۱۳۱۹	۱۳۲۱

تعوذ برائے دفع نظر بد بچہ کو یا جانور یا کھیتی کیلئے،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التّٰمَّۃِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَیْطٰنٍ وَّهٰمٍ
وَمِنْ شَرِّ كُلِّ عَیْنٍ اَلّٰمَۃٍ وَّالضَّلٰوۃِ وَاِسْلَامِ عَلٰی نَبِیِّ الْکَرِیْمِ

تعوذ برائے دفع طاعون و ہبضہ مکان کے دروازہ پر چپاں کرے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الہی بجزرت حضرت خواجہ محمد صاویق نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ از

طاعون نگہ دار

تعوذ برائے زیاقت شیر عورت یا جانور یا کسی کا پیشاب یا پاخانہ بند ہو گیا ہو
لکھ کر گلے میں ڈالے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَرِّحِ الْبَحْرِیْنِ یٰلَیْقَانِ، سَبِّهْمَا بِرِیْحِ لَیْلِغَیَانِ

۷۸۶	۷۹۷	۷۹۸	۷۸۳
۷۹۲	۷۸۹	۷۸۸	۷۹۵
۷۸۷	۷۹۴	۷۹۳	۷۹۰
۷۹۹	۷۸۴	۷۸۵	۷۹۶

تعوذ بچے کے بڑھنے کے لئے، جو ماں کے پیٹ میں بڑھنے سے بند ہو جاتا ہے
اور جس کے اولاد نہ ہوتی ہو، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کو بھی اولاد
دے دیتا ہے

۷۸۶

۹۳۳	۹۲۳	۹۲۲	۹۳۰
۹۳۸	۹۳۶	۹۳۵	۹۲۱
۹۳۲	۹۲۰	۹۳۹	۹۳۷
۹۲۵	۹۳۱	۹۳۲	۹۲۲

تعوذ برائے ترقی رزق، اور انہی تینوں اسمائے الہی کو بعد نماز صبح دو سو مرتبہ (۲۶۷) مرتبہ پڑھنا چاہیے۔

۷۸۶

اللہ	باسط	معطی
۱۵۲	۸۹	۲۶
۲۹	۱۰۶	۱۱۲

تعوذ برائے درد زہ، کھڑکھڑ میں بانڈھا جائے،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحَسَّتْ

أهيا اش أهيا

۷۸۶

۸	۴	۷	۱
۶	۲	۷	۵
۴	۹	۲	۶
۴	۵	۴	۸

۷۸۶

۱۲۲	۱۱۸	۱۲۱	۱۱۵
۱۲۰	۱۱۶	۱۲۱	۱۱۹
۱۱۷	۱۲۳	۱۱۶	۱۲۰
۱۱۷	۱۱۹	۱۱۸	۱۲۲

تعوذ برائے ہر مرض و ہر درد پینے کے واسطے ویا جائے

۷۸۶

۶	۱	۸
۷	۵	۴
۲	۹	۴

یہ تعویذ پندرہ (۱۵) کا تمام تعویذات کی اُم ہے۔ اور یہ تعویذ اسم ذات غیب الغیب کا ہے، اکثر لوگوں میں جو مشہور ہے کہ یہ نقش حوا کا ہے، غلط ہے۔ اس کی اگر شرح کی جائے تو طوالت ہوگی، یہ نقش تمام حروف اور تمام اسماء جلال و جمال سے تعلق رکھتا ہے۔

وظیفہ ترقی رزق کے واسطے نہایت مجرب ہے

روزمرہ بلاناغہ سورہ مزمل شریف گیارہ مرتبہ، اور گیارہ سو مرتبہ یا معنی پڑھنا چاہیے

اور اول اور آخر درود شریف،

وظیفہ دفع دشمن اور اس کے شر سے بچنے کیلئے

سورہ ایلین ایک سو ایک بار پڑھنا نہایت مجرب ہے،

وظیفہ جس مریض کے علاج سے حکیم عاجز آکر ناامید ہو گئے ہوں، اس کے پڑھنے سے

خدا شفا دیتا ہے، بہت سے آدمی ملکر پڑھیں یا ایک آدمی،

اسم یا سلام ایک لاکھ پچیس ہزار مرتبہ پڑھنا چاہیے،

وظیفہ ادائیگی قرض کے واسطے نہایت مجرب ہے، بعد نماز صبح شتر مرتبہ پڑھنا چاہیے،

اللہم اکفنی بجلالك عن حرامك واغننی بفضلك عن من سواك

وظیفہ ہر درد، ہر مرض اور ہر حاجت کیلئے، بعد نماز مغرب کیا نوے مرتبہ الحمد

شریف پوری پڑھنا چاہیے،

جب مقام مستعین آیا کرے، تو دل میں اپنے مطلب کا خیال رکھنا چاہیے۔ اس کے

پڑھنے سے ایمان بھی نہایت قوی ہوتا ہے اور مرض بھی لاحق نہیں ہوتے، حدیث شریف

میں آیا ہے کہ کوئی مرض نہیں جس کا علاج الحمد شریف نہ ہو، یہ وظیفہ حضرت سید صاحب کے

زمانہ سے برابر جاری ہے، نہایت بابرکت ہے، حضرت صاحب ہمیشہ چالیس برس سے پڑھتے

رہے۔ اور کبھی قضا نہیں کیا۔

وظیفہ دفع مرض اور ضعف دور ہونے کیلئے

تین سو تیرہ مرتبہ اسم یا اللہ یا سلام یا قویٰ روز پڑھنا چاہئے۔

یہ تعویذات اور وظائف جو میں نے اوپر لکھے ہیں۔ میری طرف سے ہر مومن کو اجازت ہے

بشرطیکہ وہ حق کے ساتھ ہو۔

اب میں آخر کتاب میں شجرہ سلسلہ حضرات طریقت کو تبرکاً لکھ کر کتاب کو ختم کرتا ہوں۔

شجرہ سلسلہ حضرت سید محمد رحمہ اللہ علیہ جمعین

منظوماً

مؤلف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تاریخ و فاجامہ

آل پاک و چاریا با صفا کے واسطے	فضل کریاب محمد مصطفیٰ کے واسطے	۱۲ ربیع الاول ۱۱۱۱ھ	مدینہ منورہ
حضرت صدیق اکبر اودفا کے واسطے	ہومرا ایمان کامل و کچھ صدق و صفا	۲۲	۱۱۱۳ھ
کمل اصحاب سلمان با خدا کے واسطے	پاک کر دے میرے دل کو ہر خطا و عیب سے	۱۰ رجب المرجب ۲۲۳ھ	مدائن
حضرت تاسم امام اولیا کے واسطے	دور رکھ دو رخ سے مجھ کو اور حبت کر نصیب	۲۴ جمادی الاول ۱۰۱ھ	"
حضرت جعفر امام اقیما کے واسطے	استغاثے شریعت اور طریقت میں مجھے	۱۵ رجب المرجب ۱۱۴۸ھ	جنۃ البقیع
عارف حق بازید بے ریا کے واسطے	دامن علم و کرم سے حشر میں لینا چھپا	۱۴ شعبان ۲۶۱ھ	بسطام
بو الحسن محبوب شاہ دوسرے کے واسطے	دین و دنیا کے مرے رب کو کر دست	۱۵ رمضان ۴۲۵ھ	خرقان

۲۷ بیچ الاول ۱۰۷۰ھ - طوس	زندہ رکھو اور مارو تو اپنی محبت میں مجھے	بوعلی نامدار پیشوا کے واسطے
۲۸ حبیب الحبیب ۱۰۷۰ھ - مرو	کر مجھے مقبول عالم خاص بندہ کی طرح	یوسف بہان مقبول خدا کے واسطے
۱۲ بیچ الاول ۱۰۷۰ھ - غجدان	ماسوائے کرجدا اور اپنا بندہ بے بنا	عبدخالق غجدوانی رہنا کے واسطے
یکم شوال ۱۰۷۱ھ - ریوگر	نور سے معمور کرے اس دل بجز کو	حضرت عارف محمد حق نما کے واسطے
۱۰ بیچ الاول ۱۰۷۱ھ - واکئی	غیر بھرنے سیر و ملیں دور کرے جہد	حضرت محبوب محبوب خدا کے واسطے
۲۷ رمضان ۱۰۷۱ھ - خوارزم	اس دل مروہ کو زندہ کر کے بس کرے عزیز	حضرت خواجہ عزیزان بہا کے واسطے
۱۰ جمادی الآخر ۱۰۷۱ھ - سہاسی	نعمت دین ار سے محروم مت رکھنا مجھے	حضرت بابا سہاسی دلربا کے واسطے
۱۵ جمادی الآخر ۱۰۷۱ھ - سوخار	مست کر تو حیدت ہشیار رکھو تصدیق	خواجہ میر کمال باصفا کے واسطے
۳ بیچ الاول ۱۰۷۱ھ - بخارا شریف	نقش غیر حق مٹا اور نقش یاد خود جا	پیشوائے دین بہار الدین ضیا کے واسطے
۲۰ جمادی حبیب ۱۰۷۱ھ - جغانہ	دل مرا بیماری عصیان رکھا ہو طول	سے شفا اسکو علاؤ الدین ضیا کے واسطے
۵ صفر المنظر ۱۰۷۱ھ - بفتون	کر لے شیدا اپنا اور اپنے رسول پاک کا	حضرت یعقوب چرخچی باخدا کے واسطے
۲۹ بیچ الاول ۱۰۷۱ھ - سمرقند	روزِ محشر کفش برداری عبید اللہ کی	کر عنایت شافع روز جزا کے واسطے
یکم بیچ الاول ۱۰۷۱ھ - بوضع خوشی	زبد تقویٰ کر عنایت مجھ کو اپنے فضل سے	خواجہ زاہد محمد بے ریا کے واسطے
۱۹ محرم الحرام ۱۰۷۱ھ - القرا موغ کش	کر مجھے درویش اپو در کا اور دل ریش بی	خواجہ درویش محمد باخدا کے واسطے
۲۲ شعبان ۱۰۷۱ھ - ...	خصلتیں اور خلق دے اپنے حبیب پاک کا	خواجہ امکنگلی محمد با رضا کے واسطے
۲۵ جمادی الآخر ۱۰۷۱ھ - دہلی	فانی و باقی منازل کر مجھے کامل نصیب	فانی فی اللہ باقی ہائے تقدیر کے واسطے
۲۸ صفر المنظر ۱۰۷۱ھ - شہر شریف	الف ثانی کے مجدد شیخ احمد نام پاک	بخشدے اس غافلوں پیشوا کے واسطے
۹ بیچ الاول ۱۰۷۱ھ - شہر شریف	نیکوں کے ساتھ کر دست گناہوں بد	خواجہ معصوم شاہ اولیا کے واسطے
۷ جمادی الثانی ۱۰۷۱ھ - شہر شریف	قاہم جنت مجھے کر مستعد تھے جس طرح	بو سعید خازن الرحمۃ عطا کے واسطے

خواجہ عبدالصاحب رضا کے واسطے	۲۶ رزی الحجہ ۱۱۲۶ھ - سریندر لہف	نہ ہو دنیا کی غم و شادی کا کچھ خیال
حضرت خواجہ صلیف باخدا کے واسطے	۱۱۲۲ھ - بامیاں	کر تجلی سے مجلی اس دل افسردہ کو
سہل کر حضرت زکی پارسا کے واسطے	۱۱۲۳ھ - انگلی لائفی عز	مشکلا زرع و قبر و حشر و میزان و صراط
منظر شیخ محمد باخدا کے واسطے	۹ رزی الحجہ ۱۱۲۹ھ - مکہ معظمہ	دعوت و فنا اور توکل صبر و سلم و زہد علم
لے بچا خواجہ زمان مٹیوا کے واسطے	۲۲ رزی قعدہ ۱۱۸۸ھ - لوہاری شہر لہف	دام دنیا اور مکر و نفس شیطان سے مجھ
حاجی احمد ناسب خیر لوری کے واسطے	۱۲۲۳ھ - قاضی کی کوٹ (سندھ)	لب پہ ہو وصف نبی اور میں ہو کر خدا
شہرت فرما خدا اس پشوا کے واسطے	۲۲ صفر ۱۲۲۲ھ - رتھچتر (پنجاب)	نام کو ہے جس کے نسبت حسین علی
رحم کر اس مقتدرے باصفا کے واسطے	۱۳ اشوال ۱۲۸۲ھ	نام میں جس کے امام آیا علی کے ساتھ
حضرت شیر محمد حق نما کے واسطے	۲۷ صفر ۱۳۱۶ھ - کالانچا نا پنجاب	سوز دل اور استقامت بشریت کے عطا
مرشدی حضرت علی شیر خا کے واسطے	۳۰ محرم ۱۳۲۸ھ - یوم مجہوجے پور	کہ ہدایت کو عنایت چشم ترا و درو دل
انبیائے مسلیین اور اولیا کے واسطے		مجھ کو اور میرا جہا کو ہدایت کر نصیب
اس حبیب شایع روز جزا کے واسطے		امت احمد کی کر دے مغفرا فضل خویش

یادداشت

یہ کتاب میں نے ۱۳۲۵ھ میں لکھی ہے۔

۱۔ سید میرا حسین علی شاہ صاحب ۲۔ حضرت سید امام علی شاہ صاحب،

مناجات بخدا قاضی حاجا

مؤلفہ

پاک بست از شربت عبت نظر بہاں	اسے خدا ذات تو بے نام و نشان
نیچ کس نے واں و نے بند رخت	اسے خدا سے سر بلند از بر تعفت
اسے خدا بیروں ہمہ کشف و کمال	اسے خدا بیروں از علم و قال ^ح ال
اسے خدا بیروں زاد راک و بیاباں	اسے خدا بیروں ز اوقات زماں
آرزو دارند نہ دیدند آں جمال	صد ہزاراں انبیاء صاحب کمال
دید حق دانستہ رب جل و علا	در شب معراج ختم الانبیا
قاب تو سین دنی خیر البشر	یافت از حق تاج مازع البصر
حضرت اعلیٰ محمد مصطفیٰ	راز دار واقف وحی خدا
مَا عَرَفْنَا كَقَوْلِكَ لَا أُحْصِي ثَنًا	با وجود این قرب و دیدار خدا
شکر از نے چوب رادادی ثمر	گردش افلاک و خورشید و قمر
از شجر سنگ وزمین و آسماں	قادر قدرت عیان ست و نہاں
از حجر یا قوت و لعل رنگ رنگ	از شجر برگ و گل و خوشبو و رنگ
روشنی خورشید و مہ ابر و بہار	ایں خزان و فصل و این لیل و نہار
باز او را خود خلیفہ کردہ	قطرہ آب را تو انسان کردہ
از صفہا جملہ حسنات کل	علم دادی ، عقل دادی ، داد کل
ایں سبب دانند تو قادر ترست	خواہش شاد و گراناید درست

این ہمہ اسبابہا معلوم شد
 این ہمہ اسباب ظاہر بگیان
 سخن اقرب گفته تو قادر است
 در حدیث قدس تو گفتی خدا
 جائے دیگر در کلام اللہ گفت
 باز گفت لا تحفظوا از رستم
 این کرم این فضل و این رحمت شما
 از درت دیگر ندارم، هیچ در
 مثل من عاصی نباشد در جہاں
 مثل من خاطر کی بج در خلق تو
 گر چه بسیار است بار مجرمی
 پیش رحمت تو ہمہ بار گناہ
 از درت ناشاد نے آید کسے
 زیر سبب امید دارم اے خدا
 جز تو دیگر نیست غفار و کریم
 محو کن جسدہ خطا سر و عیاں
 خوب می دانم کہ از بہر خدا
 صرف شد عمرم بعصیاں ای خدا
 می شنیدم ضد ز ضد ظاہر شود
 پیش صناعت و متاد محکوم شد
 می نشان دادند ذات بے نشان
 علم مادر این معتمد قاصر است
 رحمت من غالب است بر غضبها
 خواهند از من اسبب را خوب شرفت
 جملہ عصیاں بندگان عفو کنم
 بر درت آورد ما را اے خدا
 هیچ بہت تر نیست از تو و ادگر
 مثل تو رحمن نباشد در زمان
 مثل تو بخشش کجا در خلق تو
 چیت پیش رحمت این مجرمی
 نیست بار آں ہمہ مثل گناہ
 می شنیدم دانم و بینم بے
 عفو کن از من ہمہ جسمم و خطا
 جز تو دیگر نیست رحمن و رحیم
 از برائے پیشوائے مرسلان
 نے کھم کارے، کھم با صد ریا!
 من پشیمانم، درینجا، سرتا
 ضد عصیاں رحمت ظاہر شود

گرنہ بودم مجسرم و خاطر نئے
 بار عصیاں برسروارم بے
 مصلحت این بود عصیان و خطا
 یا الہی از برائے مصطفیٰ
 از برائے جلد اصحاب رسول
 وقت مردن کن مرا ایماں نصیب
 یا الہی خیر باشد خاتمہ !
 پیش رب کے باشند یار بے
 جز تو دیگر نیست بخشندہ کے
 عنو بنید بندہ از فضل خدا
 آل اطہراہل بیت بختبے
 باکرم خود این دعا گرداں قبول
 یا سرؤف یا ودود یا عجیب
 از برائے آل پاک فاطمہؑ

دین و دنیا کن ہدایت راحن
 از طفیل حضرت شاہ زمن

در لغت رکابت علیہ الصلوٰۃ والسلام

نمبر و بہت ز مخلوقات کل
 باعث خلق جہاں رحمت خدا
 منبع جود و کرم خلق عظیم
 آجدار قاب قوسین دنی
 صاحب علم و سخن جود و عطا
 تاسم کوثر و خاتم انبیاء
 یا مدثر گفت در وصف شما
 در کتبہا سے سماوی و صفت تو
 مجتبیٰ و مصطفیٰ شاہ رسل
 مونس مسکین شفیع روز جزا
 آل محمد، احمد و حامد رحیم
 وصف آن زاغ البصر شد و ماغنی
 سورہ طہ و یس و الضحیٰ
 گفت حق نشرح، منزل، ظل اتی
 خالق مخلوق آن قادر خدا
 کرد خالق پیش تو در کشف تو

چونکہ خالق می کند وصفِ شما
 رازہائے لی مع اللہ یا نبیؐ
 این کمالِ مجتمع در ذاتِ شان
 گفته حق من خالق و رب عالمیں
 یا رسول اللہ محمد مصطفیٰ
 یا رسول اللہ شفیع روزِ حسرت
 یا رسول اللہ حبیب حق توئی
 یا رسول اللہ امام المرسلین
 از نگاہ تو شد روشن جہاں
 از وجود تو موعظ شد جہاں
 چون کرم کردی بجال بو بکرؑ
 چون نگاہ لطف کردی بر عمرؑ
 چون اشارہ کرد بر عثمانؓ علیؓ
 آرزو دارم کہ آن لطف و کرم
 گرچہ ابر غاصیانم یا نبیؐ
 نیست جز تو شافع و بادی رحیم
 بہت شفاعت تو برائے غایبان
 لائق عرض نہ دارم من دہاں
 چونکہ فرمودی کہ صالح بہر حق
 کہ تواند خلق در وصفِ شما
 راز او حق کے رسد بہر نبیؐ
 شد حبیب حق و شاہِ مرسلان
 من منم تو رحمتہ للعالمین
 یا رسول اللہ حبیب کبریا
 یا رسول اللہ محب مسکین گدا
 یا رسول اللہ خلیل حق توئی
 یا نبیؐ یا رحمتہ للعالمین
 نیست شد کفر و جہالت کافران
 دور شد بو شرک و ظلم جاہلان
 آن شدہ بعد نبی خیر البشر
 نور شد آن ذات والا سرب
 باب علم یک شد و دیگر غنی
 بر ہدایت کن تو اسے شاہِ اُمم
 یک در اُمت شمایم یا نبیؐ
 نیست جز تو در صفت خلقِ عظیم
 دستگیری تو برائے غاطیان
 چہ کفتم دیگر نہ دارم من زبان
 بہر من طالح شد نہ نیست حق

ن کر و حق خالق زمین و آسمان

زین سبب عرض است از تو مصطفیٰ
 از برائے چار یار با صفا
 از برائے جمہ خاصان خدا
 خود شما انصاف فرمایید جناب
 حق شما را صدر کرده کائنات
 چونکہ صدر و بدر کرده حق شما
 بچنین من بود در شان شما
 بیچاکس این مراتب کے نصیب
 خلق خالق جانب روئے شما!
 چون نہ بنیہ خلق روئے را شما
 قاعدہ ایست رسول اللہ عام
 ہرگز آئینہ پیش خود نہند
 بچنین روئے شما جانب بہا
 من چه گویم وصف آن والا جناب
 من چه گویم من چه دانم حال شان
 من چه فہم چه نویسم شان شان
 علم و ہنرم و وہم جملہ کائنات
 زین سبب ہر کس بعلم خود شناخت
 از حقیقت حال آگاہی نیافت
 از برائے حق و از آلِ عبدا
 از برائے اہلبیت با حیا!
 دستگیری کن مرا روز جزا
 کیت رحمت شافع روز حساب
 بر شما تسلیم باشد و التعلوۃ
 رحمت عالم شفیع روز جزا
 بہت مطیع احمد مطیع جن و علا
 انت مولائی طیبی یحییٰ
 بیند رفتند در کوئے شما
 روئے حق است جانب روئے شما
 فرع بنیہ اصل، اصل بانسع اہم
 روئے اصلی پیش فرع خود کند
 گر شود عین کرم صاحب لوا
 وصف آن خالق کند با صواب
 غار فند حیران ساکت مرلاں
 بہت قاصر علم و فہم قدسیاں
 نہ رسند آنجا رسند سر کائنات
 مرتبہ آن سید و الا صفات
 اسپ علم بیچ کس آنجا نہ تاخت

چوں مسلم اینجا رسد سراؤ شکست
 بہ ز احمد کے کست حمد خدا
 بہ ز احمد کے شناسد ذات حق
 جز بنخاموشی نہ دامن بہ ادب
 از دہانم اسم شان گفتن خطاست
 از خدا خواہم کہ در محشر مرا
 اے خدا این نعت سرور کائنات
 عفو کن از ما ہمہ جسم و خطا
 چونکہ بخشش عام تست جو دو عطا
 چوں خیال آنجا رسد مکعب گشت
 نعت احمد کے کند بہ از حسدا
 مصطفیٰ را کے بدیاں بہتر ز حق
 بے ادب محروم ماند از فضل رب
 چہ کنم راہ بنجام این بجاست
 در صف سگھا مدینہ کن مرا
 تو برائے من کن حجت نجات
 چونکہ بخشش عام تست جو دو عطا

نعت احمد ختم کن بر این دعا
 بر محمد و آلہ وصل علی

نعت و کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام

کیا صورت کیا خلق ہو کیا شان محمدؐ
 رتبہ کا بیان انکے عیاں اچہ بیان ہو
 تھا عرش کو دعویٰ جو بزرگی و بلندی
 دین سب ہو منسوخ اور ناسخ ہوا انکا
 جو علم و بہت حکمت و منطق میں تھے یکتا
 تو ریت زبور اور جمیع انجیل و صحائف
 اوصاف جو توریت اور انجیل میں آئے
 مخلوق بھی خالق بھی ثنا خوان محمدؐ
 جبریل میں خادم و دربان محمدؐ
 سب جا تار بادیکھ کے ایوان محمدؐ
 کیا حق نے دیا مرتبہ کیا شان محمدؐ
 عاجز ہوئے وہ دیکھ کے بربان محمدؐ
 قطرہ ہیں بی پیش شرح قرآن محمدؐ
 پھر اسپہ گواہ ہو گیا فرقان محمدؐ

ہوسا متعجب تھے تو عیسیٰ مسیح
 یہ عرش و فلک شمس و قمر جملہ جہاں بھی
 کل سابقہ انوار نبوت و ولایت
 ہیں رحمت عالم تو شفیع روز جزا بھی
 روشن ہیں جو یہ شمس و قمر جہاں ہیں
 جو اہل عرب گونگا بتاتے تھے جہاں کو
 قرآن کے شارح ملک جن و بشر ہیں
 بے معرفت کُل سے وراذات الہی
 صدیق و عمر، حضرت عثمان و علیؓ
 اولاد نبی پاک کی اور زوجہ طہا
 ہیں چار ائمہ شرع اور چار طہا
 کس منہ سے ہو تعریف محمد عربیؐ کی

دیکھی شب معراج میں حبشانِ محمدؐ
 قربان ہیں سوربان کبر جانِ محمدؐ
 سب چھپ گئے پیش رخ لمعانِ محمدؐ
 مانے ہوئے مخلوق بے احسانِ محمدؐ
 ہے ان میں چمک پر تو چشمانِ محمدؐ
 گنگ ہوئے جب سُن لیا فرمانِ محمدؐ
 قرآن ہے شارح رخ خشانِ محمدؐ
 مخلوق کے علموں سے وراثانِ محمدؐ
 یہ پھول معطر ہیں گلستانِ محمدؐ
 یہ سب ہیں گل و رنگ گلستانِ محمدؐ
 سب میں ہے بسی بو خشانِ محمدؐ
 کرتا ہے خدا جبکہ بیاں شانِ محمدؐ

جاں لاکھ ہدایت کو عنایت ہوں الہی

کرتا رہوں قربان سب دربانِ محمدؐ

اشعار و مناقبت اولیائے کبار

(مؤلف کی عاجزانہ پیشکش)

نیست خون و غم برائے اولیاء
 بچپنیں نہر مود حضرت مصطفیٰ
 این چنیں نہر مود حق جل و علا
 باعث رحمت شفیع روز جزا

اولیا اُمت نشینند با خدا	ہست این فضل و کرم جوہ و عطا
از طفیل اولیا از آسماں	حق رساند رزق و بارش بیگماں
ہمیشہن و دوستدار اولیا	نے شقی باشد نہ باشد بے نوا
ہست قائم این زمین از اولیا	نیت باشد گرنہ باشد اولیا
از وجود اولیاء خیر الانام	ہر بلا را رد کند رب الانام
مثل بارش ہست کلام اولیا	قلب مردہ زندہ کرد و بر ملا
گرفتہم خوردند بر رب جہاں	حق کند از فضل خود شے را عیاں
حق شدہ راضی و آل حق بارضا	راضی شد طرفین کے در شہ و عا
توچہ دانی حال خاصان رسول	لب بہ بند خاموش شہادت لفظ اول
خوب گفتہ مولوی معنوی	بازبان پہلوی در مشنوی
کار پاکاں را قیاس از خود گیر	گرچہ با شدہ در لوشتن شہیر و شہیر
از ہدایت العجب ہذا دعا	یا الہی خالق ارض و سما
از برائے اولیا و انبیاء	حشر کن با اولیاء و انبیاء

فتوح الحرمین

فی

مَشْرِئِ رَسُوْلِ الْتَقْلِيْنِ

زیارتِ حرمین شریفین کے موقع پر احجاج حضرت مولانا شاہ ہدایت علی صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کے مکشوفات اور وارداتِ قلبی نیز رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حضرت
شاہ صاحب پر عنایات و اکرام جس کے مطالعہ سے ایمان میں تازگی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
سے محبتِ قلبی پیدا ہوتی ہے، حضور کی محبت ہی کمال ایمان ہے، اور آپ کی ذات بابرکات ہی
معیتِ قبر اور حشر کا بہترین وسیلہ اور ذریعہ ہے۔ حج کے سلسلہ میں حضرت کی تعلیمات و ارشادات

اصلاحِ باطن کیلئے اکیڑ ہیں

قیمت صرف آٹھ آنہ

(ملنے کا پتہ)

محمد الیاس پریڈ کاپیور

دُرِّ لَآثَانِي

جانِ طریقتِ روحِ روحانیت، مکتوباتِ محبوبِ سبحانی، قطبِ صمدانی، امامِ ربانی حضرت
مجددِ اہلِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ، علمِ تصوف کی فارسی زبان میں وہ گراناہیہ کتاب ہے جسکی مثال آج تک
نہو سکی؛ ہر ہر مکتوبِ گرامی 'حقائقِ شریعت'، 'اسرار و رموزِ الہی کا خزانہ'، 'خدا رسی کا زینہ اور قانونِ تصوف
ہر جسکے مطالعے سے لاکھوں تارکینِ غافلِ قلوب کو فکراً الہی سے منور اور ہزار ہا انسان قربِ حق سے شرفِ ہونگے
اہلِ علم نے اس مقدس کتاب سے ہمیشہ کسبِ فیض کیا ہے، اور اب تک اپنے
عمولات میں رکھتے آئے ہیں۔

اُمتِ مرحومہ کی عام نفعِ رسائی کی خاطر مجد و ملت حامی سنتِ قاصد بدعتِ عالمِ طبعیِ قاضی
لودعی شریعتِ پناہِ حقیقتِ آگاہ واقفِ اسرارِ خفی و جلی صوفی سینہ صاف یا دو گار صوفیہ اسلافِ سید
واقافی مرشدی و مولائی حاجی اکبرین الشرفین مولانا شاہ محمد ہدایت علی نقشبندی مجددی جے پور
نور اللہ مرقدہ نے نہایت با محاورہ سلیس اور عام فہم اردو میں ترجمہ و شرح فرما کر کنزِ عقیقی کو ایسا ظاہر و باہر
فرمادیا ہے کہ اب ہر معمولی استعداد کا آدمی بھی اس بحرِ ذخا میں غوطہ زن ہو کر گوہرِ نایاب اور درِ لاثانی حاصل کر کے
فائزِ المرام ہو سکتا ہے۔ اس واسطے اس مفید مبارک تالیف کا نام اعلیٰ حضرت نے 'دُرِّ لَآثَانِي' تجویز فرمایا ہے،
جسکے تین حصے ہیں: اول۔ دوم۔ سوم۔ ضخامت حصہ اول ۶۴ صفحات، حصہ دوم ۱۰۰ صفحات، حصہ
سوم ۱۲۸ صفحات، طباعت و کتابت دیدہ زیب و دل فریب ہے۔ الغرض یہ کتاب حسنِ ظاہری و برکت
معنوی کا مرقع ہے۔ ہر شے جس کے ہدیے دو دو روپے ہیں۔

سالکانِ راہِ طریقت و طالبانِ رموزِ شریعت تہ ذیل سے طلب فرمائیں

محمد الیاس - پریڈ - کانپور



1111

1111

M0

M0

321

321

HER. H. IN METERS
TRANSVERSE MERCATOR PROJECT

